

# ملت بریلویہ کی اچھوتی تعبیر پاگلوں کی کہانی

زیر نظر کتاب میں آپ ملت بریلویہ کے راز ہائے پنہاں اور عقائد مخفیہ ان کی اپنی کتابوں میں بیان کردہ ملاحظہ فرمائیں گے اور بعدہ آپ خود بخود اس نتیجہ تک پہنچ جائیں گے کہ یہ پاگلوں کا ایک گروہ ہے جن کے عقائد کا نہ کوئی ماخذ ہے اور نہ ہی اختراعات بریلویہ کو فرمودات نبوت علی صاحبہا التحیہ سے کسی قسم کی نسبت

مصنفہ

حضرت مولینا محمد فاضل رحمان

دارالمعارف

اردو بازار، لاہور



## جملہ حقوق محفوظ ہیں!

---

|                              |         |
|------------------------------|---------|
| پاگلوں کی کہانی              | کتاب:   |
| حضرت مولینا محمد فاضلؒ       | مصنف:   |
| دارالمعارف اُردو بازار لاہور | ناشر:   |
| زاہد بشیر پرنٹرز لاہور       | پرنٹرز: |
| 2001ء                        | اشاعت:  |
| 50-00 روپے                   | قیمت:   |

---



# فہرست مضامین پاگلوں کی کہانی

| صفحہ | مضامین                              | نمبر شمار | صفحہ | مضامین                                  | نمبر شمار |
|------|-------------------------------------|-----------|------|---|-----------|
| ۲۷   | ڈاکٹر اقبال دہریے تھے               | ۱۶        | ۹    | عرض مولف                                | ۱         |
|      | ڈاکٹر اقبال نے دوسرا اسلام گھڑ      | ۱۷        | ۷    | گہرائی رنگارنگ                          | ۲         |
| "    | لیا تھا                             |           |      | باب اول                                 | ۳         |
|      | ڈاکٹر اقبال کی زبان میں شیطان       | ۱۸        |      | ملت رضائیہ ایک جدید اور غیر اسلامی      |           |
| "    | بولتا تھا                           |           | ۱۱   | مذہب ہے                                 |           |
|      | بریلویوں کے نزدیک سرسید             | ۱۹        | ۱۵   | وصایا شریف کی عبارت کا شمالی نوٹ        | ۴         |
| ۲۸   | مرتد اور خبیث ہے                    | ۱۹        |      | بریلویوں کا درود                        | ۵         |
|      | بریلویوں کے نزدیک شبلی              | ۲۰        | "    | بریلویوں کے ساتی کوثر احمد رضا ہیں      | ۶         |
| "    | عالی، اقبال دہریے تھے               |           | "    | بریلوی امت کا سلام                      | ۷         |
| ۲۹   | خواجہ حسن نظامی کا فرد مرتد ہے      | ۲۱        |      | باب دوم                                 | ۸         |
| "    | جو اسے کافر نہ سمجھے وہ خود کافر ہے | ۲۱        |      | ملت رضائیہ کے ارکان خمسہ                |           |
|      | سب دنیا کافر مگر بریلوی نہیں        | ۲۲        | "    | پہلا رکن                                | ۹         |
| ۳۱   | بریلوی مذہب کا تیسرا رکن            | ۲۳        | ۲    | ملت بریلویہ کا دوسرا رکن                | ۱۰        |
| ۳۲   | لطیفہ                               | ۲۴        |      | بریلویوں کے نزدیک قائد اعظم             | ۱۱        |
| ۳۷   | بریلوی مذہب کا چوتھا رکن            | ۲۵        | "    | دو زخموں کا کتا ہے                      |           |
| ۳۹   | انگریزی حکومت رحمت خداوندی ہے       | ۲۶        |      | بریلویوں کے نزدیک قائد اعظم             | ۱۲        |
| "    | انگریزی حکومت دارالاسلام ہے         | ۲۷        | "    | کفر بکا کرتے تھے                        |           |
| ۴۰   | عبدالقادر کی نہرے سات سمندر         | ۲۸        | ۲۵   | بریلویوں کے نزدیک قائد اعظم مرتد تھے    | ۱۳        |
| ۴۱   | شیخ عبدالقادر سے جو مانگو ملے گا    | ۲۹        |      | بریلویوں کے نزدیک جو قائد اعظم کی تعریف | ۱۴        |
| ۴۲   | بریلوی عقیدہ کہ تمام کائنات پر      | ۳۰        | "    | کر دے اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے            |           |
| "    | شیخ کا تصرف ہے                      |           |      | بریلوی مذہب میں مسلم لیگ کو پیڑہ پنا    | ۱۵        |
| ۴۳   | شیخ عبدالقادر دلہا                  | ۳۱        | "    | اور اس کی حمایت کرنا اسلام دشمنی ہے     |           |



| نمبر شمار | مضامین   | نمبر شمار | مضامین  | صفحہ |
|-----------|--|-----------|---|------|
| ۳۲        | بریلویوں کے اعلیٰ حضرت خود بھی کافر ہی نہیں بلکہ کافر کے بیٹے ہو گئے | ۶۵        | عورت کے اندام نہانی کو نیک ارادے سے ہاتھ لگالیں تو ان کو اجر و ثواب ملتا ہے | ۸۱   |
| ۳۳        | بریلوی مذہب کا پانچواں رکن   | ۶۷        | بریلوی مذہب میں اگر کسی کو نماز میں اختلام آجائے تو نماز نہیں ٹوٹتی         | ۸۲   |
| ۳۴        | اعلیٰ حضرت کے رنڈیوں سے تعلقات کی ایک اور دلیل                       | ۶۸        | بریلوی مذہب میں خدا شادی شدہ ہے   | ۸۳   |
| ۳۵        | باب سوم  | ۶۹        | بریلوی مذہب میں مصیبت کے وقت یا اللہ کہنا شیطانی دوسرے                      | ۸۵   |
| ۳۶        | بریلوی مذہب کے مسائل متفرقہ  | ۷۰        | بریلوی عقیدہ ہے کہ مرید خدا کو چھوڑ کر اپنے پیر سے مل گئے                   | ۸۶   |
| ۳۷        | بریلوی مذہب میں مینڈک کھانا جائز ہے                                  | ۷۱        | بریلویوں کے نزدیک شیخ عبدالقادر جیلانی نبی علیہ السلام کے بیٹے ہیں          | ۸۷   |
| ۳۸        | بریلوی مذہب میں کچھوا کھانا گناہ نہیں                                | ۷۲        | بریلوی عقیدہ ہے کہ خدا (العیاذ باللہ) بے اختیار ہے                          | ۸۸   |
| ۳۹        | بریلوی مذہب میں حقے کے بدبودار پانی سے وضو کرنا جائز ہے              | ۷۳        | بریلوی مذہب میں تارک سنت اور جھوٹا آدمی بھی اہل سنت ہے                      | ۸۹   |
| ۴۰        | بریلوی مذہب میں عورت کے پیٹ سے استمناء جائز ہے                       | ۷۴        | بریلوی مذہب میں احمد رضا کے جھوٹ کا دوسرا نام قرآن ہے                       | ۹۰   |
| ۴۱        | بریلویوں کی لڑکیوں کا نکاح بندر گدھے اور ہر قسم کے حیوان سے جائز ہے  | ۷۵        | بریلوی مذہب میں ساس کی شلوار کو شہوت سے ہاتھ لگانا خیر ہے                   | ۹۱   |
| ۴۲        | بریلوی مذہب میں اب کسی پرچ فرض نہیں رہا                              | ۷۶        | بریلوی مذہب میں نجی اور ولی ہنی خدا ہوتے ہیں                                | ۹۲   |
| ۴۳        | بریلوی مذہب میں حج پر جانے والے پاگل اندھے اور بیوقوف ہیں            | ۷۷        |   |      |
| ۴۴        | بریلویوں کے نزدیک اگر عورت کسی مرد کے آگے تناسل کو اور مرد کسی       | ۷۸        |   |      |



| نمبر شمار | مضامین   | صفحہ | نمبر شمار | مضامین   | صفحہ |
|-----------|--|------|-----------|--|------|
| ۵۴        | بریلویوں کا مذہب ہے کہ خدا اور رسول دونوں بھائی بھائی ہیں                      | ۹۷   | ۱۱۰       | معرفت میں نبی علیہ السلام سے بلند مقام رکھتے ہیں                             |      |
| ۵۵        | بریلوی مذہب میں کتے کا گوشت اور پانخانہ پاک ہے                                 | ۹۸   |           | بریلویوں کا عقیدہ کہ نبی علیہ السلام شیخ عبدالقادر کے فیض یافتہ شاگرد ہیں    |      |
| ۵۶        | بریلوی مذہب میں شیخ عبدالقادر معرفت میں نبی علیہ السلام سے بلند مقام رکھتے ہیں | ۹۹   | ۱۱۱       | بریلوی مسلک میں نبی علیہ السلام ولہا   |      |
| ۵۷        | لطیف   | ۱۰۰  | ۱۱۲       | احمد رضا کی تعظیم حضور ہی کی تعظیم ہے  |      |
| ۵۸        | بریلوی مذہب میں محفل میلاد میں قیام کرنے والے بندہ ہیں                         | ۱۰۱  | ۱۱۳       | بریلویوں کے نزدیک احمد رضا امام اور نبی علیہ السلام مقتدی                    |      |
| ۵۹        | بریلوی مذہب میں اب بھی نبوت کا دروازہ کھلا ہے                                  | ۱۰۲  |           | بریلویوں کے نزدیک احمد رضا ساتی کوثر   |      |
| ۶۰        | بریلویوں کے نزدیک پیر مرید کی بیوی کے پاس سوتا ہے                              | ۱۰۳  | ۱۱۵       | بریلویوں کے نزدیک میاں بیوی کے جماع کے وقت بھی حضور موجود ہوتے ہیں           |      |
| ۶۱        | باب چہارم  |      |           | بریلویوں کے نزدیک نبی علیہ السلام کے روضہ انور کی خوشبو برکات احمد کی قبر سے |      |
| ۶۲        | بریلو مکتب فکر میں نبی کریم کا مقام  | ۱۰۵  |           | چند اقتباسات   |      |
| ۶۳        | بریلوی مذہب میں نبی علیہ السلام غوث پاک کے در کے سوال ہیں                      | ۱۰۶  | ۱۱۸       | باب پنجم   |      |
| ۶۴        | بریلویوں کا عقیدہ ہے نبی علیہ السلام غوث پاک سے فیض حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں   | ۱۰۷  |           | ملت بریلویہ میں ماکولات اور مشروبات مدار ایمان ہیں                           |      |
| ۶۵        | بریلویوں کا عقیدہ کہ نبی علیہ السلام شیخ عبدالقادر کے مرید تھے                 | ۱۰۸  | ۱۲۱       | اعلیٰ حضرت کا ذوق اشیاء خور و نی   |      |



| نمبر شمار | مضامین                            | صفحہ | نمبر شمار | مضامین                             | صفحہ |
|-----------|-----------------------------------|------|-----------|------------------------------------|------|
| ۷۶        | ایک اور سوال                      | ۱۲۴  | ۸۶        | احمد رضا اور دیوالی کی مٹھائی      | ۱۳۶  |
| ۷۷        | احمد رضا زیادہ پی کر ساری رات     |      | ۸۷        | باب ششم                            |      |
|           | بدلیان رہے                        | ۱۲۵  |           | احمد رضا حقیقت کے آئینے میں        | ۱۳۸  |
| ۷۸        | نیا ز اور فاتحہ خوانی کے لئے      |      | ۸۸        | ہزاروں کتوں کی طرح رضا             |      |
|           | احمد رضا کا کیچڑ میں گرنا         | ۱۲۶  |           | بھی ایک کتا                        | ۱۴۰  |
| ۷۹        | احمد رضا کا ٹھنڈا علوہ            | ۱۳۱  | ۸۹        | رضا مجرم و ناکارہ                  | ۱۴۱  |
| ۸۰        | اعلیٰ حضرت کے کھانے کی متضاد      |      | ۹۰        | بریلویوں کا رضا بدکار              | "    |
|           | روایتوں میں تطبیق                 | ۱۳۲  | ۹۱        | بدی کو رضا سے شرم                  | ۱۴۳  |
| ۸۱        | کھانے میں بد احتیاطی موت کا       |      | ۹۲        | بریلویوں کے رضا نہ اپنے گھر کے     |      |
|           | پکھا رہنے لگی                     | "    |           | اور نہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم   |      |
| ۸۲        | اعلیٰ حضرت کے طالب علموں کا       |      |           | کے در کے                           | "    |
|           | ذوقِ اشیاء خوردنی                 | ۱۴۴  | ۹۳        | رضا نکما                           | ۱۴۴  |
| ۸۳        | اعلیٰ حضرت سوہن علوہ خرید رہے ہیں | ۱۳۴  | ۹۴        | رضا خوار۔ خطا دار۔ بیمار۔ گناہ گار | "    |
| ۸۴        | احمد رضا کی شیرینی                | ۱۳۵  | ۹۵        | بریلویوں کے رضا بد، چور، مجرم      | "    |
| ۸۵        | احمد رضا بھاتے تھے کسب کو         |      | ۹۶        | بکتا ہے                            | "    |
|           | شیرینی کھانے کا عادی بنا دیا جائے | ۱۳۶  |           |                                    |      |



# عرض مؤلف

مدت سے میں ملت بریلویہ سے واقف ہوں اور یہ سمجھتا ہوں کہ یہ چند افراد پر مشتمل نادانوں کی ایک جماعت ہے جو کل کائنات سے سمٹ سمٹا کر اتفاق سے پاک و ہند میں مجتمع ہو گئی ہے۔ اسی لئے ان کے خلاف لکھنے کو کبھی شرح صدر نہیں ہوا۔ جب کبھی لکھا تو حقیقت یہ ہے کہ وہ بادلِ ناخواستہ لکھا لیکن گزشتہ کئی دنوں سے ملت رضائیہ بریلویہ کے زعماء کی ریشہ دوایاں اور علماء دیوبند کے خلاف چہرہ دستیاب اور دریدہ دہنی کی کاروائیاں اور گیدڑ بھکیاں ناقابل سماعت حد تک پہنچ چکی ہیں۔ ملت رضائیہ کے ایک مکروہ واعظ اپنی تقادیر میں علماء دیوبند کو کافر کہتے پھرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی مناظرے کا چیلنج دیتے ہوئے یہ بھی یادہ گوئی کرتے ہیں کہ دیوبندی میرے مقابلے میں آہی نہیں سکتے۔

چاہئے تو یہ تھا کہ یہ خود ہی آئینہ لے کر اپنی شکل و صورت دیکھ لیتے اور ہمارے درپے نہ ہوتے بقول کسے

ذرا آئینہ لے کر وہ اپنی شکل تو دیکھیں

بڑے آئے میرا چاک گریباں دیکھنے والے

علاوہ ازیں ایک صاحب نے ایک کتاب ”علمائے دیوبند کا تعارف“ بھی لکھ ماری جس میں سوائے الزام تراشیوں اور قطع و برید کے کچھ بھی نہیں علمائے دیوبند کے ترجمان اور خادم ہونے کی حیثیت سے میرا فرض تھا کہ میں ملت بریلویہ کے لئے ایک ایسا آئینہ فراہم کروں جس میں یہ اپنی مکروہ صورت دیکھ کر ناپاک کاروائیوں سے باز آجائیں اور وہ آئینہ ہے ”پاگلوں کی کہانی“ اس آئینہ کو دیکھنے کے بعد جب آپ کو اپنی صورت نظر آئے گی تو آپ سیخ پا ضرور ہوں گے۔ اور ممکن ہے کہ قصر بریلویت اور ایوان رضائیت میں بادِ صرصر بھی گزر جائے۔ زلزلے آئیں اور دھماکے ہو کر صفِ ماتم کچھ جائے مگر اس میں میرا کیا قصور ہے یہ تو آپ کی حقیقی رونمائی کے اثرات ہوں گے۔



رہی مناظرہ کے چیلنج کی بات تو چشم مارو شن دل ماشاد۔ جب اور جہاں  
 جی چاہے قسمت آزمائی کیجئے۔ آپ کو چونکہ دیوانوں کا لولہ سمجھتا ہوں اس لئے  
 آپ کی طرف سے جواب کے انتظار میں یہ کہنا کافی سمجھتا ہوں کہ  
 ۵ صراحی در بغل ساعز بکف دیوانہ وار آہا  
 لگائے آسرا بیٹھا ہے اک مستانہ برسوں سے

محمد فاضل عفی اللہ عنہ



## گلہائے رنگارنگ

الحمد لولہ والصلوۃ والسلام علی نبیہ امام المرسلین  
 وخاتم النبیین وعلی الہ واصحابہ الطاہرین الہادین کمہدین -  
 اما بعد

فقد قال النبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم سیکون فی امتی  
 دجالون کذابون یحدّثونکم  
 بما لم تسمعوا انتم ولا آباءکم  
 سرکار دو عالم فخر رحمت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا کہ میری امت میں بہت سے دجال  
 ہوں گے جو جھوٹے ہوں گے تم سے ایسی باتیں  
 کہیں گے جو تم نے سنیں ہوں گی اور نہ  
 تمہارے پیشرو لوگوں نے۔  
 مسلم شریف

اس حدیث میں وضاحت ہے کہ آپ کی امت میں ایک یا دو نہیں بلکہ متعدد  
 دجال پیدا ہوں گے جو اپنے دجل و فریب سے کام لے کر امت محمدیہ علی صاحبہا الف الف  
 تحیۃ کو گمراہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشتہ نہیں کریں گے اور ساتھ ساتھ آپ نے یہ  
 بھی وضاحت فرمادی کہ وہ باتیں بھی ایسی کریں گے جو تم نے پہلے نہ سنی ہوں گی، یعنی  
 نئی نئی رسومات، نئے نئے نظریات، جدید عقائد اور نئے عنوان، نیا مذہب اور نئی ملت



کے بڑے حضرت ہوں گے اسی حدیث میں آگے یہ بھی ہے کہ تم ان سے بچو اور دوسروں کو بھی ان کے دامِ تزدیر سے بچانے کی سعی کرو۔

بنابرین ہر مسلم اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کے دم بھرنے والے اور آپ کی اتباع کرنے والے پر فرض ہے کہ ہر اس آدمی اور ہر اس مذہب و ملت سے گریز کرے جو ملت نئی ہو اور جس کے احکام اسلام کے احکام سے منافی اور متضاد ہوں چاہے وہ ملت مرزائیہ ہو یا رضائیہ۔

صرف خود ہی کو نہیں بچانا بلکہ دوسروں کو بچانے کی تدبیر بھی کرنا ہے ہمارے ملک میں شروع ہی سے ایک ملت کے عقائد اثر و نفوذ کئے ہوئے ہیں جنہوں نے ان عقائد باطلہ پر اسلام کی منور چرا در ڈال کر عوام کو گمراہ کر رکھا ہے۔ اور پھر اس آڑ میں تمام مسلمانوں کو کافر و مرتد قرار دیا ہے تاکہ وہ صحیح مسلمانوں کو کافر باور کرانے کے بعد اپنے مزعومات و محترعات کی صحیح تبلیغ کر کے اصل اسلام سے ہٹا کر نئے مذہب کی بنیادوں کو مستحکم بنا کر شیطانی دُفودیں ایک دُفد کا اصفانہ کر کے لوگوں کو صحیح عقائد سے برہنہ کر کے مزاروں پہ بھکا کر اور قرآن و حدیث سے نا آشنا بلکہ متنفر کر کے محفلِ قوالی میں لے جا کر طبلے کی تھاپ پر سردھنوا کر اپنے بڑے حضرت یعنی ابلیس اکبر سے داد تحسین حاصل کریں۔ حالات شاہد ہیں کہ اس میدان میں انہوں نے رسولِ خدا اور اولیائے کرام کی آڑ میں خوب کامیابی حاصل کی ہے۔ ہم اس وقت ان کے خلاف قلم اٹھانے پر مجبور کر دیئے گئے ہیں کیونکہ اب یہ مزار کے طواف اور طبلے کی تھاپ کی مستی میں آکر باریت پر اتر آئے ہیں۔ ہم نے گزرے ہوئے حالات سے اغماض برتنا اور مننی مامہنی کے طور پر ان کے اسلاف کی تحریرات کو تاویلات کا جامہ پہنا کر عفو و درگزر کیا غالباً ملتِ رضائیہ کے خلفاء نے اس سے غلط نتیجہ اخذ کیا اور ہماری آہِ صبحگاہی پر کسی نے خون کے آنسو بہائے۔ کسی نے زلزلہ لانے کی سعیِ ناتمام کی اور کسی نے دیوبندی مذہب نامی کتاب لکھ کر علائے دیوبند پر خوب دل کھول کر شیطانی کاذبی ترجمانی کی اور رہی سہی کسر رند خرابِ حال نے ”علمائے دیوبند کا تعارف“ لکھ کر پوری کر دی۔

میں قارئین۔ ”پاگلوں کی کہانی“ سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کتاب کو پڑھتے وقت ان مذکورہ چاروں کتابوں کو بھی سامنے رکھیں اور اس کے بعد فیصلہ کریں کہ کیا ہم



ان کے بارے میں کچھ عرض کرنے پر مجبور نہیں کر دیئے گئے۔ گویا کہ یہ کتاب صرف اور صرف ان غالی اور بد زبان بے علم علاموں کے جواب میں۔ جواب آل غزل کے طور پر لکھی گئی ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح ملت رضائیہ کے یا وہ گوعلاموں کی تقریروں اور بیہودہ قلمکاروں کی تحریروں سے عوام الناس کو کسی قسم کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا بلکہ بجائے فائدے کے نقصان مشاہد ہے اسی طرح زیر نظر کتاب سے بھی عوام الناس کو فائدہ پہنچنے کی کسی قسم کی کوئی توقع نہیں بلکہ اس طرح کی برسہا کشی سے نئی پود کے علماء سے متفر ہو جانے کے شدید اور یقینی خطرات ہیں اس لئے میں عوام اور بریلوی مکتب فکر کو کما حقہ نہ سمجھنے والے دین دوست حضرات سے گزارش کروں گا کہ میں نے یہ کتاب نہ ان کے لئے لکھی ہے اور نہ ہی یہ ان کے لئے مفید ہے۔

اس آئینہ کو تو وہ پاگل دیکھیں جنہوں نے اپنی شکل کبھی نہ دیکھی ہو۔ یا ملت رضائیہ کے وہ متبع اور پیروکار جو احمد رضا کے مذہب پر عمل کرنا ہر فرض سے اہم فرض سمجھتے ہیں اور دنیا کے تمام شرفاء، دانشور اور سیاسی لیڈروں اور علمائے دیوبند کو کافر و مرتد کہتے ہوں انہیں سے میرا مخاطب ہے اس کے علاوہ کوئی بھی ہو نہ وہ میری مراد ہے اور نہ ہی اس سے مجھے کوئی سروکار ہے۔ نیز اس وقت تک زیر بحث طائفہ جن کو میں شیخ پیلوں کی بھیڑ کہا کرتا ہوں کے خلاف میرے بزرگوں اور دوستوں نے بہت کچھ لکھا ہے۔ مگر میرے نزدیک وہ ان کے لئے غیر مفید اور ان کی ہمتوں اور ارادوں کو مزید قوت دینے کا باعث بنا ہے۔

آپ اگر کہیں جا رہے ہوں اور راستے میں کوئی کتا آپ کو کاٹنے کے لئے آئے اور آپ اس کو بھونکنے اور کاٹنے کے عدم جواز پر دلائل دینے شروع کر دیں تو وہ اور جری ہو گا اور اس کا تو صلہ بلند ہو گا۔ جس سے عین ممکن ہے کہ وہ آپ کی ٹانگ کاٹ لے۔ آپ ایسے کتے کے سامنے مجیب مت بیٹئے بلکہ آپ اس گلی اور راستے سے سلامت تب گذر سکتے ہیں جب جارج کے مقابلے میں خود جارج بن کر اس پر حملہ آور ہو جائیں۔ مثال اور مثل لے میں من کل الوجوه مماثلت و مشاکلت



ضروری نہیں کسی ایک وجہ میں دونوں کا مشترک مثال کا سبب بن سکتا ہے۔  
 ملت رضائیہ کی حیثیت ہمیشہ باہر کی سی رہی ہے اور ہمارے مکتب فکر  
 کے حضرات بحیثیت تحیب جواب دیتے رہے جس سے فرقہ رضائیہ کے باہرین کے  
 حوصلے بلند سے بلند تر ہوتے گئے ہر آدمی سے گفتگو اس وقت کامیاب رہتی ہے جب  
 طرز تکلم میں اسی کی زبان کو استعمال کیا جائے۔

میں نے ”پاگلوں کی کہانی“ میں انہیں کی زبان استعمال کی ہے اور تمام حوالہ  
 جات انہیں کی کتب کے ہیں۔ اس کے بعد جواب کی ذمہ داری انہیں پر ہے دیکھئے  
 اب جواب ملتا ہے یا ماتمی جلوس نکل کر سمندر برد ہوتے ہیں۔

وہا تو فیقی الا یا اللہ

بندہ محمد فاضل عفا اللہ عنہ



# ۱۲ باب اول

ملتِ رضائیہ ایک جدید  
اور غیر اسلامی مذہب ہے

سب سے پہلے میں اس بات کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ رضائی مذہب اکبر بادشاہ کے دین الہی کی طرح اسلام سے ہٹ کر ایک نیا مذہب ہے۔

جس کا اسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ ملتِ رضائیہ بریلوی کے مخترعات اسلام سے متصادم ہیں آپ تعجب کریں گے کہ یہ تو ہم نے آج سنا ہے کہ بریلوی مذہب اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب کا نام ہے جب کہ یہ بڑی بڑی توندوں والے اور ساٹھ گز کے صاحبِ عمامہ گلے میں کنڑوں سے لے کر قدموں تک کالے سانپ ڈالے ہوئے علاقے پاکستان کے گلی کوچوں میں عموماً اور محرم و ربیع الاول میں خصوصاً برساتی مینڈکوں کی طرح ٹراتے نہیں ٹھکتے کہ دیوبندی کافر ہیں اور ہم مومن و مسلم یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ان کا مذہب اسلام کے علاوہ کوئی اور مذہب ہو تو صاحبِ یقین جانئے میں آپ سے مذاق نہیں کر رہا بلکہ یہ پکی اور سچی بات ہے کہ بریلوی مذہب ایک نیا اور جدید مذہب ہے۔ چنانچہ بریلوی مذہب کے مؤسس اور رئیس المحقق اعلیٰ حضرت مجددِ بدعات بے علم علامہ مولانا احمد رضا خان صاحب بڑی تاکید کے ساتھ مرنے سے پہلے اپنی امت کو فرما گئے ہیں کہ میرا مذہب وہ نہیں جو قرآن و سنت میں موجود ہے بلکہ میرا مذہب وہ ہے جو میری کتابوں میں موجود ہے اور وہ سوائے چند باتوں کے جو آپ "پاگلوں کی کہانی" کے آئندہ اوراق میں خود ہی ملاحظہ فرمائیں گے کہ کیا ہے اسی کے بارے آپ کا ارشاد ہے کہ اس پر عمل کرنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت موصوف نے مرنے سے دو گھنٹے دس منٹ پہلے ارشاد فرمایا۔

تم سب محبت اور اتفاق سے رہو اور حتی الامکان اتباعِ شریعت نہ چھوڑو اور میرا

دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ (دعایا شریف ص ۹ نوری کتب خانہ)۔

غبن سے عموماً اور ملتِ رضائیہ کے ڈھنڈورچیوں سے خصوصاً عرض ہے



کہ خط کشیدہ عبارت کو غور سے پڑھیں اور احمد رضا کو داد دیں کہ کس خوش اسلوبی سے اداء نبوت کرتے ہوئے اپنے دین پر جو مجموعہ ہے لعن و طعن کا عمل پیرا رہنے کی شدت سے تاکید فرما رہے ہیں۔

رضائی ملت کے سبائی مبلغین و محررین اکابر علمائے دیوبند کی عبارات کے خود ساختہ مطالب افند کر کے اس پر کفر کا فتویٰ لگانے میں دریغ محسوس نہیں کرتے اور اگر ہم ہزار بار بھی کہیں کہ ہمارا اور ہمارے اکابر کا وہ مطلب نہیں جو تم بیان کرتے ہو تو ہماری ایک بھی سنتیں اور اپنی بات پر اصرار کرتے ہیں کہ نہیں صاحب اس کے علاوہ اس عبارت کا کوئی اور مطلب ہو ہی نہیں سکتا لہذا تم کافر ہو۔

چلو تمھاری اس روش اور ذہنی کمی اور بے ڈھنگے پن سے میں ایک قانون وضع کرتا ہوں اس کے مطابق آج کے بعد فریقین عمل کرنے کے پابند ہوں گے اور وہ یہ ہے کہ:۔  
ہماری کتابوں کی عبارتوں کے مطلب تم بیان کرو!

اور .... تمھاری کتابوں کی عبارتوں کے مطالب ہم عرض کرتے ہیں۔ اس اصل و قانون کو آج کے بعد میں بھی نافذ العمل سمجھتا ہوں اور تم تو عالم شعور سے دنوں مرقد تک اس پر ماشاء اللہ پہلے ہی سے کاربند ہو۔ ہماری ہی جانب سے آج تک کوتاہی ہوتی رہی گزشتہ پر آپ سے معافی کا خواست گاہ ہوں اور آئندہ کے لئے وعدہ کہ ایسی غلطی نہیں ہوگی۔ تو اس قانون کی رو سے تم نے تو اپنا فریضہ ادا کر دیا اور ہمارے اکابرین کی عبارتوں پر جہاں جہاں آپ نے ضرورت محسوس فرمائی بہت کچھ لکھ دیا۔

اب میں اپنا فرض پورا کرتا ہوں اور ابتداء کرتا ہوں آپ کے اعلیٰ حضرت کی پیش کردہ عبارت سے لیکن اس عبارت کے مطلب کو پیش کرنے سے پہلے ایک گزارش کرتا ہوں کہ ذرا دل میں وسعت پیدا کر کے بیٹھئے کہیں ایسا نہ ہو کہ جب آپ پر اپنے اعلیٰ حضرت کی حقیقت واضح ہو اور آپ ندامت محسوس فرما کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی گردن نہ اٹھا سکیں بلکہ لوگوں کو زبردستی اٹھا کر آپ کو وہاں ڈالنا پڑے جہاں کی حالت کچھ اس طرح کی ہو۔

برمزارِ ماغریباں نے چراغ و نئے گلے

نے پر پروانہ سوز دے صدائے بلبے



اب آئیے اصل موضوع یعنی اعلیٰ حضرت کی آخری وصیت کے مطلب کی طرف  
تو اس طرح ہے۔

۱ — اس عبارت میں ”میرا دین اور میرا مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے“ سے مراد  
اعلیٰ حضرت کی یہ ہے کہ میں نبی ہوں اور اپنے دین کو میں نے اپنی کتابوں میں بڑی شرح و  
بسط سے بیان کر دیا ہے۔

۲ — اعلیٰ حضرت کی عبارت کا اگلا جملہ

اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے کا مطلب یہ ہے کہ محمدی  
دین آئندہ کے لئے منسوخ اور رضائی دین نافذ العمل ہوگا البتہ اتنی گنجائش ضرور رہے گی  
کہ اگر کوئی شخص اسلامی تعلیمات پر کبھی کبھار عمل کرتا رہے تو وہ مطعون قرار نہیں دیا جائے  
گا لیکن اس کے بیان شدہ فرائض اتنے اہم نہیں ہوں گے کہ ان پر عمل کرنے کی وجہ سے  
میرے مذہب کی فرضیت متاثر ہو سکے اور اگر میرے مذہب پر عمل کرنے کی وجہ سے اسلامی  
فرائض کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی یا تساہل ہو جائے اور میرے فرائض کی انجام دہی  
کی وجہ سے اسلام کا کوئی فرض ترک بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ میرا دین کوئی  
معمولی قسم کا دین نہیں کہ اس میں کوتاہی برتی جائے وہ تو اتنا ٹھوس اور واجب العمل  
ہے کہ اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

۳ — اعلیٰ حضرت کی مذکورہ عبارت میں اس جملہ پر غور فرمائیں ”ہر فرض سے اہم فرض ہے“۔

اس میں فرض دو ہیں — ۱۔ ہر فرض ۲۔ اہم فرض ۳۔ اہم فرض تو وہ دین ہے  
جو اعلیٰ حضرت کی کتابوں میں ظاہر ہے اور اس سے اگر مراد اسلام ہے تو پھر ہر فرض سے  
کون سا فرض مراد ہوگا اس لئے کہ اسلام کے بغیر تو کوئی چیز فرض نہیں مسلمان  
پر جو چیز یا جو حکم بھی فرض ہے اس کی فرضیت تو اسلام کی مربون منت ہے۔ اس  
طرح اعلیٰ حضرت کی یہ بات پاگلوں کی ایک ترنگ ہوگی اور اعلیٰ حضرت تو ماشاء اللہ بڑے  
دانا اور صاحب بصیرت تھے (جیسا کہ آئندہ اوراق میں آپ مجدد صاحب کی  
آنکھوں کا حال بھی دیکھیں گے)۔

اس لئے ماننا پڑے گا کہ اعلیٰ حضرت نے ”ہر فرض“ اور اہم فرض سے دو علیحدہ



علیحدہ فرض مراد لئے ہیں۔

یعنی فرض دو ہیں ایک فرض مطلق جسے ہر فرض کے لفظ سے ظاہر فرمایا ہے اور دوسرا فرض مقید جسے اہم فرض سے بیان فرماتے ہیں۔ مطلق فرض سے آپ کی مراد اسلام ہے اور مقید فرض سے دین رضائی۔ تو گویا کہ آپ یہ فرمانا چاہتے ہیں (مگر اشاروں میں) کہ اسلام بھی ایک مذہب اور دین ہے اور میرا مذہب تو ہر مسلمان کو کافر کہنا ہے یہ بھی ایک دین ہے اگر دونوں میں عملاً کہیں میرے امتیوں کو تضاد معلوم ہو اور وہ اس مشکل میں مبتلا ہو جائیں کہ اب عمل کس پر کریں تو آپ نے مختصر سے جملے میں اس عظیم مسئلے کو حل فرما دیا کہ میرے دین پر عمل کرو اور اسلامی حکم کو ترک کر دو کیونکہ میرے مذہب پر عمل کرنا ”ہر فرض سے اہم فرض ہے“

اور اس جملے سے پہلا جملہ اسی مفہوم کی تائید بھی کرتا ہے جس میں اسلام پر عمل کرنے کی بابت الفاظ صراحت فرمائی ہے کہ

حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو۔

یعنی اسلام پر عمل کرنے کی میں آپ پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتا شریعت کی اتباع حتی الامکان کے درجہ میں ہے ممکن ہو تو کر لو اور اگر کہیں ممکن نہ ہو تو کوئی ضرورت نہیں، ترک کر دو۔ مگر میرا مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے وہ ٹکس ہو تب بھی اور اگر کہیں بظاہر ناممکن ہو تب بھی ہر حال میں واجب العمل ہے۔

اعلیٰ حضرت کا مقصد و منشا یہ ہے کہ میں نبی ہوں اور نبی بھی مزار غلام احمد جیسا نہیں تو اپنے کو ظلی اور برداری کہتا، بالکل میں ایک مستقل نبی ہوں جس کی آمد سے پہلے نبی کا دین منسوخ ہو جاتا ہے تو اس عبارت میں اعلیٰ حضرت نے امام الانبیاء خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا مذاق اڑا کر کفر کا ارتکاب کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت کی اسی عبارت کو ایک بار اور پڑھیں اور غور کریں آپ فرماتے ہیں

حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو۔

اور

میرا دین و مذہب الخ

آپ نے دیکھا اعلیٰ حضرت یہاں کیا غضب کی چال چل گئے اتباع شریعت



نہ چھوڑو۔ اور میرا دین الخ میں آپ نے لفظ "اور" استعمال فرمایا ہے جو عربی کے لفظ "واو" کا ترجمہ ہے تو اس عبارت میں شریعت معطوف علیہ اور میرا دین "معطوف ہے اور قانون ہے کہ معطوف علیہ اور معطوف میں مغائرت ہوتی ہے اس قانون کی رو سے بھی معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے نزدیک شریعت اور ہے اور ان کا اپنا دین اور ہے جس کو لفظ "میرا" کی مزید تائید بھی حاصل ہے۔

معلوم ہوا کہ ملت رضانیہ اسلام کے علاوہ کسی اور ملت و مذہب کا نام ہے جسے اسلام سے مغائرت اور تضاد کا شرف بھی حاصل ہے۔

**وصایا شریف کی عبارت کا مثالی فوٹو** | ایک شخص کسی مرض میں مبتلا ہو کر مسلسل علاج کرواتا رہا مگر اسے

اس پیہم علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا تو وہ اپنی زلیبت سے ناامید ہو کر اپنے تمام اعزاء و اقرباء کو اپنے مرنے سے دو گھنٹے دس منٹ پہلے جمع کرتا ہے اور ان سے گفتگو کرتا اور مختلف وصایا کی تلقین کرتا ہے۔ اور اپنے تمام مال کو شرعی حصص کے مطابق تقسیم کرنے کی باتیں کرتا رہتا ہے۔ یہ تمام کچھ کرنے کے بعد دو چیزوں پر اس کی نظر ہوتی ہے اور وہ فوراً تمام اعزاء و اقرباء کو کہتا ہے کہ دیکھو یہ دو چیزیں باقی رہ گئی ہیں جن کے بارے میں نے ابھی تک آپ سے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ عزاؤں پوچھتے ہیں کہ حضرت جی ہمیں ابھی تک تو ان دو چیزوں کا علم بھی نہیں کہ وہ کیا ہیں اس لئے پہلے وہ دونوں چیزیں مالہ و ماعلیہ کے ساتھ آپ بتائیں کہ وہ کیا ہیں چنانچہ مرنے والا کہتا ہے کہ وہ دو چیزیں بایں تفصیل ہیں کہ ایک تو اسٹیل کا جگ ہے اور دوسرا پینے کا گلاس۔ اسٹیل کا جگ تو میں نے دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت حاصل کیا جب حج بیت اللہ کرنے گیا تھا اور پینے کا یہ گلاس جب میں امریکہ کی تفریح کے لئے گیا تھا تو میرے ایک دوست نے مجھے وائٹ سیٹ دیا تھا وہ تمام ضائع ہو گیا اور صرف یہ گلاس میرے امریکی دوست کی یادگار ہے تو مجھے بہت عزیز ہے اس لئے میں ہر آدمی سے التماس کروں گا کہ اس گلاس کو عزیز و محبوب سمجھے۔

چنانچہ اس نے اپنے رشتہ داروں سے کہا کہ تم میری نصیحت کو صواب ضابطہ تحریر کر لو تاکہ میری بات ابھی طرح محفوظ رہ سکے اس کے بعد تمام لواحقین قلم و کاغذ لے کر بیٹھ جاتے ہیں



اور ان کے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت یوں ارشاد فرماتے ہیں۔  
 تم سب اتفاق و محبت سے رہو اور حتی الامکان گلاس کی حفاظت  
 کرتے رہنا اور میرا جگ جس کی اہمیت میرے حالات سے ظاہر ہے  
 حفاظت کرنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

میں ملت رضائیہ کی امت اور مکروہ و اعظوں سے پوچھتا ہوں کہ اس عبارت میں کیا گلاس  
 کا اور جگ کا حکم ایک سا ہے؟ اور گلاس اور جگ سے ایک ہی چیز مراد ہے۔ اگر آپ کا  
 ارشاد ہو کہ دونوں کی اہمیت بھی یکساں ہے اور دونوں سے مراد بھی ایک ہی ہے تو ہو المرام جو  
 اس کتاب کے عنوان کی ایک دلیل ہے اور اگر آپ کا ارشاد ہو کہ دونوں کی اہمیت میں  
 بھی فرق ہے اور دونوں چیزیں جدا جدا ہیں۔ یعنی وصیت کرنے والے کا مقصد یہ ہے کہ  
 جگ اور گلاس بمقابلہ تمام چیزوں کے بڑی بہترین چیزیں ہیں لیکن اگر دونوں میں  
 تقابل کیا جائے تو مرنے والے کے نزدیک گلاس کی اتنی اہمیت نہیں جتنی جگ کی ہے اس  
 لئے وہ کہہ رہا ہے کہ گلاس کی حفاظت کا حکم تو صرف اتنا ہے کہ جہاں تک ہو سکے اس  
 کی حفاظت کر دے اگر کسی ایسی چیز پر اس کی حفاظت کرنی ممکن نہ رہے اور گلاس کے ضائع ہونے  
 کا یقین ہو جائے تو گلاس کو ضائع کر دے اور اس کی حفاظت پر اپنی صلاحیتوں کو ضائع  
 ہونے سے بچا لو۔ کیونکہ اس کی حفاظت کی وصیت تو حتی الامکان کے درجہ میں ہے لیکن  
 جگ کی حفاظت کی وصیت تو حتی الامکان کی حیثیت نہیں رکھتی بلکہ وہ تو اتنی ضروری  
 اور لازمی ہے کہ چاہے تمام دنیا سے مقابلہ کرنا پڑے اور اس کی حفاظت میں چاہے اسلام  
 اور انسانی اقدار سے ہاتھ دھونا پڑے دھو ڈالو مگر جگ کے وجود پر آخ نہ آنے دو۔  
 اس مرنے والے نے تو کچھ جگ اور گلاس کے بارے میں کہا ہے بعینہ اسی طرح  
 احمد رضا نے "شریعت" اور "اپنے دین" کے بارے میں کہا ہے۔

شریعت کی اتباع کی تاکید کو حتی الامکان سے ارشاد فرمایا ہے اور اپنے دین پر  
 عمل پیرا ہونے کو ہر فرض سے اہم فرض بتلایا ہے۔ جس کے معنی اس کے علاوہ اور  
 کیا ہو سکتے ہیں کہ شریعت و اسلام پر عمل کرنا احمد رضا کے نزدیک جہاں تک ہو سکے کے درجہ  
 میں ہے اور اس نے جو دین اور مذہب اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے اس پر عمل کرنا اتنا



ضروری اور واجب ہے کہ اس کے تحفظ کے لئے اسلام سے انکار کرنا پڑے کر دو تمام دنیا کو کافر کہنا پڑے کہہ دو۔

کرشن کنھیا کو حاضر و ناظر ماننا پڑے مان لو انگریز کی حکومت کو اسلامی حکومت کہنا پڑے کہہ دو شیطان کے ساتھ مل کر حقہ پینا پڑے پی لو، برہمنوں سے رشتہ داری قائم کرنی پڑے کر لو عرضیکہ سب کچھ کر لو مگر میرا دین جو میری کتب سے ظاہر ہے وہ نہ چھوڑو۔ اب میں آپ سے آپ ہی کی زبان سے پوچھتا ہوں کہ کیا اعلیٰ حضرت اتنا بڑا کفر بکنے کے بعد بھی مسلمان ہے؟ یہ عبارت تو کفریہ ہے ہی مگر میرے ایک واقف کار رضائی نے ایک دفعہ اس پر بحث کے دوران کہا کہ کسی کے کلام میں جب دیگر موبدات نہ ہوں تو حتی المقدور تاویل کی جائے۔ کیا آپ کے پاس اس عبارت کی تائید میں اعلیٰ حضرت کا کوئی اور ارشاد موجود ہے؟ اگر اس عبارت کی توثیق اور تائید کرنے والی اور کوئی عبارت آپ نہیں دے سکتے تو اس عبارت میں تاویل کریں۔

میں نے جواب میں عرض کیا کہ اس کے دو جواب ہیں۔

۱۔ پہلا جواب الزامی ہے اور وہ یہ کہ اگر آپ اعلیٰ حضرت کی عبارت پر ہمیں تاویل پر مامور فرماتے ہیں تو پھر آپ کو ہمارے اکابرین کی عبارات میں تاویل کی پابندی کوئی چاہیے۔ یہ تو کوئی انصاف نہیں کہ آپ کے اعلیٰ حضرت کی کفریہ عبارت میں ہم تاویل کریں اور آپ ہمارے اکابرین کی وہ عبارات جہاں آپ مغالطہ در مغالطہ یا عناد در عناد کے مرتکب ہوئے ہیں تاویل نہ کریں ماہو جوابك فھو جوابی۔

۲۔ دوسرا جواب تحقیقی اور آپ سے ایک سوال کے جواب پر موقوف ہے۔ پہلے میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں۔ اس۔ بعد آپ کے اعتراض کا دوسرا جواب عرض کرونگا سوال یہ ہے کہ اگر میں یا آپ کہیں کہ میری دینی معلومات ایسی اور اتنی ہیں کہ آج سے قبل جتنے بھی لوگ گزرے ہیں ان کے خواب و خیال میں کسی یہ باتیں نہیں آئی تھیں تو مجھ سے ہم کلام رضائی نے کہا کہ ایسا جملہ یا ایسی بات تو محض بگو اس ہی نہیں بلکہ صریح کفر ہے اس لئے کہ دین کی تکمیل تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کر دی گئی تھی ہماری دینی معلومات کا مطلب تو یہ ہے کہ جو ہمیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے درانت میں معلومات حاصل ہوئی



ہیں وہی ہمارا سرمایہ اور توشہ نجات ہے۔

اگر میں یا آپ ایسی معلومات کا دعویٰ کریں جو ہم سے پہلوں کو بالکل معلوم نہ تھیں تو یہ ایک نئے دین اور مذہب کے دعویٰ کے مترادف ہو کر صریح کفر بن جائے گا۔ میں نے کہا کہ آپ اپنے ان جملوں کو یاد رکھیں اور اعلیٰ حضرت کی ایک عبارت ملاحظہ فرمائیں جو ان کے دصایا شریف کی عبارت کی واضح تائید اور بقول آپ کے صریح کفر ہے۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ کے خطبہ میں یوں لن ترانی فرماتے ہیں۔

تجد فیہا عرائس نفائس  
آپ کو اس فتاویٰ میں اچھوتی معلومات  
کا نھن الیا قوت المرجان لم  
ملیں گی گو یادہ یا قوت و مرجان ہیں۔ جن  
یطمسھن قبلی اس وجان  
کو مجھ سے پہلے کسی انسان اور جن نے ہاتھ  
(خطبہ فتویٰ رضویہ)  
تک نہیں لگایا۔

اعلیٰ حضرت کا مطلب یہ ہے کہ مجموعہ فتاویٰ رضویہ میں میں نے ایسی تحقیقات جمع کر دی ہیں جو مجھے براہ راست کسی بالائی طاقت سے بغیر کسی انسانی یا بشری واسطے کے حاصل ہوئی ہیں۔

ظاہر ہے کہ اس طرح کی معلومات سوائے نبی کے کسی کو حاصل نہیں ہوتیں تو گویا احمد رضا نے اس عبارت میں اپنے نبی ہونے اور اپنی معلومات کو جدید دین ہونے کی وضاحت فرمادی یا دصایا شریف کی عبارت کی تائید فرمادی یا اس عبارت کی تائید دصایا شریف کی عبارت میں کر دی بہر صورت یہ دونوں عبارتیں آپ کے سامنے ہیں زمانہ کے تقدم و تاخر کے اعتبار سے جس کو طبیعت چاہے موید بنالیں بہر صورت ہیں دونوں ہی کفریہ !

مولانا محمد شفیع صاحب فرمائیے کچھ مزا آیا۔ آپ تو فرماتے ہیں کہ دیوبندی مذہب اسلام سے ہٹ کر ایک جدید مذہب ہے اور آپ کے اعلیٰ حضرت کیا فرما رہے ہیں کیا یہ اس چور والی بات تو نہیں جو دوڑ رہا تھا اور چور چور کا شور بھی کرتا جا رہا تھا تاکہ لوگ اسے چور نہ سمجھ لیں۔

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا الخ



قارئین ذی وقار! آپ نے ماسبق تقریر سے نوب سمجھ لیا کہ احمد رضا نے دونوں عبارتوں میں اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کر کے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا انکار کیا ہے اگر بات صرف احمد رضا کی عبارتوں تک ہی محدود رہتی تو کسی قسم کی تاویل کی گنجائش تھی مگر بات اس سے بڑھ کر احمد رضا کے اعتقاد تک پہنچتی ہے کہ آیا امت رضائیہ نے احمد رضا کے ادعائے نبوت کے بعد اس کو نبی مانا یا نہیں بس اسی پر فیصلہ ہو جائیگا۔ اگر انہوں نے احمد رضا کو اپنے اشعار و قصائد اور اعلیٰ حضرت کے مدائح وغیرہ میں نبی تسلیم کیا ہے تو پھر بات ہی ختم اور جھگڑا تمام شد۔

اب آئیے میں آپ کو بتلاؤں، دکھلاؤں، سناؤں کہ بریلوی امت احمد رضا کو نبی مانتی ہے۔

ہم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مانتے ہیں اس لئے آپ پر درود شریف بایں الفاظ پڑھتے ہیں۔

اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد الخ  
اس کے مقابلہ میں آپ بریلویوں کا درود دیکھیں جو ان کی کتابوں بریلویوں کا درود میں بایں الفاظ منقول ہے۔

اللهم صل وسلم وبارک علی عبد المصطفیٰ احمد رضا  
وعلی آل احمد رضا (الجنة لاهل السنة ص ۱۲)

بریلوی امت کے ساتی کوثر احمد رضا ہیں | ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ میدان

اپنی امت کو کوثر تقسیم فرمائیں گے مگر اس کے مقابلہ میں امت رضائیہ احمد رضا کو ساتی کوثر مانتی ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت کے ایک مرید خاص فرماتے ہیں۔

جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے

عشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو

اپنے سایہ میں چلا احمد رضا

(مدائح)

جام کوثر کا پلا احمد رضا

بریلوی امت کا سلام

جناب نائب غوث الوری سلام علیک

امام برحق احمد رضا سلام علیک



ستائے حشر میں گر مہر کی تپش ہم کو  
 چھپائے ہم کو زیرِ داسلام علیک  
 ہمیشہ سر پر غلاموں کے یہ رہیں قائم  
 جناب مصطفیٰ احمد رضا سلام علیک  
 (مدائح اعلیٰ حضرت ص ۲۶)

یہ تمام حوالہ جات بریلوی امت کی اپنی کتب کے ہیں جن سے یہ انکار بھی نہیں  
 کر سکتے اور ہمیں تو صرف اس لئے بدنام کرتے رہے ہیں تاکہ ان کے گھناؤنے چہروں کی  
 نقاب کشائی نہ ہو جائے اور عوام ان کے چہروں سے ان کے درونِ غمان سے واقف ہو کر  
 ان پر نفریں نہ بھیجیں در نہ صاف ظاہر ہے کہ احمد رضا نے اپنے نبی ہونے کی صراحت  
 کی اور اس کی امت نے اسے نبی مان کر اس پر درود بھی بھیجا اور سلام بھی پڑھا۔  
 بات بالکل الم نشرح ہو گئی کہ ملت رضائیہ ایک جدید دین اور نئے احکام کا نام ہے  
 یہاں تک پہنچنے کے بعد قاری کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جب بریلوی مذہب  
 ایک مستقل غیر سماوی مذہب کا نام ہے تو ظاہر ہے کہ جس طرح دین اسلام ایک مستقل  
 ملت ہے تو مشتمل ہے پانچ ارکان پر اور انہیں ارکانِ خمسہ کی تفسیر کا نام اسلام ہے تو  
 ملت بریلویہ بھی کچھ ارکان پر مشتمل ہوگی۔ تو آپ تعجب کئے بغیر یقین مانئے کہ میں نے  
 ان کی تمام کتب کا بالاستیعاب مطالعہ کیا اور اس کوشش میں رہا کہ اس مذہب  
 کے ارکان کیا ہیں تو بڑی محنت و کوشش کے بعد بالآخر میں ان کے مذہب کے ارکان تلاش  
 کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

ارکان تو ان کے مذہب کے بھی پانچ ہیں۔ مگر میں بالکل لرزا دینے والے اور  
 اسلام کے ارکان کے بالکل برخلاف چنانچہ آئندہ ادراک میں ان کو تفصیل سے پڑھتے  
 جائیں اور ان کی دین دشمنی پر آنسو بہاتے جائیں۔



# باب دوم

## ملت رضائیہ کے ارکان خمسہ کی تفصیل

ملت رضائیہ کے پانچ رکن جو ان کی کتابوں میں بڑی شرح و بسط سے بیان کئے

گئے ہیں وہ یہ ہیں -

پھلارکن - جب تک دنیا میں رہو جھوٹ بولتے رہو -

دوسرا رکن - اپنی جماعت کے علاوہ سب کو کافر کہو -

تیسرا رکن - خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر ماننے والوں کو کافر اور بے دین کہو اور صلحاء و انبیاء

حتیٰ کہ کافروں تک کو حاضر و ناظر مانو -

چوتھا رکن - دیوبندیوں کا بوجہ جنازہ پڑھائے وہ کافر و مرتد ہے -

پانچواں رکن - طوائف و رندوں کا مال و شیرینی خوب دل کھول کر کھاؤ اور ان سے

تعلقات وابستہ رکھو -

کسی مذہب کی خوبی اور سچائی کا اندازہ اس کے ارکان سے کیا جاتا ہے کیونکہ

مذہب تو اپنے ارکان کی شرح کا نام ہے آپ ملت رضائیہ کی حقانیت اور حسن و خوبی کا

اندازہ اس کے ارکان سے فرمالیں نیز ان کے عقل کی داد دیں کہ اصول و ارکان کیسے

بھونڈے وضع کئے دراصل جس سینہ سے اسلام غائب ہو جاتا ہے تو صاحب سینہ کی

کھوپڑی سے عقل بھی بستر بویا اٹھا کر چلی جاتی ہے اور یہ اصول و ارکان بتلاتے ہیں کہ

ملت بریلویہ کی کھوپڑی سے عقل شتر حال کر چکا ہے -

حالانکہ اسلام نے جھوٹ سے بچنے کی بڑی سختی سے تاکید فرمائی ہے مگر انہوں

نے اپنے کو مسلمان سمجھتے ہوئے پھر بھی نئے دین کی اساس جھوٹ پر معلوم نہیں کیوں

رکھی ہے شاید اس لئے کہ

دریا کی موج کو اپنی طغیانوں سے کام

کشتی کسی کی پار ہو یا درمیان رہے

اب آئیے ذرا چین بریلویہ کی سیر کریں اور دیکھیں کہ گلستان رضائیہ کی بہار



کیسی ہے اور یہ باغ ہو پانچ پیڑوں پر مشتمل ہے ان کا پھل میٹھا ہے یا کڑوا اور کبلا۔  
تو ان کے مذہب کا پہلا رکن ہے جب تک دنیا میں رہو جھوٹ بولتے رہو اس کا  
آغاز میں مفتی احمد یار کے ایک ارشاد سے کرتا ہوں چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ۔

اس بیان سے بخوبی واضح ہوا کہ نفس علم کسی شے کا بُرا نہیں اب

منکرین کا وہ سوال اٹھ گیا کہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو بُری چیزیں

چوری، زنا، بھادو، اشعار کا علم نہیں تھا (جاء الحق ص ۳۸)

مجھے نفس مسئلہ سے اس وقت بحث کرنا مقصود نہیں بلکہ صرف اتنی بات عرض

کرنا ہے کہ مفتی صاحب یہاں یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ . . . . . سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کو جملہ علوم پچا ہے اچھے ہوں یا بُرے سب عطا کر دیئے گئے ہیں کیونکہ علم کسی بھی شے کا بُرا نہیں۔

اب مفتی صاحب کو چاہیئے تھا کہ اسی بات پر ڈٹے رہتے مگر ایک بات پر ڈٹے رہنے

سے اپنی ملت کے رکنِ اول سے کھلی بغاوت ہوتی اور مفتی صاحب جیسے ملتِ رضائیہ کے

پرچارک سے یہ کیسے ممکن تھا اس لئے ایک دوسرے مقام پر یوں رقم طراز ہیں۔ دوسرے

جہوٹی دہی اور خیالی باتیں چاہتے نظم ہوں یا نشر اس آیت میں یہ دوسرے معنی ہی مراد ہیں

یعنی ہم نے ان کو جہوٹی دہی باتیں نہ سکھلائی (جاء الحق ص ۳۹) یہ دونوں عبارتیں رضا

فانیوں کے زعم اور بہت بڑے عالم کی مشہور و معروف کتاب جاء الحق کی ہیں پہلی خط کشیدہ

عبارت میں آپ فرماتے ہیں کہ علم کسی بھی شے کا بُرا نہیں اور دوسری عبارت میں ارشاد ہے

کہ جہوٹی اور دہی باتوں کا علم بُرا ہے اس لئے اللہ نے آپ کو یہ دونوں علم نہیں سکھائے

اگر مفتی صاحب کی پہلی بات درست ہے تو دوسری جہوٹی اور اگر دوسری درست ہے

تو پہلی جہوٹی اور اگر ان دونوں کے مابین صحت اور عدم صحت کی نسبت قائم نہ کی جائے تو پھر یہ بات

پاگل کی ایک بڑ ہے۔

اب آئیے بریلوی ملت کے موسم اور پنی کی طرف چنانچہ بریلویوں کے نبی ایک جگہ فرماتے ہیں

بالجملہ ان رافضیوں، تبرائیوں کے باب میں حکم یقینی قطعی اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم

کفار مرتدین ہیں ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے (رد الرفضہ بحوالہ دیوبندی مذہب ص ۱۲)

آپ کا مطلب ہے کہ کافر کے ذبح شدہ جانور کو کھانا حرام و ناجائز ہے۔ کافر کے

ذبح کرنے سے ذبیحہ حلال نہیں ہو جاتا کیونکہ ذبح میں اسلام لازمی شرط ہے۔



لیکن یہی حضرت ایک دوسرے مقام پر اپنی بات کا بایں الفاظ مذاق اڑاتے ہیں یا اپنے مذہب کے رکن اول کی دلیل فراہم کرتے ہیں کہ

فزع میں اسلام بھی شرط نہیں (فتاویٰ افریقہ ص ۹۲)

یعنی اعلیٰ حضرت کتنا بڑا جھوٹ بول رہے ہیں پہلے باب میں اسلام کو شرط کے طور پر تسلیم کر رہے ہیں اور دوسری عبارت میں اسلام کی ذبیحہ میں ضرورت کا احساس تک بھی رد فرما رہے ہیں۔ اگر پہلی بات سچی تو دوسری جھوٹی اور اگر دوسری سچی تو پہلی جھوٹی اور اگر یہ نسبت قائم نہ کریں تو پاگل کی ترنگ، ذرا آگے چلیے ملت بریلویہ کے مؤسس ایک جگہ فرماتے ہیں علمائے کرام فرماتے ہیں کلمہ گو کے کلام میں اگر ننانوے معنی کفر کے نکلیں اور ایک تاویل اسلام کی پیدا ہو جائے تو واجب ہے کہ اسی تاویل کو اختیار کریں اور اسے مسلمان ہی ٹھہرائیں (برکات اللمعات ص ۲) یہ فتویٰ بھی بالکل بقائمی حوش و حواس دیا ہے جس کی ہم بھی توثیق کرتے ہیں لیکن ایک دوسرے وقت میں جب احمد رضا پر جنونی کیفیت طاری ہوتی ہے تو اپنے پہلے فتویٰ کی دھجیاں ہوا میں بایں الفاظ اڑاتے ہیں۔

عروض۔ حضور جس میں ۹۹ باتیں کفر کی ہوں اور ایک اسلام کی اس کے لئے کیا حکم ہے۔

ارشاد۔ کافر ہے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ایک سجدہ اللہ کو ۹۹ مہادیوں کو مسلمان رہے گا اگر ۹۹ سجدے اللہ کو اور ایک بھی مہادیوں کو کافر ہو جائے گا (ملفوظات جلد ۲ ص ۹۱) فرمائیے! ان دونوں فتوؤں میں سمجھا فتویٰ کون سا ہے؟

گناہ کا ظاہری اثر بھی ہوتا ہے چنانچہ جھوٹ بھی گناہ ہے اس کا امت بریلویہ پر ظاہر یہ اثر ہوا کہ ایک مقام پر ان کے دو بزرگ آپس میں دست بگیاں نظر آتے ہیں اور ہم مزے لے لے کر کہہ رہے ہیں ان دونوں میں ایک تو لازماً جھوٹا ہوگا چنانچہ امت بریلویہ کے عظیم قائد مولانا عبد السمیع صاحب جنہوں نے انوار ساطعہ لکھی ہے وہ ایک جگہ محفل میلاد میں بریلوی قیام کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو لوگ محفل میلاد کے اختتام میں قیام کرتے ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم لازماً تشریف لاتے ہیں بلکہ یہ لوگ اس امید پر کھڑے ہوتے ہیں کہ ممکن ہے کسی وقت حضور تشریف لائیں تو ان کا قیام آپ کے قدم میمنت لزوم کے موافق ہو کر مشرف ہو جائے



فرماتے ہیں:

پس اسی طرح یہ لوگ ہر محفل میں بایں امید کھڑے ہوتے ہیں کہ آخر کبھی تو قیام موافق قدم روح مبارک ہو جائے گا اگر عمر بھر ایک دن بھی موافق آپڑا غنیمت ہے۔  
(برہانشیہ انوار ساطعہ مجتبیائی ص ۲۳۴)

اب اسی مسئلہ میں اعلیٰ حضرت کی درستی اور فن فتویٰ سے ہمارت کا مظاہرہ دیکھئے فرماتے ہیں۔  
حضور ہر محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں تعظیم کے واسطے قیام نہ کرنے والا کافر ہے۔ (غلیۃ المرام ص ۵۵)

فرمائیے جھوٹا کون ! اور سچا کون !

مگر میں کہتا ہوں کہ کچھ بھی نہیں صرف ملت بریلویہ کے پہلے رکن کی پاسداری ہے محفل میلاد میں قیام کے بارے میں ملت بریلویہ کے پاس قیام کی کوئی معقول وجہ نہیں اس مسئلہ میں یہ جیب ٹھیسے میں مبتلا ہیں اور ہر رشتائی نے اس کی وجہ مختلف بتلائی ہے میں نے اپنے رسالہ ”تنقید الفاضل علی قائل المحاضر والناظر“ میں اس پر بڑی شرح و بسط سے کلام کیا ہے جو عنقریب منصف شہود میں آنے والا ہے۔

یہ چند اکاذیب مشت نمونہ از خروارے پیش خدمت ہیں اگر ان کے کذبات از اول تا آخر جمع کئے جائیں تو اس کے لئے ایک دفتر درکار ہے جس کی نہ ٹھیں ہمت ہے اور نہ ہی پڑھنے والوں کے پاس وقت ہے اسلئے رکن اول پر اتنی معروضات کو کافی سمجھتے ہوئے ذرا آگے بڑھئے

ملت بریلویہ کا دوسرا رکن

اپنی جماعت کے علاوہ سب کو کافر کہو

اس رکن کی پاسداری اور اتباع میں بریلوی مذہب کے ہر ہر فرد نے خوب سے خوب تر حق و فاداری ادا کیا ہے اور درندگی پر موقوف اس رکن سے تو دنیا کا کوئی شریف انسان نہیں بچ سکا ان کے کفر کے فتویٰ کی زد میں جو جو لوگ آئے ہیں ان تمام کی فہرست کو مرتب کیا جائے تو غالباً شیعوں کے قرآن سے بھی ضخیم کتاب بن جائے اور جیسا کہ شیعوں کا وہ ستر گز کا لمبا قرآن کسی کی استطاعت میں نہیں کہ پڑھ سکے اسی طرح ان کے کفر کے فتوؤں پر مشتمل کتاب بھی عدم استطاعت کا شکار ہو کر امام بریلویت کے ساتھ دفن ہی نہ ہو جائے۔ بنا بریں ان کی کارستانی کا مختصر تذکرہ کرتا ہوں اور آغاز کرتا ہوں بانی پاکستان



جناب محمد علی جناح کی ذات سے -

بریلویوں کے نزدیک قائد اعظم | چنانچہ ملت بریلویہ کے مشہور و معروف بزرگ سید  
آل رسول جو اعلیٰ حضرت کے پیر و مرشد تھے وہ اپنے  
دارالافتاء سے ایک فتویٰ صادر فرماتے ہیں کہ مسٹر

محمد علی جناح بد مذہب ہے - بد مذہب سارے جہاں سے بدتر ہیں جانوروں سے بدتر ہیں  
جہنیوں کے کتوں سے بدتر ہیں کیا کوئی سچا ایماندار مسلمان کسی کتے اور وہ بھی دوزخیوں  
کے کتے کو اپنا قائد بنانا پسند کرے گا؟ (مسلم لیگ کی زیرین تحیہ درمی ص ۱۲)

بریلویوں کے نزدیک قائد اعظم کفر کا کرتے تھے | اہل بدعت اور ملت رضائیہ  
کی مشہور کتاب تجانب اہل السنۃ

میں قائد اعظم کے بارے یوں گوہر فشانہ کی گئی ہے -

اگر صرف انہی دو کفروں پر اکتفا کرتا تو قائد اعظم کی خصوصیت ہی کیا رہتی -  
لہٰذا وہ اپنی اسپچیوں اور اپنے لیکچروں میں نئے نئے کفریات بکتا رہتا ہے (تجانب اہل السنۃ ص ۱۱۹)  
اس کتاب کو ذرا پڑھتے جائے چند ادراک اللہ کے بعد آپ کو بانی پاکستان  
کے بارے میں جلی حروف میں لکھا ہوا ملے گا کہ قائد اعظم مرتد تھے

بریلویوں کے نزدیک قائد اعظم مرتد تھے | عبارت ملاحظہ فرمائیں -

مسٹر جینا اپنے عقائد کفریہ قطعیہ، یقینیہ کی بنا پر قطعاً کافر و مرتد اور خارج از اسلام ہے جو اسکے  
کفر و پر مطلع ہونے کے باوجود اسکو مسلمان جانے یا اسکے کافر و مرتد ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر  
و مرتد شر اللہام ہے بے تو یہ مرآت مستحق لعنت عزیز العلام (تجانب اہل السنۃ ص ۱۲۲)  
میں اس موقع پر اس بات کی وضاحت بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ تجانب اہل  
السنۃ نامی کتاب کسی پاگل اور دیوانے کا شاخسانہ اور شاہکار نہیں (اگرچہ میں خود تو  
تمام بریلویہ کو پاگل ہی سمجھتا ہوں اور ایسی باتیں سوائے پاگل کے اور کوئی کہہ بھی کیسے سکتا  
ہے) بلکہ بریلویوں کے نزدیک یہ کتاب ان کے مذہب کی تفصیلی سند ہے اور تمام امت  
بریلویہ کے لئے اس کے جملہ مندرجات واجب العمل ہیں - یہ کتاب ۱۳۶ھ میں شائع ہوئی  
اس پر مصنف کا نام مولوی محمد طیب دانا پوری کا لکھا ہے مگر اس میں جو زبان استعمال



کی گئی ہے وہ مولوی حشمت علی خان کی معلوم ہوتی ہے۔ مولوی حشمت علی خان کی ایک دھیت تو اسی کتاب میں درج ہے وہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ کتاب فی الواقع تو مولوی حشمت علی خان کی تحریر کردہ ہے اور وہ بعض مصلح اور مجبور یوں کے تحت پردے میں چلے جاتے ہیں اور مولوی محمد طیب دانا پوری کو بطور ڈھال استعمال کرتے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں

فقیر..... کی اپنے تمام مخلص سنی بھائیوں، دوستوں، عزیزوں، مریدوں متوسلوں کو یہ شرعی دینی نصیحت ہے کہ اس فتوائے مبارکہ (تجانب اہل السنۃ) کو اپنا دستور العمل بنائیں اسی کو کھرا کھوٹا پرکھنے کا معیار ٹھہرائیں (تجانب اہل السنۃ ص ۱۷۴) معلوم ہوا کہ یہ کتاب اور اس کے مغلطیات تمام امت بریلویہ کے لئے واجب العمل

ہیں اور یہ کتاب سب بریلویوں کا دستور العمل ہے۔ اب اگر کوئی بریلوی مولوی یہ کہے کہ یہ کتاب ہمارے کسی قابل تقلید بزرگ کی لکھی ہوئی نہیں تو یہ بات محض پانی پر لالھی ماننے

کے برادف ہوگی اس کتاب میں بریلوی مذہب قائد اعظم کے بارے میں بڑی وضاحت سے موجود ہے کہ قائد اعظم کافر، مرتد، دوزخیوں کے کتے اور کفر بکنے والے تھے اس کو کافر نہ جاننے والا بھی اسی کی طرح کافر ہے اگر یہ فتویٰ غلط ہے تو پھر میں بریلویوں سے ایک سوال کرتا ہوں کہ ذرا ہوش دہو اس کی بجالی کے ساتھ جواب دیجئے۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے بریلوی کہ

۱۔ قائد اعظم مسلمان تھے یا کافر۔

۲۔ اگر مسلمان تھے تو جن لوگوں نے انہیں کافر کہا اور لکھا وہ آپ کے نزدیک مسلمان ہیں یا کافر

۳۔ جنہوں نے قائد اعظم کو کافر لکھا وہ آپ کے مقتداء تھے یا نہیں اور ان کی وہ کتابیں

جن میں انہوں نے اس خیال کی عکاسی کی ہے ان کو جلا دیا جائے یا نہیں۔

۴۔ قائد اعظم کو دوزخیوں کا کتا لکھنے والے کیا پاکستان کے غدار ہیں یا وفادار۔

۵۔ اور علمائے بریلی شریف کا شمار کس زمرہ میں ہے بینوا و توجروا۔

بریلویوں کے نزدیک جو قائد اعظم کی تعریف کر دے اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے

اگر رافضی کی تعریف حلال اور جناح کو اس کا اہل سمجھ کر کرتا ہے تو وہ مرتد ہے اس کی



بریلوی اس کے نکاح سے نکل گئی (الجوابات السنیہ علی زہار السوالات اللیکیہ ص ۳۲)  
بریلی ملت کے اس فتوے سے پاکستان کے ان تمام مسلمانوں کے نکاح فسخ ہو گئے جو  
بانی پاکستان کی تعریف کرتے ہیں اور ہمارے صدر محترم جناب ضیاء الحق صاحب کا  
نکاح سب سے پہلے ٹوٹ گیا۔ مولانا ظفر علی خان صاحب مرحوم نے بریلی کے فتوؤں  
کا تعاقب کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا تھا

بریلی کے فتوے کا سستا ہے بھاؤ جو بکتے ہیں کوڑی کے اب تین تین  
فدا نے یہ کہہ کر انہیں ڈھیل دی واصلی لہم ان کپدی متین

بریلوی مذہب میں مسلم لیگ کو چندہ دینا اور اسکی حمایت کرنا اسلام دشمنی ہے

علامہ ابوالبرکات کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔ لیگ میں مرتدین شامل ہیں لیگ کی حمایت  
کرنا اور اس میں چندے دینا، اس کا ممبر بننا، اس کی اشاعت و تبلیغ کرنا منافقت  
د مرتدین کی جماعت کو فروغ دینا اور دین اسلام سے دشمنی کرنا ہے (الجوابات السنیہ ص ۳۲)  
بریلویوں کے نزدیک مسلم لیگی تو خیر کا فرد مرتد پہلے ہی سے تھے لیکن شاہ احمد  
نورانی بھی پیر پکاڑا کی حمایت کر کے دین اسلام کے دشمن بن گئے ٹھیک ہی تو  
ہے ان میں دین کا دوست کون ہے؟ لیکن مسلم لیگیوں کو بھی خیال کرنا چاہئے کہ جن  
لوگوں کے مسلم لیگیوں کے بارے اتنے ناپاک غرائم اور ارادے ہوں ان سے اشتراک کیوں؟  
بریلویوں کے مذہب میں ڈاکٹر محمد اقبال صاحب بلحدود ہرٹھے تھے

فلسفی نیچریت ڈاکٹر اقبال صاحب نے اپنی فارسی و اردو نظموں میں دہریت اور  
الحار کا زبردست پردہ پیگندہ کیا ہے (تجانب اہل السنۃ ص ۳۳۴)

بریلویوں کے نزدیک ڈاکٹر محمد اقبال نے دوسرا اسلام گھڑ لیا تھا

اگر ان اعتقادات کے باوجود بھی ڈاکٹر صاحب سلمان ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کوئی  
اسلام گھڑ لیا ہے اور وہ اپنے اسی گھرے ہوئے اسلام کی بنیاد پر سلمان ہیں۔ تجانب اہل السنۃ ص ۳۴۵

یعنی بریلوی مذہب میں جو اسلام کی تعبیر ہے اس اسلام کی رد سے تو ڈاکٹر



محمد اقبال صاحب مسلمان نہیں اور اگر انہیں کوئی شخص مسلمان ماننے پر مجبور ہے تو پھر کسی اور اسلام میں وہ مسلمان ہوں گے جو اسلام ڈاکٹر صاحب کا اپنا ہی ساختہ اور یافتہ ہوگا۔ العیاذ باللہ۔

بریلویوں کے نزدیک

ڈاکٹر محمد اقبال کی زبان میں شیطان بولتا تھا

ڈاکٹر صاحب کی زبان میں شیطان بول رہا ہے اور جو کچھ وہ کہتے ہیں ابلیس کی ترجمانی ہوتی ہے (تجانب اہل السنۃ ص ۳۲)

ڈاکٹر صاحب مرحوم کے اشعار جو دراصل اسلام کی صحیح ترجمانی کرتے ہیں۔

لیکن بریلی کہتے کہ ان اشعار میں اسلام کی ترجمانی نہیں بلکہ ڈاکٹر صاحب نے شیطان کی ترجمانی کی ہے اگر آپ اس فتویٰ کی تفصیل میں جائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ فتویٰ خود ایک عظیم کفر ہے جس کا محمد طیب دینا پوری نے ارتکاب کیا اور حشمت علی نے اس کی تصدیق کر کے کفر پر خوشی منائی اور تمام بریلوی امت نے آج تک اس کی تردید نہ کر کے کفر کا ارتکاب کیا ہے خدا بریلویوں کے مذہب سے بچائے۔

بریلویوں کے مذہب میں

سرسید خبیث اور مرتد ہے

یہ فتویٰ بریلویوں کے نبی کا ہے۔ آپ زبان کی شیرینی ملاحظہ فرمائیں۔

عرض۔ بعض لوگ سرسید احمد خان علی گڑھی کو سید کہتے ہیں۔

ارشاد۔ وہ تو ایک خبیث اور مرتد تھا (ملفوظات جلد ۱ ص ۶۶)

بریلویوں کے نزدیک سرسید جہنم کے کتے ہیں

..... وہ جہنم کے کتے ہیں ان کا کوئی عمل قبول نہیں

گمراہوں کے لئے ہدیثوں میں اصلاً بشارت نہیں اور نہ ہی سرسید احمد خان کی طرح کے

کفار کے لئے جس کا مسلک قطعی کفر ہے کہ کافر پر تو جنت کی ہوا تک یقیناً حرام ہے۔

(احکام شریعت جلد اول ص ۱۸)



ناظرین کرام آپ نے اس سے قبل قائد اعظم کے متعلق بریلوی ملت کا فتویٰ دیکھا کہ انہوں نے قائد اعظم کو بھی دوزخیوں کا کتا کہا ہے اور سرسید کے بارے میں یہی حکم ہے۔ معلوم نہیں بریلویوں نے دوزخ کے کتے کی اصلاح کہا سے نکالی ہے کتنا عام طور پر گھر کی حفاظت کے لئے رکھا جاتا ہے اگر قائد اعظم اور سرسید دوزخ کے کتے ہونگے تو وہ غالباً بریلویوں کی دوزخ میں نگرانی کریں گے کہ ان کو دوزخ سے کوئی نکال کر نہ لیجائے ان نا عاقبت اندیش لوگوں کو بس کفر کفر کی گردان ہی آتی ہے قوم کا کوئی خیال نہیں کہ یہ کہاں جا رہی ہے میں عام طور پر ان کے بارے کہا کرتا ہوں۔

سخت و نا عاقبت اندیش ہیں بریلوی ملّا  
قوم برباد ہوئی جاتی ہے کھلم کھلا

|   |   |
|---|---|
| بریلویوں کے نزدیک<br>شبلیؒ<br>حالیؒ دہریے تھے<br>اقبالؒ | ان صلح کلی لیڈروں میں اعظم گڑھ کے مولوی شبلی نعمانی<br>الطاف حسین حالی اور زمانہ حال کے مشہور شاعر ڈاکٹر اقبال<br>بہت نمایاں ہستی رکھتے ہیں ان کی صلح کلیت حد سے گزر کر<br>شدید پجیریت و دہریت تک پہنچی ہوئی ہے۔<br>(مجاہد اہل السنۃ ص ۲۸۹) |
|---|---|

|   |   |
|---|---|
| بریلویوں کے نزدیک خواجہ حسن نظامی کافر و مرتد<br>ہے جو اسے کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے | ہر سنی پر روشن و واضح ہے<br>کہ حسن نظامی اپنے کفریات<br>قطعیہ یقینہ کثیرہ کے سبب حکم<br>شرعیٰ مطہرہ ایسا مرتد کافر ہے کہ جو شخص اس کو مسلمان سمجھے یا اس کے کافر و مرتد ہونے<br>میں شک رکھے یا اس کو کافر و مرتد کہنے میں توقف کرے وہ حکم شریعت اسلامیہ زندیق<br>بے دین، فاسق ہے (مجاہد اہل السنۃ ص ۱۶) |
|---|---|

اسی طرح ان بد طینت مفتیوں نے دنیا کے تمام اچھے اچھے لوگوں کو اسلام کو آڑ  
بنا کر خوب رگیدا ہے ان کا ایک فتویٰ ہے جس میں زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والوں  
کو کافر کہا ہے، یعنی جو لائے، کپڑا دھننے والے، درزی، قصاب، مہزی فروش، پھان  
میں، مسلم کھتری، عباسی، کبٹوہ، پنجابی۔ ان گیارہ طبقوں سے متعلق تمام افراد کو



کافر کہا ہے اور غالباً گیارہ کا عدد کی برہوں کی مناسبت سے اختیار کیا ہے۔ (المختص)  
تجانب اہل السنۃ ص ۹۲

آپ سوچتے ہوں گے کہ جب برہیوں کے نزدیک قائد اعظم سے لے کر  
تو لہے تک سب لوگ کافر ہیں تو اس مکتب فکر میں کون آدمی ہے جو مسلمان ہے تو  
آپ کو یاد ہو گائیں نے رکن دوم میں اس کی وضاحت کر دی ہے کہ ان کے مذہب کا  
دوسرا رکن یہ ہے کہ ”اپنی جماعت کے علاوہ سب کو کافر کہو“ آپ نے سب کو کافر  
کہنے کی صراحت تو پڑھ لی۔ اب اپنی جماعت کو بھی معلوم نہیں مسلمان کہتے ہیں یا  
نہیں تسلسل کلام اور جذبات کی ہیجانی کیفیت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ شاید  
اپنی جماعت کو بھی کافر کہیں تو بعید نہیں کیونکہ سابقہ تمام عبارتوں سے معلوم ہوتا  
ہے کہ ان تمام فتوؤں کو صادر فرماتے وقت مفتی صاحب پر بنوں کا غلبہ تھا اور پاگل  
سے کچھ بعید نہیں کہ اس کا اگلا قدم کہاں پڑتا ہے اور کتنا کیا ہے۔ مگر میرا خیال ہے کہ  
یہ بھی اس مصنوعی پاگل کی طرح ہیں جو سارا دن بازار اور گلی کوپوں میں غل غپاڑا مچاتا ہے  
اور لوگوں پر پتھراؤ کرتا ہے کسی کے پیچھے اینٹ اٹھا کر دوڑتا ہے کسی کو گالیاں دیتا ہے اور  
لوگ پاگل سمجھ کر عفو و درگزر کرتے ہیں۔

لیکن شام کو جب گھر آتا ہے تو بالکل اچھا بھلا ہوتا ہے اور بچوں سے اور بیوی  
سے الفت و محبت کی باتیں کرتا ہے بس یہی حال ان مذہبی دیوانوں اور اسلامی پاگلوں کا  
ہے کہ ساری دنیا کو تو کافر کہہ آئے کسی پر کفر کا فتویٰ پھینکا کسی کے پیچھے کفر کی لٹھ لیکر  
دوڑے اور جب اپنے گھر آئے تو فرماتے ہیں۔

سب دنیا کافر مگر برہیوں نہیں

تفصیلی فتویٰ

ہندوستان میں جس قدر مسلمان کہلانے والے ہیں۔۔۔۔۔ سنی (برہیوں)

مسلمانوں کے علاوہ یہ تمام مدعیان اسلام حکم شریعت مطہرہ کفار و مرتدین لٹام ہیں۔  
(تجانب اہل السنۃ ص ۱۱)

دیکھا کیسی دلیری ہے، سب کو کافر کہہ دیا اور پھر پتہ نہیں وہ کونسی شریعت ہے



اور ساتھ مظهر بھی جو اتنی ناپاک ہے کہ بریلویوں کے علاوہ ہندوستان اور تمام دنیا کے مسلمانوں کو مسلمان ہی نہیں سمجھتی ایسی شریعت کسی احمق اور ذلیل ترین متنبی کی ہو سکتی ہے یہ زبان تو مرزا غلام احمد کی زبان ہے جو اپنے نہ ماننے والوں کو سور اور اولاد زانیہ سے یاد کرتا ہے دراصل سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باطن پر خداوند کریم کی جانب سے لعنت برستی اور کفر کی مار پڑتی ہے اس لئے اس کے توشے دان میں سوائے لعنت اور کفر کے کچھ ہوتا ہی نہیں جسے وہ خرچ کرے یہ بیچارے جو کشکول سے کھر بیٹھے ہیں اس میں ان کے بارے لکھا ہے کہ یہ کافر ہیں اس میں سے اپنے لئے کچھ نکال کر جب دیکھتے ہیں کہ یہ تو کفر ہے تو اس کو اپنے دھود سے دور کرنے کے لئے کبھی کسی کے سر پر مارتے ہیں اور کبھی کسی کے پیچھے لے کر دوڑتے ہیں۔ اور جب واپس آکر پھر کشکول سے نکالتے ہیں۔ تو وہ وہی کفر کا کفر سامنے آتا ہے وہی اسفندی۔

گالیاں دے کر پھر دک جاتے ہیں آپ  
کیا مزا ہے تلخی و دشنام میں

## بریلوی مذہب کا تیسرا رکن

خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر ماننے والوں  
کو کافر اور بے دین کہو اور صلحاء و انبیاء  
حتیٰ کہ کافروں تک کو حاضر ناظر مانو

بریلوی مذہب کے اس تیسرے رکن کی تفصیل سمجھنے سے قبل آپ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے حاضر ناظر ہونے پر نصوص قطعہ موجود ہیں اور تمام امت کا عقیدہ و ایمان ہے کہ خداوند کریم ہر جگہ پر موجود ہیں اور ہر چیز کو دیکھ بھی رہے ہیں۔ مگر ملت بریلویہ میں اس کے بالکل برعکس عقیدہ وضع کر کے اسے ملت رضائیہ کے ارکان میں سے ایک رکن کی حیثیت دیدی گئی۔ چنانچہ ملت بریلویہ کے ممتاز عالم مفتی احمد یار لکھتے ہیں۔  
خدا تعالیٰ کو ہر جگہ ماننا بے دینی ہے ہر جگہ ہونا تو حضور کریم علیہ التیمۃ والتسلیم کی شان۔  
(جاء الحق ص ۵۸)



مفتی صاحب کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں میں تو یہ مشہور ہے کہ خداوند کریم حاضر و ناظر ہیں یہ محض کفر ہے اصل اسلام تو یہ ہے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے۔ اگر قارئین مجھے اجازت دیں تو اس سلسلہ میں میں مفتی صاحب سے کچھ گزارشات کروں اگرچہ میری گزارشات کا ردئے سخن مفتی احمد یار سے ہوگا مگر مقصود ملت بریلو یہ من حیث ملت رضائیہ ہے اس لئے جس کا جی چاہے جواب دے۔

۱۔ ہر جگہ خداوند کریم کو ماننے کی ممانعت اور اس عقیدے پر اطلاق کفر کا تذکرہ

کہیں قرآن میں ہے؟

- ۲۔ اس بات کا کہیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات میں اشارہ ملتا ہے؟
- ۳۔ کسی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے ہزیان کے مطابق کوئی اثر منقول ہے؟
- ۴۔ آئمہ احناف میں سے کسی امام کے قول کو اپنی تصدیق کے لئے پیش کر سکتے ہیں؟
- اور آپ کے ارشاد کے دوسرے حصے "ہر جگہ ہونا تو حضور کریم علیہ التیمۃ والتسلیم کی شان ہے" بدھی یہی چار اعتراض ہیں میں جواب کا منتظر رہوں گا۔

اتنی واضح اور صاف بات جو سلف سے تواتر کے ساتھ منقول ہے اور جس پر ہزاروں شواہد شرعیہ اور دلائل قطعیہ موجود ہیں کہ خداوند کریم ہر جگہ موجود ہے مفتی صاحب نے کتنی جرأت و دلیری سے بیک جنبش قلم اس کا انکار ہی نہیں کر دیا بلکہ اس عقیدہ رکھنے والے کو بے دین بھی کہہ دیا تو اسلام سے کھلم کھلا بغاوت ہے۔

نہ اس وقت تک ملت بریلو یہ کی جانب سے اس کی تردید نہ ہونے سے ثابت ہوتا ہے کہ امت رضائیہ تمام کی تمام اس بات پر متفق اور متحد ہے کہ خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر ملنا بے دینی ہے۔ یعنی آج تک جو لوگ اللہ کو حاضر و ناظر مانتے اور کہتے آئے ہیں وہ سب کافر دے دین تھے۔

لطیفہ۔ مجھ سے میرے ایک ساتھی نے ایک دفعہ اس کی وجہ پوچھی کہ بریلوی اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہوں نہیں مانتے کیا خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر ماننے سے قرآن و حدیث کا انکار لازم آتا ہے یا کوئی اور وجہ ہے تو میں نے اس کو عرض کیا کہ محترم اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر ماننا تو عین اسلامی عقیدہ ہے جو تمام امت محمدیہ علی صاحبہا التیمۃ میں متواتر چلا آ رہا ہے یہ عقیدہ



رکھتا تو قرآن کریم کی متعدد آیات اور نبوی ارشادات کی عین مراد ہے بریلویوں نے دراصل اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار ایک اور وجہ سے کیا ہے اور وہ وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں موجود ہے کہ میدان محشر میں خداوند کریم مجرموں، ناسخاردوں اور نابکاروں پر اپنی نظر رحمت نہیں ڈالیں گے اور نہ ان کو دیکھیں گے اور نہ ہی ان سے کلام فرمائیں گے انہیں اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے یقین ہے کہ جن لوگوں پر میدان محشر میں خداوند کریم نظر رحمت نہ ڈالیں گے وہ مبارک لوگ ہم ہی ہیں تو انہوں نے غصے میں آکر یہ فتویٰ جاری کر دیا کہ ہمیں تو وہ دیکھیں گے نہیں اور جن کو وہ دیکھیں گے ان پر اس کی نظر عنایت ہوگی اور وہ ہم سے ممتاز ہونگے وہاں تو ہم انہیں کچھ کہہ نہیں سکیں گے اور اس دنیا میں قلم ہمارے ہاتھ میں ہے۔ زبان ہمارے منہ میں ہے ان کو اسی دنیا میں بے دین کہہ کر اپنے جنت باطن کا ثبوت فراہم کر دیں اور جو بات وہاں کہتی ہے وہاں نہ کہہ سکنے کی وجہ سے یہیں کہہ کر اپنے اربابوں کی تکمیل کر لیں۔ بس اس کے علاوہ بظاہر اور کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ اتنے واضح اور غیر مبہم عقیدے کا اتنی دلیری سے انکار کر دیا جائے۔ بریلوی امت کو پھانسی دے رہا تھا کہ وہ مفتی صاحب کی ہڈیاں کوئی پر خون کے آنسو بہاتی۔ یہاں تو ایک سادہ آنسو بھی نہ بہایا اور خون کے آنسو بہائے تو کہاں جہاں عقیدت کے پھول پھلاور کرنے لگے۔

کے خبر تھی کہ لے کے چراغ مصطفوی

جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بولہبی !

مفتی صاحب تو اب وہاں چلے گئے جہاں جانے پر غالباً ان کو یقین نہیں تھا ان سے وہاں کی مناسبت سے پوچھنے والے پوچھ رہے ہوں گے۔ میں اس جہاں کے رضائی بانیوں سے پوچھتا ہوں کہ اللہ کو ہر جگہ ماننے والوں پر بے دینی کا فتویٰ دینے سے مندرجہ ذیل آیات کا جواب کیا دے گے ؟

ہم غائب نہیں (یعنی حاضر و ناظر ہیں)

ہم بہت نزدیک ہیں اس کے رگ جان سے کبھی۔

۱۔ وَمَا كُنَّا غَائِبِينَ (الایۃ)

۲۔ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ

حَبْلِ الْوَرِيدِ (الایۃ)



۳۔ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي  
فَأِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ  
الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (الآیۃ)  
۴۔ أَيْنَمَا تُولُوا فَنُصَرِّفْهُ لِلَّهِ  
(الآیۃ)

اور جب آپ سے میرے بارے  
سوال کریں تو آپ فرمادیں کہ میں قریب  
ہوں اور پکارنے والے کی دعا سنتا ہوں  
تم جہاں کہیں بھی ہو وہیں اللہ ہیں۔

بیشک اللہ تعالیٰ وسعت والے جاننے والے ہیں  
بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگہبان ہیں۔

۵۔ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (الآیۃ)  
۶۔ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ  
مُّقِيتًا (الآیۃ)

اور کافی ہے اللہ تعالیٰ موجود رہنے والا۔  
اور تھے آپ نگران ان پر اور آپ ہر چیز  
پر گواہ ہیں۔  
بیشک اللہ جو کرتے ہو محیط ہے۔

۷۔ وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا (الآیۃ)  
۸۔ كُنْتَ أَنتَ الرَّقِيبُ عَلَيْهِمْ  
وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (الآیۃ)  
۹۔ إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ  
۱۰۔ وَآخَاطِبًا كَذِبُهُمْ وَآخَصَى  
كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا (الآیۃ)

اور گھیر لیا ہے اس چیز کو جو ان کے  
پاس ہے اور کن لیا ہر چیز کو شمار میں۔  
تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو معلوم ہے جو  
کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں  
کہیں نہیں ہوتا مشورہ تین کا جہاں وہ  
نہ ہو ان میں پوچھا اور نہ پانچ کا جہاں وہ  
نہ ہو ان میں چھٹا اور نہ اس سے کم۔

۱۱۔ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي  
السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَا  
يَكُونُ مِنْ جَحْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ  
رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةَ إِلَّا هُوَ  
سَادِسُهُمْ وَلَا آذَنِي مِنْ ذَلِكَ الْآيَةِ

گیارہ آیتیں گیارہویں شریف کی مناسبت سے پیش خدمت ہیں ان کو دیکھتے  
جائے اور مفتی صاحب کی علمی قابلیت و صلاحیت پر خون کے آنسو بہاتے جائے۔  
کیا آپ کے دل اتنے سخت ہو گئے ہیں کہ خداوند کریم کی ہر جگہ ہونے کی صفت کو بے دینی  
کہنے پر آپ کے دلوں میں کوئی "زلزلہ" نہ آیا مولانا ارشد قادری صاحب آپ کی  
بوسیدہ اور غام عمارت پر اس غیر اسلامی جرأت و بیباکی پر زلزلہ آنا چاہیے تھا مگر کیا



ہیں آپ کے قلوب تو "اشد قسوة" کی بولتی ہوئی تصویر ہیں جو مسلمانوں پر  
زلزلہ لانے کی ناتمام سعی کرتے ہیں۔ مگر بد بختی سے زلزلہ انہیں کے خوابوں کی جنت  
پر مسلط ہو کر بقول احمد رضا ان کی اپنی پٹریوں کو زمین بوس کر دیتا ہے۔ اور وہ اس  
کے پاس کھڑے ہو کر بڑی یاس و ناامیدی سے یہ گیت گاتے ہیں۔

اس باغ کی منزل میں کچھ خاک سی اڑادی  
فصل بہار گویا باقی نہ تھی چمن میں

ڈالی نہ ہوگی آگے اسے دور چرخ شاید

جواب کے تو نے ہلچل ڈالی ہے انجمن میں،

اتنا بڑا کفر یکنے کے باوجود محمد شفیع اداکار دی علمائے دیوبند پر الزام تراشی

کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں۔ معلوم ہوا کہ انتہائی گندے، خبیث اور کفریہ عقیدے

ان کے نزدیک عمدہ ہوتے ہیں اور پاکیزہ اور اسلامی عقیدے ان کے نزدیک

کفر و شرک اور بدعت ہوتے ہیں۔ (علمائے دیوبند کا تعارف ص ۱۲۲)

معلوم نہیں ان لوگوں کے نزدیک اسلام سے کیا مراد ہے تو یہ کہتے ہیں وہ نبی

علیہ السلام کے اسلام میں تو ہے نہیں البتہ ان کے خود ساختہ اور خود کاشتہ اسلام میں

سبھی کچھ ہے اسی لئے جب ان کا جی چاہتا ہے دین کو بے دینی۔ کفر کو اسلام، ناپاک کو پاک

اور گندگی کو طہارت کہہ دیتے ہیں۔ اور اپنی لکھی اور کہی ہوئی بات سے جب دل چاہا

مکڑ گئے اور جب دل چاہا کوئی پتھر لگا دی کیونکہ ان کا دین کوئی خدائی دین تو ہے نہیں

کہ اس میں قطع و برید نا بھانز ہو ان کا دین و مذہب جس کی پابندی ہر فرض سے اہم

فرض ہے وہ تو شیطانی تجاویز اور احمد رضا کی کچھ تحریروں کے مجموعے کا نام ہے اس میں

قطع و برید احمد رضا کا ہر امتی کر سکتا ہے۔

بریلویوں میں شرم کا کچھ بھی اثر نہیں

ہے اعتراض غیروں پر اپنی خبر نہیں

مفتی احمد یار کی عبارت سے آپ سمجھ گئے کہ بریلویوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ ہل دلی

کو حاضر و ناظر ماننے والے سب سے دین ہیں۔ اب ذرا بریلوی ملت کے رکن ثالث



کے دوسرے جزئی کی طرف توجہ فرمائیں اور تعصب و عناد کو کچھ دیر بالائے طاق رکھ کر اور مرنے کے بعد کے منظر کو سامنے رکھیں کیونکہ دیوبندی اور بریلوی نجات کے ذریعے نہیں نجات تو موقوف ہے سرکارِ دد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامانِ اقبال و الفت سے وابستگی اور آپ کی ذات اور آپ کے پیغامِ دشمن کی وارفتگی پر اس لئے میری آپ سے درد مندانہ اپیل ہے کہ آپ صرف مسلمان ہونے کی حیثیت سے آمد و عبارت کو دیکھیں اور فیصلہ فرمائیں کہ اعلیٰ حضرت اسلام کے ساتھ کیا مذاق نہیں کر رہے ہیں یا اپنے ملت بریلویہ کے گرد جی فرماتے ہیں۔

کرشن کنھیا کا فریاد تھا ایک جگہ میں کئی سو جگہ حاضر ہو گیا۔ (ملفوظات جلد ۱ ص ۱۳۹)  
 چیلوں سے معذرت کے ساتھ گرد جی سے پوچھتا ہوں گرد جی یہ کرشن کنھیا کون ہے اور کس مذہب سے اس کا تعلق ہے۔ ظاہر ہے یہ کوئی برہمن پنڈت تھا جو غالباً احمد رضا کا ہم سبق رہا ہو گا اور دونوں مل کر ریاضت کے مراحل طے کرتے رہے ہونگے بنا برین بریلویوں کے گرد جی کو کرشن کنھیا کے روحانی کمالات سے پوری پوری واقفیت ہوگی تبھی تو ایک پنڈت اور گرد جی کی بریلویوں کا گرد و روحانی کیفیت کی منظر کشی کر رہا ہے۔  
 کرشن کنھیا دالی بھی ایک ہی رہی کیا اس وقت کے کسی مسلمان کی روحانی کیفیت اتنی نہیں تھی جس کا نام لے کر مسئلے کی وضاحت کی جاتی ظاہر ہے اس وقت ایک کیا ہزاروں ہوں گے لیکن گرد جی نے مسلمانوں میں سے کسی ایک کا بھی نام نہیں لیا اس کی ایک خاص وجہ ہے جس کو عرض کرنے سے قبل آپ حضرات یہ بات ذہن نشین فرمائیں کہ بریلویوں کے گرد جی جب کسی مسئلے پر غصہ کھا جاتے ہیں تو وہاں برہمنوں اور پنڈتوں اور کرشن کنھیوں کو بلا کسی مناسبت کے کرم فرمائی کرتے ہوئے یاد فرمالتے ہیں جیسے آپ کی عادت شریف تھی کہ فرصت کے وقت ذرا دیر اپنے مشہور و معروف گرد دوست کے ساتھ بیٹھ کر حقہ شریف پی لیا کرتے تھے ہاں تو بات یہ ہو رہی تھی کہ آپ کبھی کبھار پنڈتوں اور برہمنوں کو یاد فرمایا کرتے تھے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ

نکاح ہو ہی جائے گا اس واسطے کہ نکاح نام ہے باہمی ایجاب و قبول کا اگرچہ برہمن پرٹھا دے۔ (احکام شریعت حصہ دوم ص ۲۲۵)  
 علامہ صاحب کے برہمنوں سے پیار کرنے اور ان سے اپنے اور اپنی ملت کے



پیرداروں کے نکاح پڑھوانے وغیرہ وغیرہ سے دال میں کالا معلوم ہوتا ہے خدا  
معاف کرے مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پندتوں نے مل کر باہمی مشورے سے  
اسلام کے خلاف کام کرنے کے لئے احمد رضا کا انتخاب کیا اور اس کے ذمے لگایا کہ  
اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور تجدید و احیائے دین کے نام اور عنوان سے اسلام کے اس  
تناور درخت، شجر شمر کو جس کی علمائے دیوبند نے آبپاری کی ہے یخ دین سے اکھڑ  
کر پھینک دینا اور گفریہ، برہمنی، بدھومت عقائد کو اسلام کا نام دیتے رہنا، ہم قدم  
سننے، درمے تیری نصرت و امداد کرتے رہیں گے لیکن شرط یہ ہے کہ اپنی اصلیت  
کا کبھی کبھی کسی نہ کسی رنگ میں اظہار کرتے رہنا اور کبھی کبھی ہمارے تقدس کو برقرار  
رکھنے اور ہماری بالادستی اور مذہبی برتری کو اپنے مضامین کا جزو لاینفک قرار دینا اپنی  
ذمہ داریوں میں ایک ذمہ داری سمجھنا آپ کا وظیرہ رہے گا؟

چنانچہ آپ نے اس ذمہ داری کو تمام عمر ذمہ داری سمجھ کر پورا کیا بس اسکے  
علاوہ برہمنوں، کرشن کھنڈوں کے ذکر کرنے کی کوئی اور وجہ معلوم نہیں ہوتی۔  
خیر یہ بات تو ضمناً نکل آئی اصل بات تو یہ ہو رہی تھی کہ بریلوی مذہب کا  
تیسرا رکن یہ ہے کہ خداوند کریم کو حاضر و ناظر ماننے والوں کو بے دین کہو اور انبیاء و  
صلیاء کے علاوہ کافروں تک کو حاضر و ناظر سمجھو جس کو میں نے ان کی کتب سے ثابت  
کر دیا اب بھی اگر کوئی سادہ لوح آدمی ان کو مسلمان سمجھے تو پھر کافری کیا ہے؟

## بریلوی ملت کا چوتھا رکن

کہ — دیوبندیوں کا جو نماز جنازہ پڑھائے وہ

## کافر و مرتد ہے

یعنی دیوبندی کافر ہیں (العیاذ باللہ) — ان کی نماز جنازہ پڑھانا  
حرام ہے۔ جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر، ان سے مناکحت ناجائز، عزضیکہ ان سے  
ہر قسم کے تعلقات ختم کر دینے لازمی ہیں اور ان کے ساتھ وہ معاملہ کیا جائے جو  
عام کافروں سے کیا جاتا ہے۔ (مگر برہمنوں کی بات نہیں وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں)



آئیے ذرا کچھ دیر میرے ساتھ رہیے۔ وہ دیکھنے سامنے ایک بوسیدہ اور خراب عمارت ہے  
 ذرا دیکھئے اس پر ایک بورڈ آویزاں ہے جس پر لکھا ہے۔  
 ”کاشانہ عالم تباہی کا دارالاکفار“

ڈریئے گا نہیں دستک دیجئے۔۔۔۔۔ کس کا نام لیکر آواز دوں۔۔۔۔۔ بس  
 نام کسی کا بھی نہ ہو صرف دستک دید۔ دروازہ مشینی انداز سے کھلتا ہے اور دفعہ ہمارے  
 سامنے ایک سیاہ رنگ کا آدمی جسکے منہ میں پان کی گھوری ہے بائیں ہاتھ میں حقہ ہے ایک آنکھ  
 بھی غائب ہے اور دائیں ہاتھ میں زنجیر ہے جو ایک کتے کے گلے میں پڑی ہوئی ہے اور کتا  
 ہمیں اجنبی سمجھ کر اچھی نظروں سے نہیں دیکھ رہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے مالک سے  
 زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ مجھے اجازت دیں اور چھوڑ دیں تاکہ میں ان سے اس بے وقت  
 آمد اور بیجا مداخلت کا انتقام لے سکوں ادھر جب ہم نے صاحب خانہ کو دیکھا تو اس کی  
 جبین پر بل ہیں، نگاہیں شوخ، آستین چڑھی ہوئی، چہرے پر بارہ کجی کی کیفیت۔ بال  
 بکھرے ہوئے ہم نے یقین کر لیا کہ اگر ہم زیادہ دیر ٹھہرتے ہیں تو یہ ہم کو بھی پان کی دو  
 گھوریاں سمجھ کر بڑے مزے لے لے کر چبا جائے گا اور اگر اس نے ہمیں اپنے منہ کے  
 ذائقے کی نظر نہ کیا تو یہ کفر کی دنیا میں تحلیل کرنے کی سعی ضرور کرے گا۔ اب  
 خیریت اسی میں ہے کہ غلطی سے آنے کا عذر کر کے دو، نو گیارہ ہو جانا چاہیئے چنانچہ  
 ہم نے ایسا ہی کیا اور واپس آکر خدا کے حضور عرض کیا کہ خدا یا تیرا شکر ہے۔  
 ”ہاں بچائی لاکھوں پائے“

تھوڑی دیر بعد میرے رفیق سفر نے کچھ سہمے ہوئے لمبے میں پوچھا کہ یہ  
 صاحب کون تھے! میں نے کہا یہ انگریز سرکار کے ایک بہت بڑے مولانا صاحب ہیں  
 کہا کہ ان کا اسم گرامی کیا ہے میں نے کہا ہم اس وقت باد صوبہ ہیں اور یہ ایسی ذات  
 گرامی ہے کہ ان کا نام باد صوبہ لینا مناسب نہیں۔ تو اس نے کہا اگر اس وقت  
 آپ ان کا نام ظاہر کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں تو ان کے پیش منظر اور پس منظر پر  
 ہی کچھ روشنی ڈال دیجئے تاکہ میں ان کے بارے کچھ تو سمجھ سکوں؟ میں نے کہا کہ زندگی  
 میں آپ کا ایسے کئی لوگوں سے سامنا ہوا ہو گا جو سامنے آئے تھوڑی دیر سوچا اور پھر ذہن  
 سے آپ نے ان کو جھٹک دیا ہو گا مگر یہ شخص تو آپ کے ذہن پر ایسا مسلط ہو گیا ہے کہ



نکالے نکلتا ہی نہیں۔۔۔۔۔ اس نے کہا کہ میں نے واقعی بڑے بڑے عجیب الخلقیت اور عجیب الخلقیت لوگ دیکھے ہیں مگر ایسی ہیئت کا یہ پہلا شخص ہے جو میرے لئے معہ بن کر ذہن میں اٹکا ہوا ہے تبھی تو میں پچا ہتا ہوں کہ اس سے متعلق معلومات حاصل کر کے اس طرف سے ذہن کو خالی کر لوں؟

میں نے کہا کہ پلو آپ کی مجبوری اور بقیراری کی وجہ سے آج میں اپنا اصول توڑ کر با وضو ہی اس شخص کی نقاب کشائی کرتا ہوں ذرا ہمہ تن گوش ہو کر سنئے یہ وہی تو ہیں جن کو فرزند ان ملت بریلو یہ نبی سمجھتے ہیں اور جن پر اس طرح درد پڑھتے ہیں۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى عَبْدِ الْمُصْطَفَى أَحْمَدَ وَصَلَا الْحِی  
اور ان کے دائیں ہاتھ میں جو آپ نے کتے کی زنجیر پکڑے ہوئے دیکھا تھا یہ کتا ان کو برطانوی سرکار نے اپنی حکومت کو دارالاسلام قرار دینے کے صلہ میں دو مقصد کے لئے بطور تحفہ دیا تھا ایک مقصد تو برطانیہ سرکار کا یہ تھا کہ یہ کتا ان کی حفاظت کرے گا اور دوسرا مقصد یہ تھا کہ کتا اعلیٰ حضرت کے ہمیشہ سامنے رہے گا اور اعلیٰ حضرت اپنے اور برطانیہ سرکار کے مخالفوں کو کتے کی طرف دیکھ دیکھ کر کتا کہتے اور لکھتے

رہیں گے۔ چنانچہ آپ نے انگریز سرکار کی خوب تعریف کی جیسا کہ ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں

ہمارے امام اعظم کے مذہب پر ہندوستان دارالاسلام ہے ہرگز دارالحرب نہیں کہ دارالاسلام کے دارالحرب ہو جانے میں جو باتیں درکار ہیں۔ محمد اللہ یہاں قطعاً موجود نہیں اہل اسلام اپنے معاملات میں آزاد ہیں اور حکام انگریزی بھی علماء سے فتویٰ لے کر عمل اور حکم کرتے ہیں (لہذا ان کے احکام پر عمل کرنا ضروری ہوا)

راعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام ص ۳۲  
انگریز سرکار کا حق نمک خواری ادا کرتے ہوئے ایک اور قصیدہ  
انگریز کی حکومت رحمت خداوندی ہے  
کوئی ملاحظہ فرمائیں۔



حکومت برطانیہ مسلمانان ہندوستان کے واسطے رحمت خداوندی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس حکومت نے یہاں کے تمام فرقوں میں امن پیدا کر کے ان پر احسان عظیم کیا ہے۔ لہذا اس کے خلاف جہاد و قتال کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔

(تلخیص رسالۃ الامارۃ والجمہاد مصنفہ احمد رضا)

**مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں اعلیٰ حضرت  
**انگریزی حکومت دارالاسلام ہے**

محمد دین محمد قاضی فاضل بریلوی مولانا  
احمد رضا خان صاحب اس مسئلہ میں کہ جمعہ کی نماز پڑھ کر اس کے بعد نماز ظہر پڑھنی چاہیے  
یا نہیں۔

الجواب۔ ہندوستان بفضلہ تعالیٰ دارالاسلام ہے یہاں کے شہروں میں جمعہ صبح ہے  
(احکام شریعت جلد ۲ ص ۱۵۱)

دیکھا خان صاحب کیسے کیسے پیترے بدل بدل کر برطانیہ سرکار کو خوش کر رہے ہیں  
ایک اور جگہ اسلامی بستی کی تعریف فرماتے ہوئے انگریز آقا سے حقے میں  
کستوری استعمال کرنے کے لئے اشاروں ہی اشاروں میں کچھ رقم کا مطالبہ کرتے ہیں۔  
چنانچہ فرماتے ہیں۔

اسلامی بستی وہ ہے جس کی عام آبادی فی الحال مسلمان آزاد یا زیر سلطنت  
اسلامی ہے۔ یا پہلے ان دو حالتوں سے ایک پر تھی اب غلبہ کفار ہوا مگر اس کے چاروں  
طرف اسلامی غلبہ ہے یا یہ بھی نہیں تو جب سے اب تک بعض شعائر اسلام بلا مزاحمت  
ہیں اگرچہ بادشاہ و حکام سب نامسلم ہوں۔ (فتاویٰ افریقہ ص ۳۳ تحت مسئلہ ص ۳۲)

یعنی آپ کے نزدیک ہر وہ بستی اور ملک دارالاسلام اور اسلامی بستی ہے۔  
جس میں حکمران اگرچہ کافر، مشرک، یہودی، عیسائی ہوں مگر اس سلطنت میں رہنے والے  
مسلمانوں کو بعض شعائر اسلام بلا روک ٹوک ادا کرنے کی آزادی ہو، مثلاً وہ مسواک  
کر سکتے ہوں۔ ہنسا سکتے ہوں، شادی کر سکتے ہوں، ناخن کاٹ سکتے، زیر ناف بال صاف  
کر سکتے ہوں اور نماز پڑھ سکتے ہوں وغیرہ وغیرہ۔ انگریز کو خوش کرنے کے لئے بے علم  
علامہ صاحب نے اس فتویٰ میں اپنی تمام تر قوت کو صرف کرنے میں کوئی دقیقہ فرد  
گذاشت نہیں کیا۔ اس تعریف سے تو روس۔ امریکہ اور اسرائیل یہودی حکومتیں بھی



دارالاسلام ٹھہریں۔ اس تعریف کے بارے میں محمد شفیع اذکار دی سے پوچھتا ہوں کہ مولانا صاحب فرمائیے کہ یہ تعریف آپ کے نزدیک بھی درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو ہربانی فرما کر بذریعہ اشتہار اعلان فرمائیں اور تمام امت بریلویہ سے داد تحسین حاصل کریں۔ اور اگر یہ فتویٰ غلط ہے تو کیا اعلیٰ حضرت نے اس فتویٰ سے آپ کا منہ کالا نہیں کر دیا؟

لیکن ممکن ہے آپ جواب میں ارشاد فرمائیں کہ جناب والا میں تو ہر تیسرے روز منہ کالا کرتا ہوں اس فتوے سے میری صحت پر کیا اثر پڑتا ہے تو پھر جواب میں عرض کر دوں گا کہ، بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

فان صاحب موصوف کو ہمیشہ یہ دعویٰ رہا ہے کہ وہ بہت بڑے شاعر بھی ہیں۔ مجھے بھی تسلیم ہے اور میں ان کی شاعری سے متاثر بھی ہوں اور انصاف کی بات تو یہ ہے کہ جب خان صاحب کے توش و خواہش قائم ہوتے ہیں تو غضب ہی کر دیتے ہیں اور دل چاہتا ہے کہ انہیں چین اسلام کی ثناء خواں بلبل کہدوں مگر یہ اتفاق ہی سمجھئے کہ آپ کی اس کیفیت میں دوام و استمرار نہیں رہتا بلکہ اکثر بیشتر خان صاحب موصوف پر جنونی حالت طاری رہتی ہے اور وہ صراطِ مستقیم سے ہٹ کر ظلماتی راستوں کی بھول بھلیوں میں ٹانک ٹٹیاں کھاتے ہوئے ہدا عتدال سے گزر کر ادل فول بکنے لگ جاتے ہیں۔ میں نے انہیں بہت سے موقعوں پر گلستانِ برطانیہ کے بور و جفا کے طویل القامت غیر مٹھہ اشجار کی خمیدہ شاخوں پر بیٹھے خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یکسر غافل انگریز اور اس کی حکومت کے حق میں قصیدہ خوانی کرتے دیکھا ہے چنانچہ آپ کا ارشاد ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فردع ہیں

اصل الاصول بندگی اس تاہور کی ہے

(ہدائق بخشش جلد اول ص ۹۷)

یعنی انگریز کی حکومت عدل و احسان اور مجھ پر اس کی عطاء دنواں سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کے جملہ فرائض مثلاً صلوات خمسہ حج، زکوٰۃ اور کلمہ طیبہ کا اقرار۔ یوم آخرت اور مشرد و نشر و غیرہ پر ایمان کی حیثیت تو اب ثانوی ہو کر رہ گئی ہے یہ اب فرائض



نہیں رہے بلکہ برطانوی سرکار کے مقابلہ میں اب یہ نوافل کے حکم میں ہو گئے ہیں جیسے نوافل پڑھ لئے جائیں تو ثواب اور اگر ترک کر دیئے جائیں تو کوئی عقاب و عذاب نہیں لیکن اگر فرائض ترک کر دیئے جائیں تو اس پر تارک کو عذاب یقینی ہے۔ اسی طرح کی نسبت برطانوی سرکار اور اسلامی شعائر میں ہے۔ اسلام فرع یعنی مانند نوافل ہے اور برطانوی سرکار کی بنیاد۔ اطاعت گزاری اصل ہی نہیں بلکہ اصل الاصول ہو کر واجب و فرض ہے ہے اسلام کا کوئی رکن اگر ترک ہو جائے تو کوئی پردہ نہیں کیونکہ وہ ثواب واجب ہی نہ رہا لیکن حاکمان ذی وقار کی اطاعت سے سر مو سرتابی قابل مواخذہ اور باعث گردن زدنی ہے۔

\_\_\_\_\_ اگر آپ فرمائیں کہ اس شعر کا مطلب وہ نہیں جو آپ نے بتلایا ہے \_\_\_\_\_ تو میں عرض کروں گا کہ ابھی تو آپ کے اعلیٰ حضرت کے ایک ہی شعر کا میں نے مطلب بیان کیا ہے اور آپ کو تکلیف ہو گئی حالانکہ میں نے کتاب کے شروع ہی میں آپ کے لئے ایک قانون مقرر کر دیا تھا کہ \_\_\_\_\_ عبارت ہماری مطلب تمہارا اور \_\_\_\_\_ عبارت تمہاری مطلب ہمارا۔ تو پھر تکلیف کیوں؟ اگر تکلیف ہوتی ہے تو ہمارے اکابر کی عبارات کا خود ساختہ مطلب بیان کرنا تم چھوڑ دو۔ ہم اصول توڑ دیتے ہیں پھر ہر فریق کو آزاد چھوڑ دیا جائے کہ وہ اپنی بات اور اپنے بزرگوں کی عبارات کا مطلب بیان کرے اگر وہ مطلب اسلامی ہے تو اسے خواہ و نخواہ کا فرض بنایا جائے بلکہ اس کی طرف دست قلم بڑھا کر اجتماعاً اسلام کی خدمت کا کام کیا جائے اور کتاب کے لکھنے سے میری عرض بھی یہی ہے۔

میرا رفیق سفر میری تمام معروضات بڑی محویت سے سن رہا تھا لیکن ملت بریلویہ کا سورج غروب ہونے کے قریب ہوتا ہوا رہا تھا اس لئے اس نے مجھ سے کہا کہ اعلیٰ حضرت کی انگریز نوازی کے سلسلہ میں دل تو یہ چاہتا تھا کہ میں آپ سے مکمل معلومات حاصل کروں مگر وقت کی قلت اور سوالوں کی کثرت کے پیش نظر اس بحث کو کسی اور موقع کے لئے تشنہ چھوڑتا ہوں آپ میرے سوالوں کا جواب دیں۔ میں نے عرض کیا کہ فرمائیے میں اپنی معلومات کے مطابق ضرور جواب دوں گا۔ \_\_\_\_\_ تو اس نے کہا کہ آپ نے تھوڑی دیر ہوئی یہ کہا کہ جب ہم "کاشانہ عالم تباہی کے دارالاکفار"



کے درد اذی پر پہنچے اور دستک دی تو دہاں سے جو آدمی نکلا اس کے دائیں ہاتھ میں ایک زنجیر تھی جس کے ساتھ اس نے کتاب بندھ رکھا تھا حالانکہ اس بوڑھے کے ہاتھ میں مجھے تو کوئی کتاب نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔۔ میں نے کہا کہ قبل اس کے کہ میں آپ کے سوال کا جواب دوں۔ آپ کے سوال پر مجھے خود ایک سوال پیدا ہو گیا ہے پہلے آپ اس کا جواب دیں بعد میں آپ کے سوال کا بڑا شافی اور سکت جواب عرض کر دوں گا۔۔۔۔۔ میں نے عرض کیا ”کاشانہ عالم تباہی کے دارالاکفار“ کے درد اذی پر آنے والے کو میں نے تو بوڑھا نہیں کہا اور آپ نے اس ذات شریف کے ہاتھ میں کتے والی بات دریافت کرتے ہوئے مجھ سے پوچھا ہے کہ مجھے تو اس بوڑھے کے ہاتھ میں کوئی کتاب نظر نہیں آ رہا تھا۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ جب میں نے اسے بوڑھا نہیں کہا تو آپ نے اسے بوڑھا کیوں کہا؟ اس نے کہا کہ جب آپ نے مجھے اس ذات شریف سے متعارف کرایا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ اعلیٰ حضرت ہیں۔ اور اس خیال کے آتے ہی میرے ذہن میں مولانا ظفر علی خان صاحبؒ کے وہ اشعار آ گئے جن میں مولانا نے احمد رضا کو بوڑھا کہا ہے اس لئے میں نے لفظ ”بوڑھا“ کا ایزاد کر دیا اور وہ اشعار کچھ یوں ہیں۔

ادڑھ کر احمد رضا خان آئے بدعت کا لحاف

ذات ان کی ہے مجدد بات ان کی لام دکاف

ما پخسٹر کے کفن سازوں سے لایا ہے اودھار

شرک کی انٹی بریلی کا یہ بڈھا نور باف

پنج میں کٹھن بھرا گودڑ ہے پھیلا ہوا

گرچہ آتا ہے نظر اہلارضائی کا غلاف

میں نے کہا کہ ٹھیک ہے میرے سوال کا جواب تو ہو گیا اب آئیے آپ کے سوال

کی طرف؟ لیکن پہلے ہم یہ طے کر لیں کہ اعلیٰ حضرت کو ہم نور باف سے یا دکریں گے۔ تاکہ

کلام میں طوالت اور تکلف سے محفوظ رہیں۔

اصل بات تو یہ ہے کہ نور باف صاحب کے ہاتھ میں اس وقت ظاہر ہو

واقعی کوئی کتاب وغیرہ نہ تھا مگر میری مراد اس وقت کتے سے نور باف کی وہ داہی تباہی



تحریرات تھیں جن میں انہوں نے کتے کا تذکرہ بڑے مزے لے لے کر فرمایا ہے۔ چونکہ  
تحریر کا صدور عموماً دائیں ہاتھ سے ہوتا ہے اور حضرت مولانا نور باف صاحب نے  
اپنی مرقومات میں اتنا کثرت سے اس متذکرہ جنس کا ذکر فرمایا ہے کہ اگر اس کے  
تذکرہ کو آپ کی کتب سے حذف کر دیا جائے تو بقایا تمام کتب سمٹ کر ایک کتابچہ بن  
کر رہ جائیں گی۔ فرزند ان نور باف کے بقول آپ کی کتابوں کی تعداد سات سو  
کے لگ بھگ ہے چنانچہ حسنین رضا فرماتے ہیں کہ:-

حرم ۱۳۲۶ھ میں ایک فہرست تصانیف مرتب ہوئی جس کا تاریخی نام ہے۔  
"المجلد المعدد لتالیف المجدد" اس وقت اعلیٰ حضرت قبلہ کی  
تصانیف کا عدد تین سو پچاس تھا اس کے بعد آخری وقت تک تصانیف کا سلسلہ  
علی الاتصال جاری رہا ہے وہ علامہ ہے۔ میں اندازہ کرتا ہوں کہ اب اگر فہرست مرتب  
ہو تو اتنی ہی تصانیف اور بنیں گی۔ (وصایا شریف ص ۳۲)

مولانا نور باف صاحب ۱۲۸۶ھ میں پیدا ہوئے اور چودہ برس کی عمر میں فاضل  
ہو گئے یعنی آپ نے ۱۲۸۶ھ میں سب مناظرہ دین دشمنی کا سرٹیفکیٹ حاصل کر کے  
۱۳۲۶ھ تک یعنی ۴۱ برس میں ساڑھے تین سو کتابیں لکھیں اور ۱۳۲۶ھ میں آپ ازاں  
جہاں سوئے آنجہاں رفت ہوئے ہیں۔ اور ۱۳۲۶ھ اور ۱۳۲۷ھ کا درمیانی عرصہ صرف  
تیرہ سال کا بنتا ہے۔ اب حسنین رضا فرماتے ہیں کہ اس درمیانی عرصہ میں بھی آپ  
نے ساڑھے تین سو کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ ابتدائی ساڑھے تین سو کتب مولفہ کی تعداد تو  
۴۱ برس میں ہوئی اور دوسری تعداد صرف ۱۳ برس میں۔ کیا کوئی عقلمند آدمی  
اس خبر کی صداقت پر یقین کر سکتا ہے؟ ہاں البتہ اگر ایک توجیہ کر لی جائے تو یہ  
روایت درست ہو سکتی ہے۔ یعنی ابتداء آپ کو ساڑھے تین سو کتب لکھنے میں ۴۱ برس  
کی طویل مدت اس لئے صرف کرنی پڑی کہ اس دوران باہمی معاملات طے ہونے میں  
کچھ عرصہ لگا اور کچھ آپ کو مغلفات کی مشق کرتے کرتے ایک طویل زمانہ گزارنا پڑا بعد  
مغلفات کا انگریز سرکار کو امتحان دیا اس پر کچھ وقت خرچ ہوا۔ پھر آپ نے سند  
ذاعتالیٰ اور اس کے لئے دفتری کاروائی میں بہت سا وقت ضائع ہوا اور ظاہر



ہے کہ اتنی ساری کاروائیوں کی تکمیل کے لئے ۴۱ برس کا عرصہ کوئی زیادہ عرصہ نہیں۔

اس کے بعد تو ماشاء اللہ آپ مشاق اور مغلظات کے امام بن گئے تھے تجربہ وافر ہو جانے کے بعد صرف تیرہ سال میں ساڑھے تین سو کتابیں لکھ دینا بالکل قریب قیاس ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ مولانا نورباف صاحب سات سو کتابوں کے مؤلف ہیں۔ مگر ان میں ہے کیا سور، کتے، بندر، سانپ وغیرہ کا تذکرہ گویا کہ علامہ موصوف کی کتب کو بجائے کتب کے افریقہ کا چڑیا گھر کہا جائے تو بہت ہی مناسب رہے گا میرا ارادہ ہے کہ میں موصوف کی ایسی تحریروں کو جمع کر دوں اور اس کا نام ”ملت بریلویہ کی کتب افریقہ کا چڑیا گھر“ رکھوں۔ مگر وہ بریلویوں کے زیر نظر کتاب کے رد عمل پر موقوف ہے۔ اس لئے وعدہ بشرط شی ہے۔

ادراں مغلظات وغیرہ کو نکال دینے کے بعد کام کی باتیں لی جائیں تو اس سے ایک کتابچہ ترتیب دیا جاسکتا ہے۔

۱۔ قنادی افریقہ۔ ۲۔ ہدائی بخشش اور ان دد میں سے بھی صرف کتے کا تذکرہ کرتے ہیں کہ آپ نے کتنی عقیدت اور کثرت سے اس کا ذکر فرما کر ملت بریلویہ کی خدمت فرمائی ہے۔

۱۔ ایک بنی اسرائیلی حکایت بیان کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں۔ اس کا اعلیٰ بیان فرمایا فلاں دقت پیدا ہوگی اور وہ میری نذر ہوگی فلاں فقیر اسے فلاں دن ذبح کرے گا اور فلاں فلاں اسے کھائیں گے۔ اور ایک سرخ ”کتے“ کا بھی اس گوشت میں حصہ ہے۔ (قنادی افریقہ ص ۹) مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی)

۲۔ استاد کو ایسا ہی علم تھا جیسا کتے کو ہے (قنادی افریقہ ص ۱۱۸)

۳۔ اور علم میں آؤ، گدھے، کتے سوڑ کے ہمسر (قنادی افریقہ ص ۱۱۸)

زبان کی طہارت اور شیرینی دیکھئے۔

۴۔ کیا تم میں سے کسی کو پسند آتا ہے کہ کسی کی بیٹی یا بہن کسی کتے کے نیچے



بچے (فتاویٰ افریقہ ص ۱۱۸)

- ۵ — ہمارے لئے بڑی مثل نہیں جو عورت کسی بد مذہب کی بیوروہی وہ ایسی ہے جیسے کسی کتے کے تصرف میں آئی (فتاویٰ افریقہ ص ۱۱۹)
- بد زبانی کا اندازہ فرماتے جائیے یہ ہیں ملت بریلویہ کے اعلم حضرت کے علمی جو اہر پاپے
- ۶ — لیسا ہے جیسا کتا (فتاویٰ افریقہ ص ۱۱۹)
- ۷ — بد مذہب کتا ہی نہیں ” ” ”
- ۸ — بلکہ کتے سے بھی بدتر ” ” ”
- ۹ — کتا فاسق نہیں ” ” ”
- یہ بھی ایک ہی رہی کہ کتا فاسق بھی نہیں غالباً کتا بھی اپنے وقت کا بریلویوں کے نزدیک مجدد ہی ہوتا ہوگا۔
- ۱۰ — کتے پر عذاب نہیں ایضاً
- ۱۱ — بد مذہبی والے جہنمیوں کے کتے ہیں ایضاً
- ۱۲ — اس کا حال کتے کی طرح ہے (ایضاً ص ۱۲)
- ۱۳ — گدھے، کتے، سوڑ کے نام لینے سے ایضاً ص ۱۲
- ۱۴ — زبان سے گدھے، کتے، سوڑ کا نام نکلے ایضاً
- ۱۵ — گدھے، کتے سوڑ کا نام لکھا ہوا ہے ایضاً
- ۱۶ — کتنی جگہ لفظ گدھے و کتے دشمنیہ وغیرہ ہیں ایضاً
- ۱۷ — اب علمائے کرام سے عرض یہ ہے کہ ان بد گویوں و دشنامیوں کے رد میں کتے، سوڑ کا نام لینا ناجائز ہے ایضاً ص ۱۲۶

جائز ہے بابا جائز خوب لے اور خوب سے خوب تر لے  
 ۱۸ — میں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خداے بخشنده

ما شاء اللہ خان صاحب کی اس چھوٹی سی کتاب میں آپ کو سترہ مقامات پر کتا اور گدھا اور کہیں کہیں اس کے ساتھ خنزیر بھی بندھا ہوا ملے گا یہ خان صاحب نے غالباً اس لئے کیا کہ اگر کسی کو اپنے وطن سے بریلی تک جانا ہو تو آپ نے اپنی کتب میں



گدھے بھی باندھ رکھے ہیں تاکہ ان پر سوار ہو کر بریلی تک کا سفر بے سہولت طے کیا جاسکے اور کتا اس لئے کہ راستے میں مسافر کی نگرانی کر سکے البتہ سوڑ کی وجہ امر تعبیدی ہے یا پھر متشابہات میں سے ہے جس پر تعین مراد کے بغیر ایمان لانا ضروری ہے جو کچھ بھی ہو بہر حال یہ ملت بریلویہ کا داخلی مسئلہ ہے اور کسی کے داخلی مسائل میں مفتی بہ قول یہی ہے کہ مداخلت نہ کی جائے۔

آپ نے افریقہ کے چڑیا گھر اور اس میں موجود کتوں، گدھوں، سوڑوں کو دیکھا اب آئیے ذرا بریلی کے باغوں میں چلیں وہاں شاید کوئل نغمہ سرا ہو یا بلسل کی صدائے دلنشین ہو مگر افسوس کہ بریلی کے باغوں کے اتنے مقدر کہاں؟  
ہدائق جمع ہے ہدایہ کی جس کے ایک معنی ہیں باغیچہ اور جدید محاورہ میں چڑیا گھر کو بھی ہدایہ کہتے ہیں اور ہدائق جمع ہے آخری معنی کے اعتبار سے ہدائق سے مراد کئی چڑیا گھر ہوں گے۔ اب آئیے آپ کو بریلی کے چڑیا گھروں میں کتوں کی زیارت کرواؤں۔

یہ سامنے دیکھتے ہدائق ہے اس کا دروازہ نمبر کھولئے اور داخل ہو جائیے بس دروازے کے سامنے ہی چھ قدم بعد آپ کی ایک کتے سے پہلی ملاقات ہوگی بس بریلویوں کے اعلیٰ حضرت اس کے گلے سے رسی نکالنے ہی والے ہیں اور آپ ذرا اپنا خیال رکھیں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو کاٹ کھائیں۔ ارشاد ہے۔ ۵  
تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے تجھ کو نسبت

میری گردن میں بھی ہے درد کا ڈورا تیرا

ہدائق بخش جلد امٹ

فرمائیے جناب والا! اعلیٰ حضرت فرما رہے ہیں کہ تجھ کو کتے سے نسبت ہے وہ نسبت غالباً کاٹ کھانے میں ہے جیسے کتا ہر ایک کو بھونکتا ہے اسی طرح اعلیٰ حضرت فرم رہے ہیں کہ میں بھونکتا ہوں اور اگر یہ نسبت نہیں تو میں رجوع کرتا ہوں آپ متعین فرمائیں کہ بریلویوں کو کتے سے کون سی نسبت ہے۔

۲۔۔۔ اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے الخ (ہدائق جلد امٹ)



۳۔ میری قسمت کی قسم کھائیں سگان بغداد الخی حدائق جلد ۱ ص ۵

۴۔ سگ در قہر سے دیکھے تو بکھرتا ہے ابھی الخی حدائق جلد ۱ ص ۵

۵۔ . . . . سگان کو پیہ میں چہرہ میرا بجال کیا ایضاً ص ۱۹

۶۔ . . . کہ رضا نے غبی ہو سگ حسان عرب ایضاً ص ۲۲

۷۔ کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا

تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

ایضاً ص ۲۲

۸۔ پارہ دل بھی نہ نکلا دل سے تجھے میں رضا

ان سگان سے اتنی جان پیاری داہ داہ

حدائق جلد ۱ ص ۶۱

۹۔ . . . کہ تو ادنی سگ در گاہ خدام معالی ہے ایضاً ص ۸۳

۱۰۔ گام برگام سگے مارا بین الخی حدائق جلد ۲ ص ۲۳

۱۱۔ رضا کسی سگ طیبہ کے پاؤں بھی چومے

تم اور آہ کہ اتنا دماغ بے کے چلے (ایضاً ص ۶۴)

کتے کے نام کا تذکرہ صرف دو کتابوں میں ۲۸ بار ہوائی کتاب کا اوسط ۱۴

عدد بنتا ہے اور اعلیٰ حضرت کی بقول حسنین رضا کے ۷۰۰ کتابیں میں اسی اوسط

کا اگر تمام کتابوں میں اعتبار کر لیا جائے تو اعلیٰ حضرت کی کتابوں میں کتے کا تذکرہ

نو ہزار آٹھ سو بار یقیناً ہوگا۔ گدھا، سوڑ بندر اس کے علاوہ ہیں۔

ناظرین کرام آپ نے شاید غور نہیں فرمایا کہ اعلیٰ حضرت

نے قنادی افریقہ میں تو بیچارے دیوبندیوں کو کتا کہا ہے اور حدائق بخشش میں

خود ہی کتے بن گئے بلکہ گردن میں رسی بھی ڈال لی ہے بس صرف انگریزی کھونٹے

کے ساتھ بندھ جانے کے ذکر کی کسر رہ گئی ہے در نہ باقی تو سب کچھ درست ہی ہو گیا

ہے دراصل یہ شامت ہے سب بازی کی خدائے علمائے دیوبند کو کتا کہنے والے کی زبانی کہلایا

کہ اب تو اپنے کو بھی کتا کہہ اور وہ بھی گردن میں رسی پڑا اتنی یادہ گویوں کے بعد



بھی علمائے دیوبند کا دامن تقدس نوچنے کے لئے دوڑ کر ہوتا ہے۔  
جوشقی کے دل میں گاؤں خربے تو زبان پہ پوڑھا چارہ ہے  
(ہدائق جلد ۲ ص ۵۸)

میں اس کے جواب میں اس کے علاوہ کیا کہہ سکتا ہوں؟  
فیض باطن سے مدد لے عشق کا ہو جا مرید

اہل ظاہر کے ملنے تو خدا ملتا نہیں  
میرے رفیق سفر نے کہا اب میری سمجھ میں آگیا ہے کہ آپ کی کتے سے دراصل  
اعلیٰ حضرت کے ہاتھ کی شعبہ بازی مراد تھی لیکن اس کے بعد بھی میرا ایک سوال ہے اور  
وہ یہ ہے کہ جب عجیب الہیۃ انسان المعروف نور باف اپنے ”کا شانہ عالم تباہی کے  
دارالاکفار“ کی چوکھٹ پر آیا تو اس کا تعارف کراتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اس کی ایک  
آنکھ کی بنیائی بھی غائب تھی یعنی آپ کا مطلب یہ تھا کہ وہ کانا اور کورین تھایا ایک چشم  
(دن آئی سائڈ) تھا مگر مجھے تو اس کی دونوں آنکھیں درست معلوم ہوتی تھیں پھر آپ  
نے اس کو کورین اور کانا کیوں کہا۔۔۔۔۔ میں نے اپنے رفیق سفر سے کہا کہ آپ  
کو یاد ہو گا کہ جب آپ نے اس پر آمد ہونے والے مرد بد صورت کو دیکھا تو آپ ڈر گئے  
تھے اور ہمارے واپس آجانے کے کچھ دیر بعد تک آپ کی طبیعت پر ان کی من موہنی صورت  
کے اثرات رہے اور میں نے آپ کو پتہ کئے بغیر آپ پر معوذتیں اور آیت الکرسی پڑھ کر دم  
کیا تھا جب ہمیں جا کر آپ کی طبیعت سنبھلی تھی جب آپ ڈر گئے اور اپنے تو اس کو  
قابو میں نہ رکھ سکے تو آپ ان کے ہمدردی کا جائزہ کیسے لے سکتے تھے اس لئے آپ  
کی رائے کا اعتبار نہیں

علاوہ ان میں آپ کی رائے کا خود اعلیٰ حضرت کے ارشاد سے اختلاف ہے  
میرے ساتھ تھے نے کہا کہ آج تو آپ بڑی عجیب عجیب باتیں کر رہے ہیں۔  
بھلا میری اور اعلیٰ حضرت کی رائے میں اختلاف کیسے پیدا ہو گیا؟ میں نے کہا دوست آپ  
اتنے جلدی پریشان کیوں ہو جایا کرتے ہیں آپ صبر سے کام لیں میں آپ کے سوال کے  
جواب پر سیر حاصل بحث کروں گا اور جو نکتہ آپ نے اٹھایا ہے اس کے تمام گوشوں پر



میرہن معروضات پیش خدمت کروں گا مگر اس سے قبل آپ مجھے تھوڑی سی اجازت عنایت فرمائیں۔ میرا دست یا لوسانہ نظروں سے بچے دیکھ کر کہنے لگا کہ آپ مجھے میرے سوال کا جواب دیں اجازت کا کیا مطلب ہے؟

میں نے عرض کیا اجازت چاہنے سے میری مراد یہ ہے کہ بہت دیر سے ہم احمد رضا اور اس کے ہذیبانی کلام کا تذکرہ کرتے چلے آ رہے ہیں۔ احمد رضا جن کے نبی ہیں ان کو تو لازماً خوشی ہو رہی ہوگی کہ ماشاء اللہ ہمارے نبی اور اس کے ملفوظات کا تذکرہ ہو رہا ہے ان میں کچھ کے لئے تو یہ کلام دہی بڑوں اور بعض کے لئے نورانی حلوے کی سی چاشنی اور لذت ہوگی ان کے لئے ہوا کرے مگر مجھے تو اس کلام سے خوشی ہے اور نہ ہی اس میں لذت ہے بلکہ احمد رضا کا نصاب کے اس طولانی قصہ سے دل پر کچھ زنگ کی آلودگی کا احساس ہونے لگا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس زنگ کو اتارنے کے لئے ایسی ہستی کی کسی بات کا ذکر کروں جن کی باتوں میں لذت و حلاوت اور مٹھاس و شیرینی ہے جو آسمان مکہ پہ چاند بن کر چمکا اور اپنی صنیا پاشیوں سے تمام جہاں کو منور کر دیا جو دل کی اجر طی ہوئی دنیا کے لوگوں میں آیا اور تمام دلوں کو شاد و آباد کر دیا۔ جس نے انسان کو اصول انسانیت سمجھائے اور خدا سے نا آشنا لوگوں کو با خدا بنا دیا جس نے اوٹوں کے چرانے والوں کو پوری کائنات کا رہنما بنا دیا۔

جس نے پتھروں کی مورتیوں کے سامنے عجز و نیاز کرنے والوں کو حجر اسود کو بھی غیر نافع اور غیر ضار کہلوا دیا۔ جس نے بت پرستوں کو خدا پرست بنا کر انہیں کے ہاتھوں بتوں کو توڑوا دیا۔ اس سے میری مراد منشائے تخلیق عالم سرور و جہاں، تاجدار مدینہ، شفیع المذنبین، خاتم النبیین، رحمۃ اللعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہے میں چاہتا ہوں کہ اس گفتگو کے بعد ایک بات میں ذرا خدا کے لاڈ لے اور حبیب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تبرکاً عرض کرتا ہوں اور مناسبت کا استخراج قارئین کی رائے پر چھوڑ دوں ہر آدمی اپنی مرضی سے مناسبت تلاش کرتا پھرے مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا میرا ایک مقصد تو تبرک ہے اور باقی بتائے بغیر قارئین کی رائے پر موقوف! تو سنئے



قیامت کے قریب جو دجال آئے گا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کچھ علامتیں بتلائی ہیں اور ان میں سے ایک علامت یہ بھی بیان فرمائی کہ وہ کورین یعنی کانابوگا الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

ثم اذا انا برجل جعدٍ قَطَطٍ  
اعور العين اليمنى كاخها عنبه  
طافية فسألت من هذا  
فقال هذا المسيح الدجال  
(مسلم شریف جلد ۱ ص ۹۵)

پھر اپنا ناک میں نے ایک آدمی گھنگھریلے  
بالوں والا دیکھا جس کی دائیں آنکھ خراب  
تھی جیسے ابھرا ہوا انگور میں نے پوچھا یہ  
کون ہے تو کہا گیا یہ دجال ہے۔

اس روایت کی تفسیر و تشریح میں نہیں جاتا بس آپ اس حدیث کا ترجمہ ذہن میں رکھیں۔۔۔۔۔ اس کے بعد آپ کے سوال کا جواب دیتا ہوں آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے آپ سے ابھی ابھی یہ کہا تھا کہ آپ کی رائے احمد رضا خان کی رائے سے ٹکڑا رہی ہے۔ چلو میں تو آپ کا ساتھی ہوں آپ میری نہ مانیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا حالانکہ میں نے ان کو دروازے پر کھڑے بغور دیکھا تھا کہ ان کی دائیں آنکھ خراب تھی لیکن عزت مآب اگر خود ہی تسلیم کر لیں تو پھر تو آپ یقین فر لیں گے کہ وہ دہی کانے تھے اور خراب بھی اتفاق سے دائیں ہی آنکھ (خدا یا ہر ایک کو اپنے عذاب سے محفوظ رکھنا اور میں اپنے لئے بھی آپ ہی کی ذات سے آپ ہی کی حفاظت چاہتا ہوں) خدا یا آپ خوب جانتے ہیں کہ میری مراد کسی کو ذلیل کرنا نہیں بلکہ جو لوگ محض لکیر کے فقیر بن کر علمائے دیوبند کو بُرا کہتے ہیں ان کے منہ بند کرنے ہیں اور علمائے ربانین کے مخالفوں کا انجام دکھانا ہے نیز ان یہودہ لوگوں کو یہ بھی بتلانا مقصود ہے کہ عبارات پر کسی کے ایمان کو اپنا مطلب لیکر تو لوگے تو پھر اس سے تو تم اور تمہارے اعلیٰ حضرت بھی نہیں بچتے پھر ان کے بارے کیا خیال ہے (طابق النعل بالنعل مطابقت کلی موجود ہے آئیے ذرا کٹھوڑی دیر کے لئے پھر سے اعلیٰ حضرت کے پاس چلتے ہیں اب تو آپ ٹھیک گئے نہیں کیونکہ میں نے آپ کو اعلیٰ حضرت سے متعارف کرا دیا ہے۔

لیجئے آج تو اعلیٰ حضرت کی ملفوظات کی محفل جمی ہوئی ہے ہم بھی مجمع میں جا کر ایک جانب بیٹھ جاتے ہیں اعلیٰ حضرت انگریز سرکاری اتباع کرنے کے بارے اپنے مریدوں پر بڑا اندر



لگاتے رہے۔ اور علمائے دیوبند کو کافر و مرتد بھی کہتے رہے اور انگریزی فوجوں نے  
خانہ کعبہ پر تو گولی پھلا کر خانہ کعبہ کی بھرتی کی تھی اس کے توازن پر شرعی دلائل پیش کرتے رہے  
ہم بڑے بے قرار تھے اس لئے کہ ہم نے تو کچھ پوچھنا تھا اور پوچھنے کا موقع نہیں مل رہا تھا  
کہ اسی دوران آپ نے یہ فرمانا شروع فرما دیا۔

گرمی کا موسم تھا دن کو اندر کے دالان کے اندر کتاب دیکھتا اور  
لکھتا اٹھائیسواں سال تھا آنکھوں نے اندھیرے کا خیال نہ کیا ایک  
روز شدت گرمی کے باعث دوپہر کو لکھتے لکھتے ہنایا سر پر پانی پڑتے  
ہی معلوم ہوا کہ کوئی چیز دماغ سے داہنی آنکھ میں اتر آئی۔ بائیں  
آنکھ بند کر کے داہنی سے دیکھا تو وسط شے مری میں ایک سیاہ  
حلقہ نظر آیا۔

بیس درکنار تیس برس سے زائد گزر چکے ہیں اور وہ حلقہ ذرہ  
برابر نہ بڑھا (ملفوظات جلد ۱ ص ۲۱۳)

یعنی اعلیٰ حضرت نے ہمارے پوچھے بغیر ہی اپنے اعور کانے) ہونے کا اقرار  
فرمایا۔ آپ ماشاء اللہ صاحب کشف و کرامت تھے معلوم کر لیا کہ دو آدمی آپس میں  
میرے اعور کانے) ہونے پر بحث کرتے ہوئے مجھ سے اس کی تصدیق و تردید کروانے  
آئے ہیں میں کیوں نہ ان کو بغیر پوچھے ہی بتلا دوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ہمیں سوال  
کئے بغیر جواب مل گیا اور ہم واپس آگئے۔ علاوہ ازیں مجدد صاحب نے اپنے اشعار میں  
بھی اپنی آنکھ کی خرابی کا تذکرہ فرمایا ہے جیسا کہ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

کل تو دیدار کا دن اور یہاں آنکھ بیکار ہے کیا ہونا ہے

(مدائق جلد ۱ ص ۵۷)

اب میرے رفیق سفر کا صرف ایک سوال باقی تھا اور وہ تھا اعلیٰ حضرت کے  
بان اور حقے کا مسئلہ تو اس کے لئے میں نے اپنے رفیق سفر سے کہا کہ آجکل اعلیٰ حضرت کے  
کچھ ملفوظ شائع ہو چکے ہیں اور میرے پاس بھی ایک نسخہ ہے میں وہ آپ کو دکھائے دیتا  
ہوں آپ خود ہی پڑھ لیں۔ اس میں آپ کے سوال کا جواب مل جائے گا چنانچہ انہوں



نے پڑھنا شروع کیا جس میں اعلیٰ حضرت نے یوں فرمایا ہے۔

اور بفضل میں (احمد رضا) بھوکا ہی مارتا ہوں (شیطان کو) یہاں  
تک کہ پان کھاتے وقت بسم اللہ اور پھالیاں منہ میں ڈالی تو بسم اللہ  
شریف ہاں حقہ پیتے وقت نہیں پڑھتا (ملفوظات جلد ۲ ص ۹۲-۹۳)

اس سے معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت پان کھاتے اور حقہ کا شوق بھی فرماتے تھے اور حقہ  
پیتے وقت اپنے خصوصی دوست کی معیت کا خاص خیال رکھتے تھے حقہ کی بحث ائمہ  
ایک مستقل عنوان کے ذیل میں آئے گی اس میں قدرے تفصیل سے عرض کروں گا یہاں  
پہ تو اس روایت کو نقل کرنے سے اعلیٰ حضرت کے دوشوق بتلانے مقصود ہیں اور  
وہ آپ کو معلوم ہوئے ہوں یا نہ میرے ساتھی کو بہر حال معلوم ہو گئے ہیں اگر یہ  
بات ذرا طویل ہو گئی ہے مگر میرے لئے اس ذات کا تشخص اور اس کے خدو خال کو ظاہر  
کرنا ضروری تھا جس نے فرشتہ صفت لوگوں کو کافر کہنا اپنے مذہب کا ایک رکن بنایا ہے  
تاکہ لوگوں کو اس فتوے کی اہمیت اس کی شخصیت کی اہمیت سے معلوم ہو جائے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی اعور (کانا) اور شفیع ادکار دی،  
بھی ایک چشم ندارد ہے یہ تمام کانے جمع ہو کر دین المیس کی آبیاری کرنے پر مامور کئے گئے  
ہیں اور دعویٰ ہے کہ ہم جنت کے دروازے پر لٹھ لے کر کھڑے ہو جائیں گے اور دیوبندیوں  
کو قریب بھی نہ آنے دیں گے مگر انہیں معلوم نہیں کہ جنت کا کوئی دار و دروازہ کانا نہ ہوگا  
اور در درخ کا ہو تو کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

بریلویوں میں تو بہت سے اعور (کانے) مجھے معلوم ہیں اور ان کے ذاتی حالات  
کی ناگفتہ بہ کیفیت بھی معلوم ہے یہ کانوں کا ٹولہ علمائے دیوبند کو کافر کہتا ہے اور اس رسم  
کا موجب بھی کانا ہی ہے اس لئے یا تو مخالفت کرنے والے شروع ہی سے کانے ہوتے ہیں یا پھر  
علمائے دیوبند کی مخالفت کی وجہ سے خدا انہیں کانابنا دیتے ہیں۔

ذیل میں کانے مجدد کے چند فتوے ملاحظہ فرمائیں جن میں اس نے علمائے  
دیوبند کو کافر و مرتد کہا ہے۔

۱۔ عرصہ ایک صاحب نے ایک وہابی (دیوبندی) کے جنازے کی نماز پڑھی  
ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے۔



انہیں ایسا بھانتے ہوئے پڑھنا کفر ہے۔ (ملفوظات جلد ۱ ص ۹)  
 فتاویٰ افریقہ میں ایک طویل گفتگو کے بعد اعلیٰ حضرت پر جنوں سوار ہوتا ہے۔ چنانچہ  
 فرماتے ہیں۔

۲۔ مسلمان عورت کے گواہ اگر بد مذہب بھی ہوں مثلاً تفسیلی (شیعہ) جب بھی نکاح میں  
 خلل نہیں ہاں سب گواہ ایسے بد مذہب ہوئے جن کی ضلالت کفر و ارتداد کو  
 پہنچی ہوئی ہے جیسے وہابی، رافضی، دیوبندی، پنجری، غیر مقلد، قادیانی چکرلوی  
 تو البتہ نکاح نہ ہوگا۔

اعلیٰ حضرت کے نزدیک شیعہ اگرچہ بد مذہب ہے مگر بریلویوں کے نکاح ضرور  
 پڑھا سکتا ہے البتہ دیوبندی کسی بریلوی کا نکاح پڑھا دے تو وہ نکاح شرع بریلویہ  
 میں نہ ہو گا بلکہ دیوبندی کے پڑھائے ہوئے نکاح سے مرد کو زانی اور عورت کو زانیہ  
 اور ان سے ہونے والی اولاد کو ولد الحرام کہا جائے گا۔

۳۔ رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے قلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی  
 وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے  
 بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی  
 شبہ نہیں۔ (فتاویٰ افریقہ ص ۱۲۴)

۴۔ حقیقت میں ان سب سے سخت یہ وہابیہ ہیں خدا ان پر لعنت کرے اور ان  
 کو رسوا کرے اور ان کا ٹھکانہ اور مسکن جہنم کرے (فتاویٰ افریقہ ص ۱۲۵)

۵۔ جو انہیں کافر نہ کہے جو ان کا پاس لحاظ کرے جو ان کے استاد یا رشتے  
 یا دوستی کا خیال کرے وہ بھی ان میں سے ہے انہیں کی طرح کافر ہے (فتاویٰ افریقہ ص ۱۲۶)  
 اعلیٰ حضرت کے کلام بے لگام کا خلاصہ یہ ہے کہ دیوبندی مرتداد کافر ہیں ان  
 کے پڑھائے ہوئے نکاح کالعدم ہیں مجدد صاحب کے اس ارشاد سے مندرجہ ذیل نتائج نکل  
 سکتے ہیں۔

۱۔ جن مسلمانوں کے دیوبندیوں نے نکاح پڑھائے وہ نکاح ہی نہیں  
 ۲۔ جن کے نکاح شرعاً نکاح نہ ہوئے تو زوجین کے ازدواجی تعلقات بھی شرعی نہ ہوئے  
 ۳۔ مرد و زن کی حیثیت کجرا در کجری کی سی ہوئی۔



۴ — مرد زانی اور عورت زانیہ ہوتی

ارشاد۔ وہابی، رافضی قادیانی، وغیرہم کفار و مرتدین کے جنازہ کی نماز

۵ — اولاد و ولد الزنا ہوتی۔

۶ — دنیا میں مسلمانوں کی اکثریت حرام زادوں کی ہوتی کیونکہ تمام دنیا میں غلامی دیوبند کشرہم اللہ تعالیٰ کثرت سے پائے جلتے ہیں اور عوام و خواص جیسے دیگر دینی امور میں ان سے رجوع کرتے ہیں۔ اسی طرح نکاح کے سلسلہ میں بھی انہیں حضرات سے رجوع کرتے ہیں اور یہی حضرات نکاح پڑھاتے ہیں اور کراچی میں تو ماشاء اللہ رجسٹرار اور نکاح خواں کثرت سے دیوبندی حضرات ہی ہیں اور بریلوی مکتب فکر عوام کے نکاح بھی وہی پڑھاتے ہیں تو اعلیٰ حضرت کے فتویٰ سے کراچی کی وہ نسل جو دیوبندی کے نکاح پڑھانے کے بعد عالم و جود میں آئی ہے سب کی سب حرامی ٹھہری۔۔۔۔۔ یہ اہل کراچی کی سخت توہین ہے اور میں اہلیان کراچی سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ملت بریلویہ سے اس کا نوٹس لیں۔

۷ — جب مرد زانی اور عورت زانیہ ٹھہرے تو ان پر جو جب شریعت قانون رجم کا احترام ہوگا۔۔۔۔۔ خدا نخواستہ اگر رضانیوں کی حکومت آگئی جیسا کہ آجکل جنرل ضیاء الحق کی پھٹ بطور تبرک کھا کر اسل کو شش میں مصروف ہیں تو غالباً سب سے پہلے حکومت بریلویہ انہیں لوگوں کو رجم کرے گی یا کوڑے مارے گی جن کے نکاح دیوبندیوں نے پڑھائے ہوں گے۔

رکن رابع کی بحث کے آخر میں اعلیٰ حضرت کا ایک فتویٰ اور پیش قدمی ہے بس اسی پر مختصر معروضات پیش کر کے اس بحث کو ختم کر دوں گا۔

عروض۔ اسماعیل دہلوی کو کیسا سمجھنا چاہیے

ارشاد۔ میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے اگر کوئی کافر ہے ہم منع نہ کریں گے اور فوراً کہیں گے نہیں۔ البتہ غلام احمد، سید احمد، خلیل احمد، رشید احمد،

اشرف علی کے کفر میں تو شک کرے وہ خود کافر ہے۔ من شک فی کفر ۵ و

عذابہ فقد کفر (ملفوظات جلد ۱ ص ۳۵۱)

مجدد بدعات نے مولانا اسماعیل شہید کے رد پر مستقل ایک کتاب ”الکوکب



الشکھابیہ علی کفریات ابی الوہابیہ“ لکھی ہے جس میں متعدد دہوہ سے مولانا اسماعیل شہیدؒ کو کافر ثابت کیا ہے مگر ملفوظ میں پتہ نہیں کیوں نرمی برت گئے اس کی تفصیل آئندہ اوراق میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

اس لئے میں یہاں یہ اتنا اشارہ ہی کافی سمجھتے ہوئے اعلیٰ حضرت کے کلام کا تسلسل توڑے بغیر عرض کرتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت مولانا شہیدؒ کے ذکر کے بعد اپنے رفیق کار کا ذکر فرماتے ہیں اور ان کو کافر اس لئے کہتے ہیں کہ انہوں نے اعلیٰ حضرت پر ایک زیادتی کی تھی وہ یوں کہ ان دونوں بزرگوں کو انگریز نے ایک دفعہ بلایا اور کہا کہ دیکھئے آپ دونوں ہی میرے نزدیک قابل احترام اور لائق صمد تکریم ہیں اور میں آپ دونوں حضرات سے بڑی عقیدت رکھتا ہوں اور جب کبھی میں محسوس کیا کہ آپ دونوں حضرات کو مالی امداد و نصرت کی ضرورت ہے تو میں نے برطانوی خزانوں کے دہانے آپ پر کھول دینے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ آپ بھی مجھے اور میری حکومت کو تحسین کی نظروں سے دیکھتے ہیں جیسا کہ مولانا احمد رضا صاحب آپ نے "اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام" نامی کتاب لکھ کر ہم پر احسان عظیم فرمایا ہے اور غلام احمد صاحب آپ نے بھی جہاد کو منسوخ قرار دے کر اگرچہ مولانا احمد رضا خان صاحب جتنا عظیم کا نام تو انجام نہیں دیا مگر اتنی بات بھی ہمارے استحکام کے لئے بہت بڑا سہارا ہے۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود لوگ ہمارے مخالف ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب اسلام میں آپ جیسے بدیسی اور غیر اسلامی لوگوں کی اطاعت اختیار کرنیکی اجازت نہیں ہے آپ دونوں بزرگ سوچیں کہ ان لوگوں کا کیا علاج ہے اور ان کی گردنوں میں طوق فرمانبرداری اور پاؤں میں ہماری اطاعت کی زنجیریں کیسی ڈالی جاسکتی ہیں۔ ان دونوں رفیع الدرجہ عظیم البرکتہ انسان نما ابلیسوں نے کہا کہ سرکار ہم خود بھی جب اس مسئلہ کے اس پہلو پر غور و فکر کرتے ہیں تو آپ سے بھی زیادہ زبوں حالی اور پڑمردگی کا شکار ہو جاتے ہیں اور اس کا کوئی حل آج تک تلاش نہ کر پائے۔ اگر آپ کے ذہن میں اس کا کوئی حل ہو

اور اس کا تعلق ہماری ذات سے ہو تو ہم بدل دہان تعمیل و امتثال کے لئے حاضر ہیں۔ انگریز سرکار نے کہا کہ اس کا حل تو ہمارے پاس موجود ہے مگر اس کو بروئے کار لانے



میں آپ آمادہ نہ ہو سکیں گے اس گفتگو میں چونکہ متکلم کے فرائض احمد رضا خاں انجام دے رہے تھے اس لئے آپ نے فی البدیہ فرمایا کہ ایسی کوئی بات نہیں آپ ہم دونوں پر اعتماد کریں اور جو کچھ بھی آپ کے ذہن میں تجویز ہے اشاد فرمائیں ہم بلا توقف عمل کرنے کے لئے تیار ہیں چنانچہ انگریز نے اپنی تجویز کی تفصیل اس طرح شروع کی۔

۱۔ ہندوستان میں اہل علم کا ایک ایسا طبقہ موجود ہے جس کی دینی اور اسلامی بالا دستی کو عوام تسلیم کرتے ہیں اور جس بات پر ان کی ہر تصدیق ثبت نہ ہو عوام اسے مسترد کر دیتے ہیں اور مولانا صاحب آپ کو یاد ہو گا کہ جب ہم ترکوں سے برسرِ پیکار تھے اور ہمیں افرادی قوت میں اضافہ کرنے کے لئے فوج میں مسلمانوں کی ضرورت تھی اس وقت لوگوں نے ہماری فوج میں بھرتی ہونے کو اس لئے ناجائز کہا تھا کہ انہیں ترکوں کے خلاف لڑنا پڑے گا جو مسلمان ہیں۔ آپ نے اس وقت ترکوں کے خلاف متعدد فتوے شائع کئے تھے مگر لوگوں نے آپ کے فتوؤں پر کوئی توجہ نہ دی تھی بس یہ کہ آپ نے قادی افریقہ ص ۳۲ پر ترکوں کو جاہل تک بھی کہا مگر دارالعلوم دیوبند کے علماء کی آپ کو تائید حاصل نہ تھی اس لئے آپ کے تمام فتوے ہوا میں تیر پھینکنے کے برابر رہے۔

اس لئے سب سے پہلا کام تو یہ ہونا چاہیئے کہ دیوبند مکتب فکر سے متعلق تمام لوگوں کو کافر کہا جائے تاکہ لوگ ان سے نفرت کرنے لگیں اور اس کی صورت یوں ہوئی چاہیئے کہ عبدالوہاب نجدی مسلمانوں میں عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً بدنام ہے۔ اس کے پیروکار ”دہانی“ سے مشہور ہیں بس ان دیوبندی علماء کو دہانی اور نجدی مشہور کر دو۔

۲۔ مسلمانوں کا جو تعلق اپنے خدا اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے فرمودات سے مستحکم اور مضبوط ہے اس تعلق کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور تجدید و احیائے دین کی آڑ میں ختم کر کے ایک جدید مذہب کی اساس قائم کرو اور لوگوں کی دلچسپی کے لئے برائے نام اس پر لیبل اسلام ہی کا چڑھائے رکھو۔

۳۔ جب ان دو مذکورہ فارمولوں میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کر چکو تو تیسرے



نمبر پر پھر آپ سے ایک کو نبوت کا دعویٰ کرنا ہو گا اور اس نبوت کی تمام تر ہمدردیاں  
برطانوی سرکار سے وابستہ ہوں گی۔۔۔ یہ دونوں گرد گھنٹاں تمام ہدایات حاصل

کر کے اپنے اپنے گھروں میں واپس آکر اس پر دگرام کی منصوبہ بندی میں مصروف  
ہو جاتے ہیں مگر دونوں کے کام سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے بعد انہوں نے جس  
طرح کام کیا اس میں جذبہ مسابقت کا رزما ہو گیا تھا۔

انگریز نے تو دو گھوڑے دوڑا دیئے تھے ان میں سے جو بھی آگے بڑھے گا۔  
انگریز اس کی لگام تھام کر اسے اپنے اصطبل کا سب سے بہترین گھوڑا قرار دے کر  
انك لمن المقربين کا تمغہ خدمت عطا کر دے گا۔

چنانچہ احمد رضا نے آتے ہی اپنی تمام تر صلاحیتوں کو علمائے دیوبند کی تکفیر  
پر صرف کر دیا اور ان درویشوں، قلندر روں، فرشتہ صفت انسانوں اور دربارِ خداوندی  
کے مقربین و برگزیدہ لوگوں کے خلاف اتنا لکھا کہ ابلیس بھی اپنی اس نادر الوقوع  
ترجمانی پر بیخ اپنے تمام لشکر کے فرط مسرت سے اعلیٰ حضرت کا یہ شعر پڑھ پڑھنا چنے لگا۔

تو نے تو کر دیا طبیب آتش سینہ کا علاج  
(ہدائقِ جلد ص ۷۲)  
آج کے دُورِ آہ میں بوئے کباب آئی کیوں

اس کے بعد فارمولا نمبر ۲ پر اعلیٰ حضرت نے اس طرح عمل کیا کہ دین اسلام  
کی سرے سے تعبیر ہی بدل ڈالی اور خداوند کریم کی ذات ستودہ صفات کے جملہ  
اختیارات کو نور بانوں کا سوت سمجھ کر غیر اللہ میں بانٹ دیا اور خداوند کریم کو العیاذ  
باللہ بے اختیار و بے بس بنا کر عرش پر بٹھا دیا جو تصور خدا کی ذات کے بارے میں تو اتر  
سے چلا آ رہا تھا اس تصور کو لوگوں کے اذہان سے محو کرنے کی انتھک کوشش کی  
اگر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا براہ راست انکار کرتے تو لوگ اس تصور کو پائے  
حقارت سے ٹھکرا دیتے اور یہ اعلیٰ حضرت کی کوئی حسنِ کارگردگی نہ ہوتی چنانچہ خدا اور اس  
کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کو لوگوں کے ذہنوں کے گوشوں سے نکلنے کے  
لئے کبھی تو خدا اور رسول دونوں کو ایک بنا کر دکھایا اور کبھی کہا کہ جو آسمان پر ہے یہ وہی  
ہے جو زمین پر ہے جو زمین پر ہے وہی ہے جو آسمان پر ہے اور کبھی کہا کہ مجھے معلوم ہی نہیں کہ خدا



کون ہے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہے۔

چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ معراج کی رات دراصل فدا۔ فدا سے ملنے گیا تھا

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر

اسی کے جلوے اسی سے ملنے اس سے اس کی طرف گئے تھے

(ہدائق ہلدا ص ۱۱۴)

یہ ایک عانی آدمی کے ذہن میں پہلا دوسرا اور دہم ہے کہ وہ یہاں آکر ہے یہ سوچنے لگے کہ میں فدا کسے کہوں؟ آگے چلئے اس سے بھی ترقی کرتے ہوئے اٹھار

فدا کہتے نہیں بنتی ہدا کہتے نہیں بنتی

فدا پر تم کو چھوڑا ہے وہی جانے کیا تم ہو

(ہدائق بخشش ہلدا ص ۱۱۵)

اس شعر میں تو واضح طور پر اقرار ہے کہ تم فدا بھی ہو اور فدا سے ہدا بھی ہو

اور پھر اس پر حیرانگی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں اب تک صحیح نتیجہ تک نہیں پہنچ سکا کہ آپ کو کیا کہوں؟

یہاں اعلیٰ حضرت اور اس کی ذریت کا مقصد یہ ہے کہ اپنے کلام کے قاری

کو فدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے بارے شکوک و شبہات کے

دور سے پر کھڑا کر کے صحیح منزل کے تعین میں اس کی ذہنی صلاحیتوں کو مفلوج کر دیا

جائے تاکہ وہ پریشان ہو کر دونوں کے وجود وہی سے انکار کر دے۔

یہ اشعار امت بریلویہ کی وادی تبہہ ہیں کہ یہ وہ ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ وادی

تبہہ تک اپنی امت کو گھیسٹ کر لانے کے بعد اچانک ایک نئے روپ میں ان کے

سامنے نمودار ہو کر اپنی امت کو فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی پیشانیوں کے بل دیکھ

کر اندازہ کر لیا ہے کہ آپ فدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کے بارے

میں پریشان ہیں تو میں آپ کو ابھی اس پریشانی سے نکال دیتا ہوں اور وہ اس طرح

کہ تم اس پکڑ میں پڑ رہی نہ بلکہ ان دونوں ہستیوں کے ہم پلہ ایک تیسری ذات کی

نشاندہی کرتا ہوں اس کے در پر ہم سب کو جا کر اپنی تمام مرادوں کا اظہار کرنا چاہیے



اور اسی طرح تمام مشکلات کا حل بھی انہیں سے تلاش کرنا چاہیئے اور وہ ذات ہے محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی بس اب اسی دروازے سے سب کچھ لینا ہے کیونکہ خدا اور رسولؐ سب کچھ دے کر ریاضہ ہو گئے ہیں اور نیز خدا اور رسولؐ کو سمجھنا بھی داستان الف لیلیٰ ہے ادھر کیوں، باکر پریشان ہوں جو کچھ دیاں تھا وہ اب یہاں پر موجود ہے بنا بریں ادھر جانے کی ضرورت ہی نہیں۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت اپنے مفہوم کلام میں اس مفہوم کو یوں ادا فرماتے ہیں۔  
احمد سے احمد اور احمد سے محمد کو کن اور سب کن مکن حاصل ہے یا غوث  
حدائق جلد ۲ ص ۹

اس شعر میں خدا کے اختیارات کو بانٹتے بانٹتے بالآخر اختیارات کلمہ گز شیخ عبدالقادرؒ کی ذات کو قرار دیا ہے ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔  
تیری جاگیر میں ہے شرق و غرب قلم و میں حرم حاصل ہے یا غوث  
(حدائق جلد ۲ ص ۸)

یہاں شرق و غرب اور حرم کعبہ اور حل سب کو آپ کے زیر تصرف مان کر خداوند سے نفرت کا بیج بویا ہے۔

ایک اور جگہ شیخ صاحبؒ کو یوں اختیارات ملتے ہیں۔  
فیوض عالم امی سے تجھ پر عیاں ماضی و مستقبل ہے یا غوث  
حدائق جلد ۲ ص ۸

امی سے مراد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یعنی اے شیخ عبدالقادرؒ تجھ پر بواسطہ فیض امی ماضی و مستقبل کی تمام تفصیل واضح ہے اور تو سب پر جانا ہے۔  
اعلیٰ حضرت حال کو چھوڑ گئے ہیں غائب الہال میں تو خود جناب کی ذات بھی موجود تھی احوال کے احوال سے آگاہی بھی شیخ عبدالقادرؒ کو تنہا میں کرتے ہیں تو پھر اپنی پیر یا خدائی رہتی تھی اس لئے حال کی معلومات کو اپنے پاس رہنے دیا گویا کہ وہ غوث پاک کے حوالے نہیں۔

اور یا پھر اعلیٰ حضرت نے حال کے ذکر کو اس لئے گول کر دیا ہو کہ حال میں تو



عزت مآب خود موجود ہیں اور اپنے کرتوتوں اور سیمہ کاریوں کی تفصیل سے وہ خوب واقف ہیں اگر ان بد اعمالیوں سے عبدالقادر واقف ہوتے ہیں تو ان کے دل میں اعلیٰ حضرت کی جانب سے کدورت و نفرت کا پیدا ہونا لازمی تھا اس لئے شیخ عبدالقادر کے لئے زمانوں کے علم کو جب تفویض کرنے لگے تو اس میں زمانہ ہال کو چھوڑ دیا کیوں کہ زمانوں کے احوال کی تفویض کا عقیدہ کوئی سمادی عقیدہ تو تھا نہیں تھی تو یہ اعلیٰ حضرت کی اختراع؟ تو انہوں نے اپنی اختراع میں دو زمانوں کے حالات کو غوث پاکؒ کے سپرد کر دیا اور جس زمانے میں خود موجود ہیں اس کے متعلق بوجہ مذکور سکوت فرمایا۔

اللہ اور رسولؐ کے دروازے سے ہٹا کر اپنی امت کو نیک نیتی سے تو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے دروازے پر لائے نہیں عرض تو امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف تحیہ کو نفر کی مار ماری ہے جب ادھر سے ادھر لائے تو اب ادھر دالے کو کچھ مانوق الفطرت بیان کرتے ہیں کہ لوگ یہاں آکر بھی پریشان ہو جائیں اور یوں کہیں کہ ہم تو کسی کو بھی نہیں مانتے اور اعلیٰ حضرت اپنی اس رپورٹ کو انگریز سرکار کی خدمت میں پیش کر کے تیسرے فارمولے پر عمل شروع کرنے کی اجازت لیں۔

اب ذرا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں بھی بریلوی ملت کے تصورات واہیہ کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرماتے چلیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ان خیالات کی اشاعت سے دین اسلام سے تنفییر مراد ہے یا ترغیب؟

بریلوی مذہب میں اللہ تعالیٰ غوث اعظم کا وظیفہ پڑھتے ہیں

علامہ صاحب ایک جگہ فرماتے ہیں ۷

ملک مشغول ہیں اُس کی شنائیں  
ہدائق جلد ۲ ص ۶  
وہ تیرا ذکر و شاغل ہے یا غوث

یعنی فرشتے اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ غوثؒ کے ذکر میں لگے رہتے ہیں۔ بتائیے یہ کتنا بڑا کفر ہے تمام امت کا عقیدہ ہے کہ



جملہ کائنات خداوند کریم کا ذکر کرتی ہے اور اسی کے ذکر سے دلوں کو جلا ملتی ہے وہ کیوں کسی کا وظیفہ پڑھے مگر ایک اعلیٰ حضرت ہیں جو فرما رہے ہیں کہ یہ تصور غلط ہے بلکہ یہ بات فرسودہ ہو گئی ہے پہلے لوگ اللہ کے ذکر و عبادت سے اپنی اخروی زندگی کے تحفظ کے سامان فراہم کرتے تھے مگر اب قانون بدل گیا ہے اب اللہ تعالیٰ شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی عبادت کر کے اپنی خدائی کے پچانے کا حیلہ ڈھونڈتے ہیں۔

## عبد القادر کی نہر سے سات سمندر

دہیں سے ابلے ہیں ساتوں سمندر  
جو تیری نہر کا ساحل ہے یا غوث  
عدائق ہلد ۲ ص ۷

یعنی غوثؒ کی ایک نہر ہے اور اس کے کنارے سے سات سمندر نکل رہے ہیں۔ اس شعر پر توداد دئے بغیر نہیں رہا جاتا پہلے تو ہم یہی سنتے اور پڑھتے آئے ہیں کہ سمندر بڑا ہوتا ہے اور سمندر سے دریا اور دریا سے نہریں نکلتی ہیں مگر بریلوی مزاج کی تنصیب ہی شاید الٹی ہے یہ کہہ رہے ہیں کہ غوث پاکؒ کی ایک نہر کے کنارے سے سات سمندر نکلتے ہیں اسے کون عقلمند تسلیم کرے گا اور میں فرزند ان ملت بریلویہ سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ حضرات اس شعر کا مطلب بتلا سکتے ہیں یا اسے ایک پاگل کی حالت سکر کی گفتگو کہیں گے۔ مگر میرے نزدیک یہ سب کچھ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کیا گیا ہے جسے میں تھوڑی دیر پہلے بیان کر چکا ہوں۔

## شیخ عبد القادرؒ سے جو مانگو وہی ملے گا

تمام مسلم امت کا عقیدہ ہے کہ خداوند کریم میں یہ قدرت ہے کہ اس سے جو مانگو وہ دیتا ہے اور قرآن کریم بھی اس پر شاہد ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے

اذا سئلك عبادي عني فاني  
قريب اجيب دعوة الداع  
اذا دعان

جب آپ سے میرے بندے میرے بارے  
پوچھیں تو آپ ان سے فرمادیں کہ میں قریب  
ہوں اور پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں۔



مگر بریلویوں کے نبی نے اس قرآنی اور اسلامی عقیدہ کے مقابلہ میں ایک  
دوسرا عقیدہ گھڑا اور کہا ہے  
کہا تو نے کہ جو مانگو ملے گا

رضا تجھ سے تیرا سائل ہے یا غوث  
حدائق جلد ۲ صفحہ ۷

یعنی عبدالقادرؒ آپ نے فرمایا کہ جو مجھ سے مانگو میں وہی دوں گا اس لئے  
میں تجھ سے بھی کو مانگتا ہوں۔۔۔۔۔ یہاں بھی اعلیٰ حضرت خیانت کر گئے ہیں،  
شیخ حبیلانیؒ نے کہیں ایسا نہیں فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں قرآن کریم  
میں بار بار فرمایا ہے کیا امت بریلویہ اپنے نبی کے اس جھوٹ کو درست کر سکتی ہے۔  
ہر چیز تو خدا کے پاس ہے اور وہی ہر ایک کو اپنی مصلحت اور سائل کی مناسبت  
اور ضرورت کے مطابق عطا فرماتے ہیں کیا اعلیٰ حضرت نے شیخ صاحبؒ کو خدا  
بنانے کی کوشش نہیں کی؟

مگر ابھی کیا آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

**بریلوی عقیدہ کہ تمام کائنات پر شیخ کا تصرف ہے**

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر خداوند کریم کی ذات ہے اور وہ  
ہر جگہ موجود ہے۔ مگر بریلویوں کے نبی کی سینے وہ فرماتے ہیں کہ یہ خیال بھی غلط ہے  
بلکہ ہر جگہ تو شیخ عبدالقادر حبیلانیؒ ہیں اور ان کی کائنات عالم کے ہر حصہ پر محفل  
جہی ہوئی ہے فرماتے ہیں ۷

عجم کیسا عرب حل کیا نرم میں      تجی ہر جا تیری محفل ہے یا غوث  
(حدائق جلد ۲ صفحہ ۷)

**شیخ عبدالقادرؒ دُلہا**

احمد رضا خان صاحب جب موج میں آتے ہیں تو شیخ عبدالقادرؒ کو فدائی  
مسند پر بٹھا دیتے ہیں اور خدا کی جبروت و سطوت کا ذرا بھی خیال نہیں کرتے اور جنونی



سر مستیوں میں مستغرق ہوتے ہیں تو انہیں دولہا بنا دیتے ہیں جیسا کہ ایک جگہ فرماتے ہیں :-

تو ہے نوشا براتی ہے یہ سارا گلزار

لائی ہے فصل سمن گوندھ کے سہرا تیرا

(ہدائق جلد ۲ ص ۷)

بریلوی اگر اجازت دیں تو ان کے نبی سے ایک سوال کر لوں کہ حضرت جی دولہا تو بڑے پیر ہوئے اور براتی تمام کائنات اور سہرا فصل بہار لائی جس کا علم آپ ہی کو ہو گا کہ وہ کن کن پھولوں یا پتیوں سے ترتیب دیا گیا ہو گا مگر دلہن کو بتانے میں آپ کیوں شرمائے؟ یہ بھی بتا دیتے تو آج آپ کی امت کو الجھن نہ ہوتی غالباً دلہن آپ ہوں گے اور عام طور پر دلہنیں شرمیلی ہوتی ہیں تو آپ نے شرم کے مارے اپنا ذکر نہیں کیا۔ ہاں یہ بات تو آپ بالکل بھول ہی گئے کہ نکاح کس نے پڑھایا وہ شاید کوئی برہمن ہو گا؟

اس شرمیلی دلہن کا نکاح کسی برہمن نے پڑھایا ہو گا اس لئے زندگی بھر یہ فتور دیتے رہے کہ ”نکاح نام ہے ایجاب و قبول کا چاہے برہمن پڑھا دے۔“

لو اعلیٰ حضرت کی طبیعت پھر گہڑنے لگی خدا خیر کرے اب کچھ کہنے لگے ہیں۔ بتہ نہیں اس جنونی حالت میں پھر کیا کہتے ہیں۔ اب میدان محشر میں جاتے ہیں جہاں خداوند کریم حساب و کتاب کے عرش پر جلوہ فگن ہیں اور احمد رضا کہہ رہے ہیں کہ یہ تو میرے دولہا شیخ عبدالقادرؒ ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

گردنیں جھک گئیں سرتجھ گئے دل ٹوٹ گئے

کشف ساق کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

ہدائق جلد ۱ ص ۷

قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ پہلے تو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خوب چکر دیئے اور جب اپنی امت کو خوب چکرا دیا تو یہ کہا کہ یہ بات میری سمجھ سے بھی بالا ہے اس لئے خدا اور رسول کو چھوڑ دیا کیا خدا بناتے ہیں جب نیا خدا جویر کر لیا تو پھر اس کے بارے میں متضاد باتیں کر کے قوم کو پھر میں ڈالنے کے لئے ہر



حرب استعمال کیا تاکہ قوم ان سے بھی منتفر ہو کر سرے سے اسلام ہی سے انکار کر دے اور میں اپنے یونٹ بنا کر اگلا قدم اٹھانے کی اجازت حاصل کروں۔ آپ انگریز سرکار کے دربار میں حاضری کے لئے اڑان کرنے ہی والے تھے کہ یکایک دھماکہ ہوتا ہے جس سے کل کائنات لرز جاتی ہے اور خان صاحب اس دھماکے کی آواز سن کر قصر رضائیت سے باہر تشریف کر لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ یہ دھماکہ کیسا تھا لوگ کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کر دیا ہے اور یہ دھماکہ ان کا اعلان نبوت ہے یہ بات سنیے ہی اعلیٰ حضرت پر اوس پڑ جاتی ہے اور اپنے خوابوں کی تعبیر سے یابوس ہو جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود انگریز سرکار نے تسلی دی کہ اگرچہ آپ نے تیسرے فارمولے کے عمل درآمد میں غیر معمولی تاخیر کر کے اچھا نہیں کیا لیکن اس کے باوجود آپ کو گھبرانا نہیں چاہیئے۔ ہماری ہمدردیاں حسب سابق آپ کے ساتھ رہیں گی مگر اس شرط پر کہ آپ اپنی سابقہ روش کو تبدیل نہیں کریں گے اگرچہ اس کے بعد بانہیں کے تعلقات میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں آیا مگر اعلیٰ حضرت کی طبیعت کی وہ سلفتہ حال نہ رہی اور آپ کے کلام سے انگریز سرکار سے کہیں کہیں میٹھا سا شکوہ بھی مترشح ہوتا ہے جیسا کہ آپ انگریز سرکار سے ایک جگہ درخواست کرتے ہیں۔

اب تو نہ روک اے غنی عادت سگ بگڑ گئی      ہدائق جلد ۱ ص ۱۴۷  
میرے کریم پہلے ہی لقمہ تر کھلائے کیوں

غالباً انگریز نے تنگی دامن کا بہانہ کر کے عطا و نوال کی پہلی مقدار میں تعلقات کی بحالی کے ساتھ کچھ تخفیف کر دی ہوگی اور حضرت صاحب نے ان سے درخواست کی کہ اپنے کتے کی عادتیں تو آپ نے پہلے تر لقمے کھلا کھلا کر بگاڑ دی ہیں اب میں اس مقدار پر کیسے گذر بسر کر سکتا ہوں۔

ایک جگہ انگریز سے محبت کرنے پر کف حسرت ملتے ہیں اور دل شکستگی کی حالت

میں کہتے ہیں۔

دل ہمیں تم سے لگانا ہی نہ تھا

اب سفر بار ہے کیا ہونا ہے      ہدائق جلد ۱ ص ۱۴۸



اتنی طویل گفتگو میں نے اس بات پر بطور دلیل کے کی ہے کہ اعلیٰ حضرت نے علمائے دیوبند پر فتویٰ کفر صادر فرماتے وقت غلام احمد کو تو اس کی اس زیادتی کی وجہ سے کافر کہا ہے کہ دعویٰ نبوت میں نے کرنا تھا اور کر لیا تو نے!

بس وہ تو کفر کی زد میں اس لئے آگیا ورنہ یہ دونوں ہی ایک تاش کے دوپتے تھے۔ غلام احمد کو کافر کہنے کے بعد علمائے دیوبند رحمہم اللہ کے نام لے کر ان کو کافر کہا اور اس پر طرہ یہ کہ جو ان کو کافر نہ کہے اس کو بھی کافر کہا!

انگریز اس وقت کا سب سے بڑا کافر تھا اس کو کیوں نہ کافر کہا اس کو کافر کیوں کہتے وہ تو حضرت کامرہبی تھا۔ محسن تھا باپ سے بھی زیادہ قابل احترام تھا اور اس کے مخالفوں کو کافر کہا بدنام کیا اور اتنا سبقت کافر کہا اور فتویٰ دیا کہ ان کے اس فتوے کی زد میں آکر خود ان کا باپ بھی کافر ہو گیا۔ اعلیٰ حضرت اکابر علمائے دیوبند کے نام لے کر کافر کہہ رہے ہیں اور پھر جو ان کے کفر میں شک و شبہ بھی کرے اسے بھی کافر و مرتد قرار دے ہیں۔

بریلویوں کے اعلیٰ حضرت کے اس فتویٰ سے جیسے سوائے چند احمقوں کے باقی تمام دنیا کفر کی زد میں آتی ہے اسی طرح

بریلویوں کے اعلیٰ حضرت خود بھی کافر ہی نہیں بلکہ کافر کے بیٹے ہو گئے

بڑے صحیح العقیدہ بزرگوں میں شمار کئے جاتے ہیں آپ کی دو کتابیں مشہور ہیں۔

۱۔ تحفۃ المقلدین - ۲۔ بدایۃ البریۃ۔ چنانچہ مولانا نقی علی صاحب مولانا

رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے بارے میں

لکھتے ہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب

نانوتوی علمائے دین اور مؤمنین صادقین میں سے ہیں۔

(تخلیصاً تحفۃ المقلدین ص ۱۵ مطبوعہ صبح صادق پریس سیتاپور)

بریلوی مذہب کے پرچار کو اپنے اعلیٰ حضرت کی امداد کروا کر ان پر کچھ رحم

کر دیکھو وہ خود اپنے ہی پچھلے ہوئے کفر کے حال یا کفر کی متعفن دلدل میں کس







کھڑے۔ (علمائے دیوبند کا تعارف ص ۱۱)

معلوم ہوتا ہے کہ نظامی صاحب کو خون کے آنسو بہانے آتے ہیں۔  
اور اوکاڑوی صاحب سے نتیجہ اچھا نکلتا ہے۔ ذرا آنسو بہائیے اور نتیجہ  
نکالنے اعلیٰ حضرت کی عبارت اور ان کے والد محترم کے ارشاد کا۔  
اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ

رشید احمد۔۔۔۔۔ من شك في كفره وعذابه

فقد كفر

اور مولانا نقی علی فرماتے ہیں

مولوی محمد قاسم اور مولوی رشید احمد مومنین صادقین ہیں۔  
نظامی صاحب آپ تو ردئیں اور وہ بھی خون کے آنسو!  
اوکاڑوی صاحب آپ نتیجہ نکالیں۔

اور اگر نتیجہ نکالتے وقت آپ کو شرم آرہی ہو یا آپ کو درد ہوتا  
ہو تو پھر میں مدد کئے دیتا ہوں۔  
کافر قلم پاسے۔

نتیجہ اول۔ مولوی احمد رضا کے فتوے کی رد سے مولوی نقی علی صاحب  
نتیجہ ثانی۔ احمد رضا کافر کا بیٹا ہوا۔

اگر کافر بنانے کا یہ طریقہ آپ کو پسند ہے تو پھر میں آپ اور آپ کے  
تمام بزرگوں کو کافر ثابت کر سکتا ہوں مگر یہ طریقہ آپ جیسے کوڑمغز اور کوربین  
بد بخت اور اسلام سے نا آشنا احمق تو اپنا سکتا ہے۔

اہل خرد اور صاحب بصیرت کو یہ بات زیب نہیں دیتی اس لئے کہ  
مسائل غیر منصوصہ کا توقف حالات و واقعات پر ہوتا ہے مفتی کے سامنے  
جس طرح کے حالات ہوں گے وہ انہیں کی روشنی میں فتویٰ دے گا اور اگر  
کسی وقت حالات کی نوعیت بدل جائے گی تو مسئلے کی صورت بھی بدل جائے  
گی۔

اور اس کے علاوہ اقوال میں رائج و مزجوح ناسخ و منسوخ کی صورتیں  
بھی ہوتی ہیں اگر ان تمام امور کو ملحوظ نہ رکھا جائے اور آپ کی طرح ایک ہی چشم



ے دیکھا جائے تو پھر آپ کے کفر کے فتویٰ سے دنیا کی کوئی شخصیت بھی محفوظ

ن رہ سکتی اس لئے مانتا پڑے گا کہ آپ کی سوچ کا رخ غلط ہے اور میرا انداز  
 رطرنہ تحریر صرف بھونکنے والے کتے کے منہ پر پتھر مارنے کے مترادف ہے اور خون  
 کے آنسو درد نے والے کو بتانا ہے کہ تو ہمارے اکابرین پر بیکار ہیں کیوں آنسو  
 صنائع کر رہا ہے جا اپنے گھر میں بیٹھ کر اپنے مقدر پر یا احمد رضا کی فقدان عقل  
 پر آنسو بہا ہمارے ساتھ تو تیرا خیر خواہانہ یا کسی بھی طرح کا کوئی اسلامی تعلق  
 وابستہ نہیں جن سے تعلق ہے ان کی حماقت پر فحالت کے آنسو بہانا قرین  
 قیاس اور مناسب احوال ہیں۔ آنسو بہائیے اور خوب بہائیے ہمیں کوئی

اعتراض نہ ہو گا۔ بریلوی مذہب کا پانچواں رکن

طوائف و رند یوں کا مال اور شیرینی  
 خوب دل کھول کر کھاؤ اور ان سے تعلقات  
 وابستہ رکھو

اس رکن کی وضاحت کے لئے ادلاً آپ کو بریلوی مذہب کے بانی اور  
 مؤسس کے عورتوں کی طرف طبعی میلان کو جاننا چاہیئے۔  
 چنانچہ یہ بات خود بریلویوں کو تسلیم ہے کہ احمد رضا خان صاحب عاشق مزاج  
 یا عشق باز تھے اور اسی عشق بازی کی لت کی وجہ سے وہ عورتوں کے ذکر و اذکار سے  
 لطف اندوز ہوتے رہتے تھے۔

آپ نے حدائق بخشش جلد ۳ ص ۳ پر حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ و  
 طاہرہ کے بارے میں چند توہین آمیز اشعار کہہ کر اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے اپنی دشمنی و عداوت کا مذہبی فریضہ ادا کیا ہے۔ صاف اور ایمانداری کی بات  
 تو یہ ہونی چاہیئے تھی کہ تمام بریلوی احمد رضا کے اس کفر کی تردید کرتے اور تادیلات  
 کے بجائے اس کفر پر احمد رضا سے بیزاری کا اظہار کرتے مگر بجائے برأت اور



بیزاری کے انہوں نے کیا یہ کہ  
بعضوں نے حصہ سوئم کا سرے سے انکار کر دیا کہ یہ اعلیٰ حضرت کی تصنیف ہی نہیں  
اور

بعضوں نے انکار تو نہیں کیا بلکہ مسلسل ۳۳ برس تک اسے چھپواتے رہے اور جب  
اہل حق کی نظروں سے احمد رضا کے وہ کفریہ اشعار گزرے اور ان کے مضامین  
غیبیہ پر نکیر و تنقید کی گئی تو اس کے بعد جو ہدائق بخشش چھپ کر سامنے آئی اس  
میں حصہ سوئم کو بلا کسی وجہ بتائے غائب کر دیا گیا اور

بعضوں نے حصہ سوئم کا اقرار تو کیا مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی توہین میں جو  
اشعار کہے گئے تھے ان کے بارے میں تاویل یہ کی کہ یہ اشعار دراصل عرب کی گیارہ  
نوبیا بتا دلہنوں کے بارے میں اعلیٰ حضرت نے اپنی افتاد طبع کے پیش نظر کہے تھے  
کیونکہ اعلیٰ حضرت کو جہاں کوئی خوبصورت عورت نظر پڑی وہیں تڑپ گئے اور اپنی  
عشق باز طبع کے ہاتھوں مجبور ہو کر حسن کے دریا کی موجوں سے اٹھ کھیلیاں کھیلنے  
لگے چنانچہ بریلویوں کے مفتی اعظم مظہر اللہ دہلوی لکھتے ہیں کہ

اور ہو سکتا ہے کہ فاضل موصوف کی جلیلی طبیعت سے ان عورتوں کے حق میں یہ  
کلام صادر ہوا ہو۔ (فتاویٰ مظہری ص ۳۹۲)

مفتی مظہر اللہ کی اس تصریح و تاویل سے معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت عورتوں  
کی طرف بہت زیادہ میلان رکھتے تھے اور اسی میلان کی وجہ سے عرب کی گیارہ  
دلہنوں کے حسن کے آئینے سے ہدائق بخشش جلد ۲ ص ۳ پر کھیلے ہوئے نظر آتے  
ہیں۔ اگرچہ مفتی مظہر اللہ کی ہدائق بخشش کے ص ۳ پر مندرجہ اشعار کے بارے میں  
اس تاویل سے مجھے اتفاق نہیں لیکن مفتی صاحب کی احمد رضا کی جلیلی طبیعت  
کو تسلیم کر لینے سے انکار بھی نہیں اور میں نے مفتی صاحب کی عبارت کو اپنے اسی  
مدعا کے ثبوت کے لئے بطور دلیل پیش کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت بہت زیادہ عشق باز  
ہونے کی وجہ سے عورتوں کے ذکر سے چھڑ چھاڑ کو اپنا طرہ امتیاز سمجھتے تھے۔

اتنی بات سمجھنے کے بعد اب یہ بات سمجھنی بڑی سہل ہو گئی کہ اعلیٰ حضرت  
نے طوائف و رندوں کا تذکرہ اپنی کتب میں کیوں فرمایا ہے؟



اب آئیے اعلیٰ حضرت کی کتب کی درق گردانی کریں اور دیکھیں کہ مجدد صاب نے اس صنفِ بدنام کو کن کن طریقوں سے کہاں کہاں یاد فرمایا ہے۔ اور ان کے مکسوبہ اموال کو کن کن حیلوں سے ہلال کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر آپ سے رندوں کے ہاں محفل میلاد کرنے اور ان کی شیرینی کے بارے میں پوچھا جاتا ہے آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا اسے مع سوال و جواب کے آپ ہی کی زبانی سنئے۔

(ج) طوائف جس کی آمدنی صرف حرام پر ہے اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور اس کی اسی حرام آمدنی کی منگائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں (احکام شریعت جلد ۲ ص ۱۷۱)

اس کا صاف اور اسلامی جواب تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ رندوں کے ہاں میلاد پڑھنے کے لئے جانا بجائے ثواب کے گناہ اور باعثِ تہمت ہے اور ان کی حرام آمدنی سے منگائی ہوئی شیرینی بھی حرام ہے جس پر فاتحہ پڑھنا ناجائز ہے۔ مگر احمد رضا یہ جواب کیوں دیتے؟ اس جواب سے طوائف ناراض ہو جاتیں اور اس کے بعد احمد رضا کی طوائف کے ہاں آمدورفت کی تمام صورتیں ختم ہو جاتیں پھر حضرت کے منہ میں پھنپھناتے ہاتھوں سے پان کی گولیاں کون ڈالتا۔ اور اس بھری آواز سے گاگر یاد اے گیت کون سناتا۔ آنکھیں کوہ قاف کی دریا سیناؤں کو کہاں دیکھ سکتیں۔ اور رات کی رعنائیاں کہاں ملتیں۔ اگر صحیح جواب دیدیتے تو یہ تمام چیزیں آنا فنا ختم ہو کر رہ جاتیں اس لئے جواب میں آپ یوں رقمطراز ہیں کہ

(ج) اس مال کی شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے مگر جب کہ اس نے مال بدل کر مجلس کی ہو اور یہ لوگ جب کوئی کارِ خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اور اس کے لئے کوئی شہادت کی حاجت نہیں اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لے کر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے حرام مال سے ادا کیا ہے تو اس کا مقولہ مقبول ہوگا۔ بلکہ اگر شیرینی اپنے مال حرام سے ہی سے خریدی اور خریدنے میں اس پر عقد و نقد



جمع نہ ہوئی یعنی حرام روپیہ دکھا کر اس کے بدلے خرید کر وہی حرام روپیہ دیا اگر  
ایسا نہ ہوا ہو تو مذہب مفتی بہ پر وہ شیرینی بھی حرام نہ ہوگی جو شیرینی اسے  
خاص اجرت نہ پایا غنائیں ملی یا اس کے کسی آشنا نے تحفہ میں بھیجی یا اس کی خریداری  
میں عقد و نقد مال حرام پر جمع ہوئے۔ (احکام شریعت جلد ۱۴، ص ۱۴۵)

یہ فتویٰ طوائف کے حرام مال سے خریدی ہوئی مٹھائی اور شیرینی کے حلال  
ہونے پر اتنا واضح ہے کہ اس میں مزید کسی تبصرے کی ضرورت نہیں۔ البتہ اس فتوے  
کی وضاحت فرماتے ہوئے اعلیٰ حضرت نے دو باتیں ایسی بیان فرمائی ہیں جو وضاحت  
طلب ہیں۔

پہلی یہ لوگ جب کوئی کارِ خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں۔  
دوسری اس کے لئے کوئی شہادت کی حاجت نہیں۔

اب بریلویوں سے مندرجہ ذیل امور دریافت طلب ہیں۔  
۱۔ اعلیٰ حضرت کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ جب طوائف کوئی کارِ خیر کرنا چاہتی ہے  
تو پہلے اپنے روپوں کو کسی اور کے روپوں سے تبدیل کر لیتی ہیں اور پھر ان تبدیل شدہ  
روپوں کی شیرینی منگو کر اس پر فاتحہ پڑھنے کے لئے کسی بریلوی مولوی کی خدمات  
حاصل کرتی ہیں؟

ظاہر ہے کہ اتنے وثوق سے وہی آدمی کہہ سکتا ہے جس کو ذاتی تجربہ ہو  
اور جو ان کی جملہ سکناات و حرکات کو بہت قریب سے دیکھ چکا ہو۔ ہم بھی بفضل اللہ  
مولوی ہیں۔ اور مسائل دینیہ سے الحمد للہ احمد رضا کی بنسبت زیادہ واقف ہیں مگر خدا  
ہمیں تو آج تک یہ معلوم نہیں کہ رنڈیاں کارِ خیر کرنے میں یہ حیلہ کرتی ہیں آخر وہ کون  
سے ذرائع تھے جن سے احمد رضا کو معلوم ہوا کہ رنڈیاں فاتحہ کی شیرینی اس حیلے سے  
خرید کر حرام کو حلال سے تبدیل کر دیتی ہیں۔

کوئی بھی ذی شعور احمد رضا کے اس فتوے کو پڑھنے کے بعد یہ نتیجہ اند  
کرنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرے گا کہ احمد رضا کے ان لوگوں سے خصوصی تعلقات  
در رابطہ وابستہ تھے جن کی وجہ سے احمد رضا کو ان لوگوں کے اندرون خانہ سب  
حالات معلوم تھے۔



۲۔ اچھا رضا کے زیر بحث فہمی سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کوئی چیز بھی ناجائز اور حرام نہیں اگر کسی کے پاس کوئی حرام چیز ہے تو وہ دوسرے آدمی سے تبدیل کر کے اس کو حلال کر سکتا ہے۔

۳۔ چور کے لئے مال مسروقہ۔ راشی کے لئے رشوت۔ سود خور کے لئے سودی مال فراڈی کے لئے فراڈ سے حاصل کردہ مال وغیرہ وغیرہ تمام اموال محرمہ امام بریلویہ کے فتوے کی رو سے معمولی سے ہیر پھیر کے بعد حلال ہو سکتے ہیں۔

۴۔ حقیقت حال تو یہی کہ معلوم مگر معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کی ان لوگوں سے ملاقاتوں اور دعوتیں اڑانے پر کسی معتقد نے اعتراض کیا ہو گا کہ کتنی شرم کی بات ہے کہ اعلیٰ حضرت ایک جماعت کے امام اور نبی ہونے کے باوجود ایسے لوگوں کے ہاں جاتے اور دعوتیں اڑاتے ہیں اس بات کا کسی نے اعلیٰ حضرت سے تذکرہ کر دیا ہو گا جس پر عزت مآب خود ہی سائل اور خود ہی مجیب بن کر ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ لوگ کار خیر میں یہ حیلہ کرتے ہیں اس لئے اب میرا دہاں جانا بھی کار خیر ہی کے لئے ہوا اور شہر نی کھاتا بھی شرعاً جائز ہوا تو پھر میرے دہاں جانے اور دعوتیں اڑانے میں اعتراض کیوں ہے؟

۵۔ اس فتوے میں اعلیٰ حضرت نے طوائف کی تعریف اور ان کے اموال مکسوب کی حلت پر اپنی تمام تر قوتوں کو صرف کر کے ان کی حمايت میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی اور اس سے زیادہ وہ کر بھی کیا سکتے تھے۔

حمايت دشمن کی تو ہوتی نہیں معلوم ہوا کہ رند یوں سے آپ کے دوستانہ تعلقات تھے اور ان میں استحکام بھی تھا تبھی تو آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کی اس طرح کی تبدیلی اور حرام کو حلال بنانے کے حیلہ میں میری شہادت کے بعد کسی اور شہادت کی حاجت نہیں۔

۶۔ دوسرے حیلے میں جہاں آپ نے رند یوں سے اپنے تعلقات کی پختگی پر مہر تصدیق ثبت کی وہیں آپ نے قانون شہادت کا بھی مذاق اڑایا ہے اس لئے کہ جب شریعت نے تمام امور میں دو گواہوں کی شہادت کو معتبر سمجھا ہے تو اچھا رضا کا اتنے بڑے مسئلے میں صرف اپنے لیلے کی شہادت کو رند یوں کے کار خیر میں اتنا ذبیح سمجھنا کہ اس کے لئے کوئی شہادت کی حاجت نہیں قانون شہادت کا مذاق اڑانا



نہیں تو کیا ہے؟ اعلیٰ حضرت کا یہ فتویٰ جہاں تمام فقہاء کی تصریحات کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں وہیں دوسرے علماء بریلی کی رائے سے بھی متصادم ہونے کے باعث لایعبار ہے۔ چنانچہ بریلوی مکتب فکر کے مفتی اعظم مولانا مظہر اللہ دہلوی فرماتے ہیں۔

سوال نمبر ۲۱۲۔ رنڈی کے مکسوبہ مال کو کوئی شخص اپنے مکان کے کرایہ میں لے سکتا ہے یا نہیں اور جو شخص لیتا ہو وہ کسی کی دعوت کرے تو اس کی دعوت کھانی چاہیئے یا نہیں؟ بدینوا و توجروا

الجواب

اگر کبھی اس شخص کو کرایہ اس مال سے ادا کرتی ہے جو اس کے ناجائز طریق سے حاصل کیا ہے تو مکاندار کو چاہیئے وہ ناپاک مال ہے اس کا اپنے صرف میں لانا حلال نہیں لقولہ تعالیٰ۔

وَلَا تَنْبَدُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ وَلِقَوْلِهِ السَّلَامُ

وَلَا يَحِلُّ ثَمَنُ الْكَلْبِ وَلَا حُلْوَانُ الْكَاهِنِ وَلَا مَهْرُ

الْبَغِيِّ (رواہ ابو داؤد)

پس جو شخص خالص اس مال کو دعوت میں صرف کرتا ہے تو اس نے رنڈیوں کی ناپاک کمائی سے حاصل کیا ہے تو اس کی دعوت قبول نہ کرنی چاہیئے (فتاویٰ مظہری ص ۲۹) ذریت بریلویہ سے پوچھتا ہوں کہ یہ کیا ہو رہا ہے اعلیٰ حضرت تو فرما رہے ہیں کہ تبدیل کرنے سے مال حلال ہو جاتا ہے مگر مولانا مظہر اللہ فرما رہے ہیں تبدیلی نفس قطعی کے خلاف ہے اور رنڈیوں کا مال ہر حال میں حرام ہے تو کیا اعلیٰ حضرت رنڈیوں کو حلال کھلانا چاہتے ہیں اور دوسروں کو حرام کھلا کر کیا خود گناہ سے بچ جائیں گے۔

رنڈیوں کی اتنی خیر خواہی کہ وہ رات بھر حرام کاری کریں شریعت مظہرہ کی نافرمانی کریں اور اعلیٰ حضرت کے لئے میلاد کی محفل مقرر کریں اور تھوڑی سی



شیرینی کھلا دیں تو ان کو حلال کرنے کا مشورہ دیں اور جو بیچارے کاروباری لوگ ہیں۔ دن بھر خون پسینہ کی محنت شاقہ سے کچھ روپے کماتے ہیں اعلیٰ حضرت ان کے حلال کی کمائی کے روپے بخریوں کو دلو اگر حلال کھلائیں اور ان محنت کرنے والوں کو حرام کھلائیں کیا ان سے آپ کا کوئی اسلامی یا ملکی تعلق نہیں جیسا کہ بقول مفتی مظہر صاحب کے رندوں کا روپیہ ان کے پاس جا کر بھی حرام ہی رہتا ہے تو آپ ان لوگوں کو حرام کیوں کھلاتے ہیں جنہوں نے جائز ذرائع سے روپیہ حاصل کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت کے رندوں سے  
تعلقات کی ایک اور دلیل

ایک صاحب نے اعلیٰ حضرت سے طوائف کے لڑکے یعنی ولد الزنا کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا کہ آیا رندی کے لڑکے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے

تو آپ نے بڑی بیباکی سے جواب دیا کہ نماز ہو ہی نہیں بلکہ ضرور اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے اور ساتھ ہی بریلوی مکتب فکر کے لوگوں کو ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک بازاری عورت طوائف کا بیٹا ہے۔ بچپن سے زید کی طبیعت علم کی طرف مائل تھی حتیٰ کہ وہ عالم ہو گیا۔ نماز اس کے پیچھے پڑھنا جائز ہے یا نہیں کیونکہ اس کے والد کا پتہ نہیں کون تھا۔

بیٹا تو جو روا۔  
الجواب

نماز جائز ہونے میں کوئی کلام نہیں بلکہ جب وہ عالم ہے اگر عقیدے کا سنی (بریلوی) ہو۔۔۔ وہی امامت کا مستحق ہے۔ احکام شریعت جلد ۲ ص ۱۴۲

ماشاء اللہ ولد الزنا کے پیچھے نماز پڑھنے میں عدم کلام غالباً پرانی دوستی کی وجہ سے ہے ورنہ تمام تقہماء کو ولد الزنا کے پیچھے نماز پڑھنے میں کلام ہے مگر پاسداری کے فتوے تو مختلف ہی ہوتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے اس فتوے پر مزید تبصرہ کیے بغیر اس بحث کو یہیں ختم کر کے اب آپ کو بریلوی ملت کے اچھوتے مسائل سناتا ہوں آپ بریلوی، دیوبندی، دہلوی سے نکل کر تھوڑی دیر کے لئے غیر بانیدارانہ حیثیت اختیار کریں اور اس کے بعد ان لوگوں کے مذہبی دیوالیہ کا فیصلہ کریں۔



# باب سوم بریلوی مذہب کے متفرق مسائل

بریلوی مذہب میں مینڈک کھانا جائز ہے | بریلویوں کے مفتی اعظم جناب مولانا مظہر اللہ صاحب کا ایک فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر ۲۲۲۔ زید خارش کا مریض ہے بہت علاج کروا چکا ہے مگر فائدہ نہیں ہوا اب ایک شخص نے بتایا ہے کہ مینڈک کا گوشت کھانے سے یہ مرض جاتا رہے گا۔ کیا وہ شرعاً کھا سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا و توجروا۔

الجواب

الی ان قال۔ اس کا استعمال کر سکتا ہے۔

(فتاویٰ مظہری ص ۲۹۶)

بریلوی مذہب میں کچھوا | بریلویوں کے اسی مفتی کا کچھوے کے کھانے پر  
کھانا گناہ نہیں | عدم گناہ کا ایک اور فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر ۲۲۳۔ زید نے کسی آدمی کے کہنے سے کہ تمہارا مرض جاتا رہے گا

کچھوا کھالیا ایسی صورت میں زید کا ایمان جاتا رہا یا رہا

الجواب ہے۔ نہ یہ ایسا گناہ ہے کہ اس کی سزا میں اس کے کھانے والے کا حقہ پانی بنو گیا ہو یا نہ خصوصاً جب کہ ازالہ مرض کے لئے کھایا۔ (فتاویٰ مظہری ص ۱۱۶)

بریلوی مذہب میں حقے کے | اب ذرا بریلویوں کے اعلمحضرت کے ایک فتویٰ  
بدبودار پانی سے وضو جائز ہے | کو ملاحظہ فرمائیے آپ کا ارشاد ہے کہ حقے کا  
پانی سے بلا کسی کراہت شرعیہ و طبیہ وضو کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۶ :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حقہ کے پانی سے وضو جائز

رکھا گیا وہ کون سی حالت اور کس وقت پر۔ بینوا و توجروا۔

الجواب ہے جب آب مطلق اصلانہ ملے تو یہ پانی بھی آب مطلق ہے اس کے ہوتے



ہوئے تیمم ہرگز صحیح نہیں اور اس تیمم سے نماز باطل - واللہ تعالیٰ اعلم  
(احکام شریعت جلد ۲ ص ۲۲۲)

یہ فتویٰ اعلیٰ حضرت نے غالباً اس لئے دیا ہے کہ خود چونکہ حقے کا شوق فرماتے تھے اور وہ بھی اپنے پرلے دوست ابلیس کے ساتھ اور پھر دونوں اسی کے بدبو دار پانی سے وضو کرتے ہوں گے اعلیٰ حضرت نماز پڑھتے ہوتے ہوں گے اور شیطان پاس کھڑا ہو کر تالیاں بجاتا ہو گا کہ دیکھو میں نے دوستی کے بھیس میں کیسے اچھے بھلے آدمی کو الوبنا کر بدبو دار پانی سے وضو کر دیا کہ خدا کے حضور ایسی حالت میں کھڑا کر دیا جو حالت خدا اور اس کے رسول کو ناپسند ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کوئی بدبو دار چیز کھا کر مسجد میں نہ آیا کرو اور اسی لئے آپ پیاز اور لہسن نہیں کھایا کرتے تھے جن میں اتنی بو نہیں جو حقے کے پانی میں ہے اور پھر حقے کے پانی میں جو بدبو ہوتی ہے وہ ناپسندیدہ ہے اور اور پیاز کی بو اتنی ناپسندیدہ نہیں مگر کچھ بکسی نبی علیہ السلام بدبو کے شبہ کی وجہ سے ان کو استعمال نہ کرتے تھے اور بریلویوں کے اعلیٰ حضرت جس پانی میں یقینی ناپسندیدہ بدبو ہے اس سے وضو کرنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں فرماتے۔ مجدد ہو تو ایسا ہو؟

سوال ۹۳ - زید اگر ایام حیض میں عورت کی ران یا شکم پر آلت کو مس کر کے انزال کرے تو جائز ہے یا نہیں۔

بریلوی مذہب میں عورت کے پیٹ سے استمتاع جائز ہے

الجواب - پیٹ پر جائز ہے۔ (فتاویٰ افریقہ ص ۱۱)

کیا بریلوی اپنی عورتوں سے اسی لئے نکاح کرتے ہیں کہ ایک اسکول میں چھٹی ہو تو دوسرے اسکول میں کلاسیں لگالیا کریں گے خدا کے بند دین سے دس یوم تک صبر نہیں کر سکتے مگر جنہیں شریعت کا کوئی پاس نہ ہو قرآن پڑھل کرنے کو تیار نہ ہوں نفس پرستی کے مریض ہوں ان سے اسی قسم کے افعال شنیعہ اور حرکات قبیحہ کی ہی امید رکھی جاسکتی ہے۔ اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی۔ احمد رضا نے



کب کوئی عقل مندی اور ہوش و حواس کی قائمی کے ساتھ فتویٰ دیا ہے تو ایسے موقع پر بھی ان سے امید کی جاسکتی کہ وہ کوئی اسلامی رنگ میں بسا ہو فتویٰ دیں گے۔  
جب ملت رضائیہ از ادل تا آخر اسلام سے متصادم و متضاد نظریات اور خرافات کا نام ہے تو ان آدم نما ابلیسوں سے اسلامی فتوؤں کی امید عبث و بیجا ہی ہے۔

بریلویوں کی لڑکیوں کے نکاح بند رکھو  
اور ہر قسم کے حیوان سے جائز ہے

آج سے ۲۲ برس قبل میں نے اعلیٰ حضرت کا یہ فتویٰ پڑھا تو مجھے بڑا تعجب ہوا لیکن پھر یہ سوچ کر کہ آخر یہ بریلویوں کے

اعلیٰ حضرت ہیں بغیر کسی شرعی دلیل کے ایسی بات کیسے کہہ سکتے ہیں۔ اس فتویٰ کے ماخذ کی جستجو اور تلاش میں احادیث و قرآن کریم اور دیگر اسلامی کتب کی درق گردانی کرتا رہا مگر اس کے ماخذ کو نہ پاسکا اس کے بعد دیگر مذاہب باطلہ کی طرف رجوع کیا کہ شاید بدھ مت، ہندو مت۔ آریہ سماج اور برہمنوں میں مروج ہو کہ وہ اپنی لڑکیوں کی شادیاں جانوروں اور حیوانوں سے کرتے ہوں مگر مجھے ان مذاہب میں بھی یہ روایت نہ ملی۔ تلاش بسیار کے بعد جب مجھے ماخذ نہ مل سکا تو میں یہ سمجھنے پر مجبور ہو گیا کہ اس مسئلے میں ملت رضائیہ ہی ایک ایسی ملت ہے جس میں یہ روایت ابھی تک شاید روایت ہی کے درجے میں پائی آ رہی ہے اور عملاً کسی وقت اور موقع کا انتظار ہو جب حالات سازگار ہو جائیں تو شاید آج کے بریلوی اپنے اعلیٰ حضرت کی اس روایت پر عمل شروع فرمادیں۔

قارئین کی ضیافت طبع اور ملت بریلویہ کے پیروکاروں کو اپنے اعلیٰ حضرت کی دینی عدم بصیرت پر ماتم کرنے کے لئے اصل فتویٰ نقل کرتا ہوں۔

چنانچہ آپ ایک سوال سے جواب میں لکھتے ہیں کہ:

مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر اللہ عز و جل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریات دین میں کسی شے کا منکر ہے جیسے آج کل کے وہابی۔ رافضی۔ قادیانی۔ نیچری۔ چکڑالوی،



بھوئے صوفی، کہ شریعت پر مبنی ہیں۔

حکم دنیا میں سب سے بڑتر مرتد ہے اس سے جزیہ نہیں لیا جاسکتا، اس کا نکاح کسی مسلم، کافر، مرتد اس کے ہم مذہب، ہوں یا مخالف مذہب عرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہو سکتا جس سے ہوگا محض زنا ہوگا مرتد مرد ہو یا عورت۔

(احکام شریعت جلد اول مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)  
اور اسی طرح کی گوبر نشانی اعلیٰ حضرت نے اپنے ملفوظات میں بھی کی ہے بلکہ اس میں دیوبندیوں کا بھی اہواز کر دیا ہے پتہ نہیں احکام شریعت میں ہمیں کیوں بھول گئے اور بھول جانے پر اپنے گرو سے کہیں معذرت بھی نہیں کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ

ایسے ہی دہانی، قادیانی، دیوبندی، بخیری، چکڑالوی جملہ مرتدین ہیں کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہاں میں جس سے نکاح ہوگا مسلم ہو یا کافر اصلی ہو مرتد انسان ہو حیوان محض باطل اور زنا خالص ہوگا۔

(ملفوظات جلد ۲ ص ۹۷ نوری کتب خانہ لاہور)  
مجھے قادیانیوں اور چکڑالویوں سے کوئی سروکار نہیں میں چونکہ مشرباً دیوبندی ہوں اور اپنے دیوبندی ہونے پر فخر کرتا ہوں اس لئے دیوبندی ہونے کی حیثیت سے عرض کرتا ہوں اور ملت بریلویہ کے اذنا ب سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کے اعلیٰ حضرت نے اس فتوے سے آپ لوگوں کا منہ کالا نہیں کر دیا؟  
اب آپ کو تین باتوں میں سے ایک بات کو اختیار کئے بغیر پارہ کار نہیں۔  
یا تو اس کی کوئی قابل قبول تاویل کر دو؟

یا ... اس فتوے کے لغو اور باطل ہونے کا اعلان کر دو؟  
یا ... اس حقیقت کو قبول کر دو کہ تمہارے مذہب میں حیوانوں مثلاً بندر، گیدڑ، گدھے، ہاتھی وغیرہ جانوروں کے اناث و ذکور سے نکاح جائز ہے؟

کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ اہی کے مرد و عورت کا تمام جہاں میں جس سے نکاح ہوگا مسلم ہو یا کافر۔ اصلی ہو مرتد انسان ہو حیوان محض باطل اور زنا خالص ہوگا۔



یعنی دیوبندیوں وغیرہ کا مرد ہو یا عورت انسان اور حیوان سے  
سے نکاح نکاح ہی نہ ہو گا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر بریلویوں کا ہو گا تو وہ زنا  
نہیں ہو گا گویا آپ کے اعلیٰ حضرت نے بریلوی مرد یا عورت کے حیوانوں سے نکاح  
کے جواز کو تسلیم کر لیا۔

اعلیٰ حضرت کے فتوے کا معکوس نوٹ

ایسے ہی بریلوی، حشمتی، سرداردی، کراچی، بدایونی جملہ اہمق ہیں کہ ان کے  
مرد یا عورت کا تمام جہاں میں انسان یا حیوان جس سے بھی نکاح ہو گا وہ شریعت  
رضائیہ میں بغیر کسی شک و شبہ کے خالص نکاح ہی ہو گا۔  
اگر آپ فرمائیں کہ حیوانوں سے تو کسی مذہب میں بھی نکاح بھانڈ نہیں اور نہ  
ہی اسے عقل تسلیم کرتی ہے تو پھر میں آپ سے پوچھوں گا کہ آپ کے اعلیٰ حضرت  
نے حیوان کا لفظ کس خوشی میں استعمال کیا ہے؟

پوری ملت بریلویہ کو چیلنج ہے کہ وہ اپنے اعلیٰ حضرت کے اس فتوے کا صحیح  
مفہوم بیان کر دیں تو خاطر خواہ انعام حاصل کریں۔

بریلویوں کی جانب سے صحیح مفہوم بیان کر دینے کی تو مجھے امید نہیں البتہ یہ  
خطرہ ضرور ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں اس لفظ کو اس عبارت سے نکال کر اپنی حماقت  
کی ایک اور دلیل فراہم نہ کر دیں۔ مگر اس لفظ کو اصل عبارت سے نکال دینے سے بھی  
کام نہیں چلے گا اس سے زیادہ سے زیادہ یہی ثابت ہو گا کہ موجودہ بریلویوں کے  
نزدیک ان کی عورتوں کا حیوانوں سے نکاح نہیں ہوتا مگر اس سے اعلیٰ حضرت کے عقیدے  
کی نفی تو نہیں ہو سکے گی۔ نظامی صاحب خون کے آنسو ایسے مقامات پر بہائے جاتے  
ہیں اور اپنے بے موقع آنسو بہا کر کوئی دانشمندی کا ثبوت نہیں دیا۔

خون تک کے آنسو تو آپ بہا چکے ہیں ظاہر ہے اب اگر آپ اعلیٰ حضرت کی ایسی باتوں  
پر ردئیں گے تو آنکھوں میں آنسو نہ ہونے کی وجہ سے کسی کو کیا معلوم کہ آپ رو  
رہے ہیں یا ہنس رہے ہیں۔ اس لئے اب میرا مشورہ مانیں تو اعلیٰ حضرت کی حماقت  
بد زنجیروں سے آگ پر ماتم کریں مزا آجائے گا۔



بریلوی مذہب میں اب کسی پر حج فرض نہیں | بریلویوں کے اس عقیدہ کہ (اب حج فرض نہیں) کو ان کی کتابوں سے ثابت کرنے سے پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ یہ حج کی فرضیت کا انکار کیوں کرتے ہیں دراصل ان کے

نزدیک "دہابی" کافر ہوتے ہیں۔ اور مدینہ منورہ۔ مکہ مکرمہ میں جو حکومت ہے وہ تانہوز دہابیوں کی ہے اور جیسا کہ اعلیٰ حضرت اور اس کے تمام چیلوں کی تصریحات موجود ہیں کہ دہابی کافر ہوتے ہیں تو گویا کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں حکومت کافروں کی ہے اور وہ ابن سعود سے لے کر اب تک موجود ہے جیسا کہ دیوبندی مذہب کے مرتب لکھتے ہیں!

گو سب مارے گئے مگر چند ایک دہابیوں نے بظاہر اسلام کو قبول کر کے اپنا بچاؤ کر لیا اور درحقیقت دہابی ہی رہے اور خفیہ طور پر اپنی تبلیغ میں کوشاں رہے، بعدہ دوبارہ دہابیوں نے تنظیم کر کے عرب پر قبضہ کر لیا اور آج تک سعودی عرب میں سعودی حکومت کے نام "دہابی" حکومت قائم کیے ہوئے ہیں۔

(دیوبندی مذہب صف ۵)

یہ ردایت دقیق اور ثقہ ہے یا نہیں اس پر خود مؤلف کے الفاظ دلالت کر رہے ہیں اس لئے اس بات کی صحت اور عدم صحت پر میں بحث نہیں کرتا بتلانا صرف یہ ہے کہ بریلویوں کے نزدیک موجودہ حکومت دہابیوں کی حکومت ہے اور دہابیوں کو یہ کافر کہتے ہیں تو اب مطلب یہ ہوا کہ مدینہ اور مکہ پر کافروں کی حکومت ہے اس لئے اب حج بھی فرض نہیں رہا اور یہ میرا کوئی استنباط و استخراج نہیں بلکہ اس بات کی بریلویوں نے اپنی کتب میں وضاحت کی ہے جیسا کہ مصطفیٰ رضا خان تحریر فرماتے ہیں کہ:

جب یہ معلوم ہو لیا تو ہم کہتے ہیں اور مجرم یقین کہتے ہیں کہ آج جب حجاز مقدس میں ابن سعود منحوس و نامسعود و مخند دل و مطرود و مردد اس کے ہمراہ بیان نا محمود کا جس ورد ہے اور حسب بیان سائل فاضل و دیگر کثیر حضرات حجاج و افاضل امان مفقود ہے فرضیت (حج) ساقط یا ادا غیر لازم ہے (تتویر الحج صف ۱)

چونکہ بریلوی مذہب کے پانچ رکن ہیں اور اسلام کے بھی پانچ ارکان ہیں



بریلویوں نے اپنے مذہب کے ارکان کی اہمیت کو لوگوں کے قلب و ہجر میں مرکوز کرنا ہے اور وہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جس وقت تک کہ اسلام کے ارکان کی اہمیت کو لوگوں کے ذہنوں سے کھرچ نہ دیں اور حج کی فرضیت کا انکار دراصل اسلام کے انکار کا تدریجی عمل ہے مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی ایسا ہی کیا تھا کہ پہلے جہاد کا انکار بعدہ اذعانے نبوت۔ اس نے بھی فرضی نبوت کے مزعومہ زینے پر جہاد کے انکار کے بعد قدم رکھا، اس کا بھی جہاد کی فرضیت کا انکار، اسلام سے انکار کا تدریجی عمل تھا اور اب بریلویوں نے بعینہ اس کے نقش پا پر چلتے ہوئے فرضیت حج کا انکار کیا اور اگلے اقدام کے لئے لنگوٹا کس رکھا ہے دیکھئے تھلانگ کب لگاتے ہیں؟

بریلوی مذہب میں حج پر جانے والے  
پاگل۔ اندھے اور بیوقوف ہیں۔  
یہی مصطفیٰ رضا خان لکھتے ہیں کہ

یہاں سے یہ نتیجہ نکلا کہ اگر دفع شر شرار لٹام ناممکن ہو تو کسی کے نزدیک بھی اس وقت حج کرنا فرض نہیں رہتا اور ہر وہ شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ غیر عقل اور پہلو میں دل اور دل میں ذرا سا انصاف اور چہرے پر آنکھیں اور آنکھوں میں حق کی روشنی اور کان اور کانوں میں قوت سمع ہو تو وہ ہے۔ دیکھتا، سنتا، سمجھتا اور اعتراف کرتا ہے کہ آج نجدیان نافرمام کے اس فتنے کی روک تھام حاجیوں سے ممکن نہیں ہے تو کس طرح ان پر حج فرض ہوگا۔ (تنویر الحجہ ص ۱۸)

یہ عبارات اپنے مفہوم پر اتنی واضح ہے کہ اس پر مزید کسی تبصرے کی ضرورت نہیں ہے۔

بریلویوں کے نزدیک اگر عورت کسی مرد کے آگے تناسل کو  
اور مرد کسی عورت کے اندام نہانی کو نیک ارادے سے  
ہاتھ لگالیں تو ان کو اجر و ثواب ملتا ہے

یہ فتوے کسی ایرے غیرے کا نہیں بلکہ بریلویوں کے بنی اور اعلیٰ حضرت کا  
فتویٰ ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ



زوج ذکر کو یہ نیت صالحہ (پھونایا ٹٹولنا) موجب اجر و ثواب ہے۔  
(احکام شریعت جلد ۳ ص ۲۳۹)

بریلویوں سے احمد رضا کے اس فتوے کے سلسلہ میں دو باتوں کی وضاحت  
مطلوب ہے۔

۱۔ زوج ذکر کو پھونانے اور ٹٹولنے یعنی اس سے کھیلنے میں آپ حضرات  
کی نیت صالحہ یعنی نیت نیک کیسے ہوتی ہے؟  
۲۔ اگر مرد اپنی بیوی کے اندام نہانی سے اور بیوی کے اپنے مرد کے آلت تناسل  
سے لطف اندوز ہونے پر اجر و ثواب ملتا ہے تو کیا آپ حضرات اس محبوب کھیل پر  
مترتبہ ثواب و اجر اعلیٰ حضرت کی روح کو ایصال ثواب کیا کرتے ہیں؟

بریلوی مذہب میں اگر کسی کو نماز میں احتلام آجائے تو نماز نہیں پڑھتی  
اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ:

نماز میں احتلام ہوا اور مٹی باہر نہ آئی کہ نماز تمام کر لی اس کے بعد اترے تو غسل  
واجب ہو گا مگر نماز ہو گئی۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۱۸)

بریلوی مذہب کے پرستاروں سے عرض کرتا ہوں کہ آپ کے اعلیٰ حضرت  
تو اب موجود نہیں اس لئے اب آپ ہی لوگوں سے دریافت کرتا ہوں کہ نماز میں  
احتلام ہونے کی صورت کیا ہوگی؟

نماز میں تو آدمی بڑے خشوع اور خضوع سے دربار خداوندی میں حاضر ہوتا  
ہے اور حدیث شریف میں ہے۔

ان تعبد الله كأنك تراه  
وان لم تكن تراه فانه  
يراك۔  
تو خدا کی عبادت اس طرح کر کہ گویا تو  
اسے دیکھ رہا ہے اور اگر ایسا نہیں تو پھر  
یوں سمجھ کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

اگر نماز اس طرح پڑھی جائے تو نماز میں احتلام ہونا چہ معنی دارد؟

مگر بریلوی مذہب چونکہ سراسر اسلام کے خلاف چند باطل نظریات



دادہام کا نام ہے اس لئے غالب گمان یہ ہے کہ شاید بریلوی مذہب میں نماز کے بارے میں یوں ہدایت ہو کہ تم نمازیوں پر ٹھہا کر دو گویا کہ تم عورتوں کو دیکھتے ہو اور اگر تم نہیں دیکھتے تو پھر یوں تصور کر لیا کر دو کہ وہ تمہیں خوب دیکھ رہی ہیں بس اس لئے احتلام کی صورت بتائی گئی کہ اگر کوئی بریلوی اس منظر کو برداشت نہ کر سکا اور اسے احتلام آ گیا تو پھر اس کا کیا ہو گا تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ نماز بھی ہو جاتی ہے البتہ غسل صحت ضروری کر لیا جائے۔

پھر مصلیٰ ڈال کر نماز شروع کی جائے اور زبانِ حال سے کہا جائے ۛ سبحان اللہ اعلیٰ حضرت کے مداحو ۛ بتاؤ کیا تمہارے نزدیک بھی یہ فتویٰ درست ہے اور پھر اعلیٰ حضرت کا فقیہانہ ذہن ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں۔  
کہ منی باہر نہیں آئی کہ نماز تمام کر لی

یعنی بریلویوں کی نماز کی رفتار منی کی رفتار سے بھی زیادہ تیز ہوتی ہے۔ بہر حال یہ اعلیٰ حضرت کے اکاذیب میں سے ایک کذب ہے جو ان کی اپنی اختراع ہے یا اعلیٰ حضرت کی افتاد طبع ہی ایسی تھی کہ وہ ایسی چیزوں سے محفوظ ہوا کرتے تھے۔ اس روایت اور بریلوی فتوے سے آپ پریشان ضرور ہوئے ہوں گے اور سوچتے ہوں گے کہ ایسی کون سی نماز ہو سکتی ہے جس میں احتلام بھی آتے رہیں اور نماز کی صحت پر کوئی اثر بھی نہ پڑے اس کی اصل وجہ تو بریلوی اور اعلیٰ حضرت کی خدائی اور نبوت کا دم بھرنے والے ہی دے سکتے ہیں تو اعلیٰ حضرت کی کتابوں سے اخذ کر کے کوئی ظنی اور غیر مجرب وجہ بیان کر سکتا ہوں اگر آپ پسند کریں تو سنائے دیتا ہوں میرا خیال یہ ہے کہ بریلوی مذہب کو قبول کرنے کے بعد آدمی کو کئی منازل طے کرنی ہوتیں ہیں تب کہیں جا کر وہ ملت بریلویہ کا صحیح پیردار کہلاتا ہے۔

ان میں سے ایک منزل تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ مرد عورت کے اندام نہانی سے نیت صالحہ کے ساتھ تلاعب کرے تو اسے اجر و ثواب ملے۔ اور اگر عورت مرد کے آگے تناسل سے نیک نیتی کے ساتھ دل بہلائے تو وہ بھی اجر و ثواب پائے۔ یہ نفس کشی کے بریلوی سلوک کے طریقے ہیں اور پھر اس کے بعد



پھر ایک ایسا مقام بھی آتا ہے کہ بریلوی نماز پڑھتے وقت عورتوں کے اندام  
 نہانی برہنہ کر کے ان کو سامنے بٹھاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں احتلام  
 تو آتا ہے مگر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ اس احتلام سے نماز میں کوئی خلل نہیں پڑتا۔  
 عورتوں کو سامنے بٹھا کر اور وہ بھی مقام مخصوص اور ممنوع کو برہنہ کر کے  
 بریلویوں کی نماز کی کیفیت کوئی ان پر الزام نہیں لگا رہا بلکہ ان کے اعلیٰ حضرت خود بیان  
 کرتے ہیں۔ نقادی رضویہ کتاب الطہارہ کھولئے اور مجدد صاحب کا جدید فتویٰ ملاحظہ  
 فرمائیے فرماتے ہیں۔ نمازی اپنی نماز میں اپنی یا بیگانی عورت کے فرج کے اندر کی  
 طرف نظر کرے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (نقادی رضویہ ص ۷۶)

مجھے تو اعلیٰ حضرت کی اس لطف اندوزی پر تبصرہ کرتے ہوئے بھی شرم  
 محسوس ہو رہی ہے مگر کیا کروں ان اپنے منہ میاں مٹھو بننے والوں کو یہ بتائے بغیر  
 کوئی چارہ بھی نہیں تو شب و روز علمائے دیوبند پر الزام تراشیوں کو اپنی نجاست  
 کا ذریعہ سمجھتے ہیں قارئین خود فیصلہ فرمائیں کہ جو صورت اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمائی ہے  
 کیا یہ اتفاق ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ ایسی صورتیں بڑے اہتمام سے بنائی  
 جائیں تب بنتی ہیں

یعنی عورت کو اس صورت کے لئے تیار کر کے سامنے بٹھایا جائے اور

تو سامنے ہو میں سجدہ کر دوں تب لطف ہے سجدہ کرنیکا

تو اور کہیں میں اور کہیں تیرے نام کا سجدہ کون کرے

ایسی صورت میں نو آموز اور ناچختہ کار بریلویوں کو احتلام آجانا

قرین قیاس ہے۔

بریلوی مذہب میں خدا

شادی شدہ ہے

عیسائیوں کا عقیدہ ہے حضرت مریم طاہرہ و طیبہ

علیہا الصلوٰۃ اللہ کی بیوی ہیں اور اسی طرح

مشرکین مکہ کا عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی

بیٹیاں ہیں۔ مگر بیوی کا تعین ان سے منقول نہیں بریلویوں نے اس مشکل کو

حل کر دیا اور اللہ کے لئے العیاذ باللہ بیویوں کا تعین بھی کر دیا چنانچہ احمد رضا

فرماتے ہیں۔



حضرت موسیٰ سہاگ مشہور بزرگ گذرے ہیں۔۔۔۔۔ میں ان کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں زنا نہ وضع رکھتے تھے۔ ایک بار شدید قحط پڑا۔ بادشاہ، قاضی و اکابر جمع ہو کر حضرت کے پاس دعاء کے لئے گئے آپ انکار فرماتے رہے کہ میں کیا دعا کے قابل ہوں جب لوگوں کی آہ و زاری حد سے گذری تو ایک پتھر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں کی طرف لائے اور آسمان کی طرف منہ اٹھا کر فرمایا مینہ بھیجئے یا اپنا سہاگ واپس لیجئے۔ سہاگن بیوی کا یہ کہنا تھا کہ گھٹائیں پہاڑ کی طرح اٹھیں اور جل تھل ہو گیا۔ (ملفوظات جلد ۲ ص ۱۸)

احمد رضا کتنی شرمناک بات کہہ گئے یعنی اللہ کے لئے اس زنا نہ صفت بزرگ کو بیوی ثابت کر دیا۔ احمد رضا کے دل میں اگر ذرہ برابر بھی خدا تعالیٰ کا خوف اور قرآن کریم پر ایمان کی معمولی رمق بھی ہوتی تو اس بزرگ خدا کو اللہ کی بیوی اور سہاگن سرگز نہ بناتے اور اس بزرگ کے اس جملہ اپنا سہاگ واپس لیجئے۔ پر نکیر کرتے یا کوئی اچھی سی تاویل کرتے؟

جس سے بزرگ مذکور کا مطلب بھی اسلامی ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی اہانت سے بھی بچ جاتے مگر کیا کیا؟ اسے بھی ملاحظہ فرما لیجئے فرماتے ہیں کہ:

حضرت موسیٰ سہاگ ایک دفعہ نماز جمعہ کے وقت بازار میں جا رہے تھے۔ ادھر سے قاضی شہر کو جامع مسجد کو جاتے تھے۔ انہیں دیکھ کر امر بالمعروف کیا کہ یہ وضع مردوں

کو حرام ہے، مردانہ لباس پہنیے اور نماز کو چھوٹے، اس پر انکار و مقابلہ نہ کیا، چوڑیاں زیور اور زنا نہ لباس اتارا اور مسجد کو ساتھ ہو لیئے۔ خطبہ سنا جب نماز قائم ہوئی اور امام نے تکبیر تحریمہ کہی۔ اللہ اکبر سنتے ہی ان کی حالت بدلی، فرمایا، اللہ اکبر، میرا خاوند جی لایہوت ہے کہ کبھی نہ مرے گا اور یہ مجھے بیوہ کئے دیتے ہیں اتنا کہنا تھا کہ سر سے پاؤں تک سرخ جوڑا اور وہی چوڑیاں۔ (ملفوظات احمد رضا جلد ۲ ص ۱۸)

لیجئے بجائے تاویل و تردید کرنے کے اللہ خدا کی بیوی ہونے پر ایک جھوٹا فتنہ بھی بیان کر دیا آخر اس من گھڑت اور جھوٹی کہانی سے احمد رضا کا مطلب کیا ہے؟



ظاہر ہے کہ احمد رضا کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی بھی بیویاں ہیں اور اس قصہ کو قرآنی آیت سمجھ کر بیان کر رہے ہیں تاکہ وہ ان کے مدعی کی دلیل ہو جائے اس کے علاوہ اور مطلب بھی کیا ہو سکتا ہے الامان الحفیظ۔ بریلوی مذہب سے سو بار الامان۔

بریلوی مذہب میں مصیبت کے وقت | احمد رضا ملفوظات میں ایک جھوٹی  
یا اللہ کہتا شیطانی دوسوسہ ہے | اور من گھڑت کہانی کا سہارا لیتے  
ہوئے اولیائے کرام کو مصیبت کے

وقت پکارنے اور ندائے غیر اللہ کے جواز میں فرماتے ہیں کہ :

سید جنید بغدادی ایک روز دریائے دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی طرح چلنے لگے ایک شخص آیا اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی لیکن کشتی نہ تھی اس لیے اس نے حضرت سے عرض کی میں کس طرح پار آؤں۔ فرمایا یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا جب پنج دریا پہنچا شیطان لعین نے دل میں دوسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلاتے ہیں میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا پکارا حضرت میں چلا فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہا دریا سے پار ہوا۔ (ملفوظات احمد رضا جلد ۱ ص ۱۱۱)

یہ بھی اس حضرت کا جھوٹ ہے اور پھر دلیری اور سینہ زدیری دیکھئے کہ خدا کو پکارنے پر شیطان لعین کا دوسوسہ کہہ رہے ہیں یہ ہے بریلوی تعلیم کا خلاصہ یہ لوگ اسی لئے غیروں کو پکارتے اور ان سے مصیبت کے وقت امداد مانگتے ہیں کیونکہ خدا سے مانگنے اور اسے مصیبت کے وقت پکارنے کو شیطان لعین کے دساؤں اور دھوکوں سے ایک دوسوسہ اور دھوکہ تصور کرتے ہیں۔

غیروں سے امیدیں خدا سے ناامیدی | مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

بریلویوں کا عقیدہ کہ مرید خدا کو | بریلوی مذہب کے زعم مفتی احمد یار  
چھوڑ کر اپنے پیر سے مانگے | لکھتے ہیں کہ اس عبارت میں حسب  
ذیل فائدے ہیں۔



(۱) پیر کا مرید کے پاس حاضر و ناظر ہونا (۲) مرید کا تصور شیخ میں رہنا (۳) پیر کا حاجت روا ہونا (۴) مرید خدا کو چھوڑ کر اپنے پیر سے مانگے (۵) پیر مرید کو القاء کرتا ہے (۶) پیر مرید کا دل جاری کر دیتا ہے۔ (ہاء الحق جلد ۱ ص ۱۵۱)

لیجئے اب تو خدا سے بھی بھٹی ہوئی جو کچھ لینا ہو بس پیر کی چوکھٹ سے مل جائے گا۔ العیاذ باللہ۔

بریلوی مذہب کی تفصیلات سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کو خداوند کریم کی ذات سے پرہیز ہے۔ اس کی وجہ اس کے سوائے کچھ نہیں کہ یہ لوگ دراصل خدا کے دہودہی سے لوگوں کو انکار کرنے پر تلے ہوئے ہیں اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ جب مرید اپنے پیر کو ان چھ چیزوں پر قادر مطلق سمجھے گا تو اسے خدا کے پاس جانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

بریلویوں کے مذہب میں حضرت شیخ  
عبد القادر جیلانی نبی علیہ السلام کے بیٹے ہیں

ے کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم ہے (ہدائق جلد ۱ ص ۱۵۱)

کیوں نہ قادر ہو کہ تختار ہے بابا تیرا

ایک مقام پر فرماتے ہیں

تیرے بابا کا پھر تیرا کرم ہے یہ منہ در نہ کسی قابل ہے یا غوث

(ہدائق بخشش جلد ۲ ص ۱۳)

پہلے شعر میں حضرت شیخ کو قاسم اور ابن ابی القاسم کہا یعنی نبی علیہ السلام کے ایک فرزند ارجمند کا نام قاسم تھا جس کی وجہ سے نبی علیہ السلام کی کنیت ابو القاسم تھی تو احمد رضا فرماتے ہیں کہ وہ قاسم دراصل شیخ عبد القادر ہی ہیں۔

اور پھر عبد القادر ہوتے ہوئے حماقت دیکھئے کہتے ہیں کہ آپ قادر میں کیونکہ آپ کا بابا یعنی باپ مختار ہے اور دوسرے شعر میں کہتے ہیں کہ مجھے خدا سے کیا واسطہ بس مجھ پر تو محبوب سبحانی آپ کے بابا کا اور پھر آپ کا کرم ہے۔ جب آپ قادر ہیں تو اللہ کے کرم کی کیا ضرورت یہ دونوں شعر ازاو ل تا آخر کفر کی آمیزش میں بسے ہوئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے میں ان پر تفصیلی کلام نہیں کرنا چاہتا صرف اتنا



بتلا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ احمد رضا نے شیخ القادر جیلانیؒ کو بنی علیہ السلام کا بیٹا مان کر جہاں سارے حقائق کا انکار کیا ہے وہاں قرآن کریم کی اس آیت کا بھی انکار کر دیا جس میں اللہ نے بنی علیہ السلام کے رہال میں سے کسی کے بھی باپ ہونے کی نفی فرمائی ہے آپ اگر غور و فکر سے کام لیں تو آپ کو بریلوی مذہب چند ناقابل فہم شیطانی وساوس کا مجموعہ اور پلندہ معلوم ہوگا ان دو شعروں ہی کو لیجئے کہ ان میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو بنی علیہ السلام کا فرزند و لبند کہہ رہے ہیں اور پھر ایک جگہ معراج میں لکھتے ہیں بنی علیہ السلام جب براق پر سوار ہونے لگے تو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے بنی علیہ السلام کو کندھا دیا تھا حالانکہ حضرت قاسم اس وقت پیدا ہی نہ ہوئے تھے تو شیخ عبدالقادرؒ قاسم بنی علیہ السلام کے بیٹے کیسے ہو گئے؟

|                           |  |
|---------------------------|--|
| بریلوی عقیدہ ہے کہ خدا    | اعلیٰ حضرت ایک جگہ اللہ تبارک و تعالیٰ |
| العیاذ باللہ بے اختیار ہے | کی بے بسی بیان کرتے ہوئے ایک خالص      |
|                           | جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے یوں لکھتے ہیں  |

رب عز و جل نے (غزوہ احزاب میں) حضورؐ کی مدد کرنی چاہی اور شمالی ہوا کو حکم دیا کہ جا میرے حبیب کی مدد فرما اور کافروں کو نیست و نابود کر دے ہوا نے انکار کر دیا اور کہا کہ

الحلزل لہ یخرجن باللیل بییاں رات کو نہیں نکلتیں

فاعقمھا اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ نے اس کو بانجھ کر دیا

اس وجہ سے شمالی ہوا سے کبھی پانی نہیں برستا۔

(ملفوظات احمد رضا جلد ۴ ص ۷۷)

یہ بھی احمد رضا کا جھوٹ ہے

۱۔ اور اس روایت کا کتب حدیث وغیرہ میں کہیں تذکرہ نہیں۔

۲۔ شمالی ہوا کو بانجھ کہنا اور اس سے بارش کا نہ ہونا یہ بھی لغو اور باطل ہے میرا اپنا تجربہ ہے کہ شمالی ہواؤں سے بھی بارش ہوتی ہے۔

یہ جھوٹ دراصل احمد رضا نے اس لئے گھڑا تاکہ اپنی امت کو خدا کی بے



بسی دکھا سکیں اور لوگوں کو باور کرا سکیں کہ خداوند کریم تو اب نعوذ باللہ ریٹائرمنٹ کی مدت گزار رہے ہیں ان کے اختیار میں تو کچھ ہے نہیں اسی لئے تو ہوانے آپ کے حکم سے انکار کر دیا۔ خدا تعالیٰ کے متعلق جب احمد رضا اور اس کے متبعین کوئی بات کرتے ہیں تو وہاں بے اختیاری کی بو آتی ہے لیکن جب دلیوں اور نبیوں کا بیان آتا ہے تو ماشاء اللہ موت و حیات ریت کے ذرات۔ درختوں کے پتے۔ بارش کی بوندیں انقلابات عالم وغیرہ کے اختیارات بڑی دلیری اور ڈھٹائی سے تفویض کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بارے تو آپ نے بریلوی تصور ملاحظہ فرمالیا۔ اب ذرا اولیائے کرامؑ کے بارے گوہر فشانہ ملاحظہ فرمائیے اور اس کے بعد آپ خود مفصلہ کریں کہ خدا کون ہے اور ولی کون؟

فرماتے ہیں کہ

کن اولیاء اللہ کی شان ہے۔ اولیاء اللہ جس چیز کے لئے کن کہتے ہیں وہ فوراً پیدا ہو جاتی ہے۔ اولیاء غیب دان ہیں اور مشکل کے وقت تشریف لاکر دستگیری فرماتے ہیں اور ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔

(الجنة لابل السنة ۵۴)

دیکھا اولیاء اللہ کے اختیارات کس وسعت سے ایمانی سے دیئے جا رہے ہیں اور ایک اللہ کے اختیارات کی عبارت بھی آپ دیکھ چکے ہیں۔ میں نے اس عبارت کو اس بات کے استشہاد کے لئے پیش کیا ہے کہ بریلویوں کے نزدیک اولیاء اللہ کے اختیارات (نعوذ باللہ اللہ کے اختیارات سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو اس عبارت پر تھوڑا سا تبصرہ عرض کر دوں!

اس عبارت میں یہ دو جملے پھر سے پڑھیں

۱۔ مشکل کے وقت تشریف لاکر دستگیری فرماتے ہیں

۲۔ ہر جگہ موجود ہوتے ہیں

اگر پہلا جملہ صحیح ہے تو دوسرا غلط



اور اگر دوسرا صحیح تو پہلا غلط

جو ہر جگہ موجود ہو اس کا تشریف لانا کیسے ممکن ہے

اور جو تشریف لائے اس کا ہر جگہ ہونا چہ معنی دارد؟

اس عبارت کو پڑھتے جائیے اور اپنی عقل کا ماتم کرتے جائیے۔

|                               |  |
|-------------------------------|--|
| بریلوی مذہب میں تارکِ سنت     | ادکار ڈوی صاحب فرماتے ہیں کہ                                     |
| اور جھوٹا آدمی بھی اہل سنت ہے | قرآن پاک میں جھوٹوں پر لعنت فرمائی گئی ہے اور حدیث شریف میں تارک |

سنت پر لعنت دارد ہے تو کیا جھوٹا اور تارکِ سنت، اہل سنت و جماعت سے خارج ہے؟ (تعارف علمائے دیوبند ص ۱۲۳)

ادکار ڈوی صاحب کو دراصل مولانا رشید احمد کے ایک فتویٰ سے اختلاف ہے جس میں مولانا گنگوہیؒ نے شیعوں کو ملعون لکھا ہے باقی تو سب اکھاڑ بازی ہے اور فی الواقع غصہ اس بات پر ہے کہ شیعوں کو ملعون نہیں کہنا چاہیے تھا اور دوسرا ادکار ڈوی صاحب جھوٹے اور تارکِ سنت افراد و اشخاص کو اہل سنت و جماعت کے دائرہ میں رکھ کر ان کی ہمدردیاں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ علاوہ ازیں ادکار ڈوی صاحب بتلانا چاہتے ہیں کہ بریلویوں کی گنگا الٹی چلتی ہے یعنی بریلوی مذہب میں سچ جھوٹ ہے کفر اسلام ہے لڑائی صلح ہے تارکِ سنت اہل سنت اور عاملِ سنت وہابی ہے غالباً بریلویوں کے بھیجے معکوس ہوتے ہیں ایسے ان کی دنیا بھی الٹی ہے تارکِ سنت کو اہل سنت وہابی کہہ سکتے ہیں جس کی آنکھ نہ ہو ایک روایت ہے کہ ادکار ڈوی کی ایک آنکھ نہیں ہے اگر یہ روایت درست ہے تو پھر ایسی باتیں ادکار ڈوی صاحب کی شایانِ شان ہیں۔

|                              |   |
|------------------------------|---|
| بریلوی مذہب میں احمد رضا     | آپ پہلے احمد رضا کا ایک فتویٰ ملاحظہ فرمائیں آپ فرماتے ہیں۔ |
| کے جھوٹ کا دوسرا نام قرآن ہے | ڈاڑھی منڈلنے اور کتر وائے کا فاسق                           |

معلن ہے اسے امام بنانا گناہ ہے فرض ہو یا تراویح کسی غازیں اسے امام بنانا جائز نہیں۔ حدیث میں اس پر غضب اور ارادہ قتل وغیرہ کی وعیدیں ہیں اور قرآن عظیم میں اس پر لعنت ہے۔ (احکام شریعت جلد ۲ ص ۱۶۱)



احمد رضا خان صاحب کے اس فتوے کو پڑھیں اور حدیث میں اس پر غضب اور ارادہ قتل سے آخر تک کی عبارت پھر سے پڑھیں اور اگر خدا توفیق دے تو احادیث کا مطالعہ فرمائیں اور قرآن کریم بھی پڑھ لیں نہ حدیث میں دائرہ منڈلنے والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کر دینے کا ارادہ ملے گا اور نہ قرآن کریم میں دائرہ منڈانے والے پر لعنت کا تذکرہ پائیں گے۔

یہ احمد رضا کی اپنی ہرزہ سرائی ہے جس کو قرآن کریم کی طرف منسوب کر کے خدا کے کلام پر بہتان باندھا ہے۔ اور اگر قرآن عظیم سے مراد احمد رضا کا اپنا فتویٰ ہے تو پھر اس کا معنی یہ ہوا کہ احمد رضا اپنی بھولی بھیلوں کو یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ میری باتوں کو قرآن عظیم کہا کرو۔

اپنے جھوٹ پر چادر دیکھو کیسی خوبصورت پڑھائی چادر ہٹائی تو اندر چڑیل۔

بریلوی مذہب میں ساس کی شلووار کوئی شخص مجدد صاحب سے پوچھتا  
کو شہوت سے ہاتھ لگانا خیر ہے

عرض: معمولی پھینٹ جس کے پاہلے

عورتوں کے ہوتے ہیں خوشدامن کا پاہلہ ایسی پھینٹ کا ہوا اس پر اس کے جسم کو ہاتھ  
شہوت سے لگائے تو کیا حکم ہے؟

ارشاد اگر ایسا کپڑا ہے کہ حرارت جسم کی نہ معلوم ہو تو خیر۔

(احکام شریعت جلد ۲ ص ۳۲)

ساسی نے خوشدامن کی شلووار کو شہوت سے ہاتھ لگانے کی صورت میں  
سوال کیا ہے کہ اس کا کیا حکم ہے؟

بے علم علما نے کتنا منہجہ خیر جواب دیا ہے کہ ہاتھ لگانے والے کو اپنی  
ساس کے رانوں کی حرارت محسوس نہ ہو تو شلووار کے اوپر ساس کی رانوں سے لطف اندوز  
ہونے میں خیر ہے۔

اس فتوے سے مجدد صاحب کی فقہاء کی تصریحات سے عدم واقفیت عیاں  
ہے۔ فقہائے احناف نے شہوت سے مطلقاً ہاتھ لگانے کو حرمت مصاہرہ کا  
سبب لکھا ہے بلکہ شہوت سے دیکھنے کو بھی اسی حکم میں شامل کیا ہے۔



چنانچہ صاحب کنز الدقائق فرماتے ہیں -

وَالْتَمَسُ وَالنَّظَرُ بِشَهْوَةٍ  
يُوجِبُ حُرْمَةَ الْمُصَاهَرَةِ  
یعنی (کسی عورت کو) ہاتھ لگانے اور شہوت  
سے دیکھ لینے سے حرمت مصاہرت  
ثابت ہو جاتی ہے -  
(کنز الدقائق ص ۹۸)

اور ہامش پر ہے  
أَوْهَتْهَا بِشَهْوَةٍ

یا عورت کو شہوت کے ارادے سے  
ہاتھ لگائے (تب بھی حرمت مصاہرہ ثابت

ہو جائے گی)

معلوم نہیں مجدد صاحب نے حرارت کا نکتہ کہاں سے نکالا ہے؟  
غالباً مجدد صاحب نے یہ نکتہ ایک باطل فرقے کی اس روایت سے حاصل کیا ہے  
جس میں تصریح ہے کہ اگر بیٹا اپنے آلہ تناسل پر ریشمی کپڑا لپیٹ کر اپنی ماں سے  
جماع کرے تو کوئی حرج نہیں اس روایت کے جواب کی وجہ بھی حرارت کا فقدان ہی  
معلوم ہوتا ہے۔ مجھے تو یہ شخص علمی میدان میں سفید لٹھے کی مانند بالکل کورا  
معلوم ہوتا ہے اور بھولی بھیلوں نے پتہ نہیں اسے مجدد کیوں مشہور کر دیا؟  
اس موضوع پر اگرچہ اجمالاً میں قبل ازیں بھی کچھ  
لکھ چکا ہوں مگر وہ مضمون ایک بحث میں ضمناً  
آجانے کی وجہ سے مفصل نہ تھا اس لئے اب  
بریلوی مذہب میں نبی اور ولی  
ہی خدا ہوتے ہیں

ذرا تفصیلاً عرض کرتا ہوں -

بریلوی مکتب فکر کے علماء اور شعراء نے اپنی کتب میں اس قسم کے  
مضامین پر بڑی سیر حاصل کلام کی ہے مگر شفیع ادکار دی اس سے انکار کرتے  
ہوئے لکھتے ہیں -

بہت ضروری

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے

بولینا ہے لے لیں گے محمد کے در سے



وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر

اتر پڑا ہے مدینے میں مصطفیٰ ہو کر

یہ یا اس قسم کے ایسے اشعار جو عقیدہ و ایمان کی رو سے سراسر غلط ہیں ان کی نسبت علمائے اہل سنت (بریلوی) کی طرف کی جاتی ہے حالانکہ علمائے اہل سنت نے بارہا ان کی تردید کے ساتھ مطالبہ کیا ہے کہ بتاؤ یہ اشعار کس عالم اہل سنت نے کہے ہیں اور کس کتاب میں ہیں؟ (تعارف علمائے دیوبند ص ۹)

ماشاء اللہ اگر اوکاڑوی صاحب اس قسم کے اشعار کو کفر یہ سمجھتے ہیں تو بڑی خوشی کی بات، چشم مار دشمن ددل ماشاد۔

مگر مولنا صاحب آپ کا یہ فرمانا محض کو رہی اور محکم ہے کہ ان یا ان جیسے اشعار کی نسبت ملت بریلویہ کی طرف الزام ہے۔ آپ نے جو دو اشعار نقل کر کے فرمایا ہے کہ یہ عقیدہ و ایمان کی رو سے غلط ہیں اور ان جیسے کا معنی یہ ہے کہ جن اشعار میں یہ مضمون ہو وہ بھی غلط ہوئے اگر ان دو شعروں کا آپ مضمون و مفہوم بیان کر دیتے تو ان جیسے اشعار کو منتخب کرنے میں کوئی اور اختلاف نہ ہوتا تاہم یہ کوئی اتنا دقیق مسئلہ نہیں کیونکہ یہ دونوں شعراء دو کے ہیں اور کسی بھی اردو دان کو ان کے مفہوم سمجھنے میں کوئی دقت نہ ہوگی۔

تو پہلے میں ان دونوں شعروں کا مفہوم اور خلاصہ عرض کیئے دیتا ہوں۔

پہلے شعر کا مطلب یہ ہے۔

کہ اللہ بس لیکتا ہے اس کے علاوہ اب اس کے قبضہ میں کوئی اختیار نہیں۔ اور اس نے اپنے تمام اختیارات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تفویض کر دیئے ہیں اس لئے اب جو ضرورت ہوگی وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگ لیں گے۔

اور دوسرے شعر کا مطلب یہ ہے کہ جسے ہم خدا کہتے ہیں اس کا نام زمین پر مصطفیٰ ہے اور عرشوں پر اسی کو خدا کہتے ہیں۔

یہ ہے ان دونوں شعروں کا مفہوم اور ان جیسے کا مطلب یہ ہوا کہ جن اشعار



میں یہ مفہوم ہو۔ اور آپ نے تسلیم کر لیا کہ ایسے مضمون پر مشتمل اشعار کفریہ ہیں اور ان کا کہنے والا کافر ہے۔

رہا آپ کا مطالبہ تو واللہ آج تک مجھے آپ کے مطالبے کا علم ہی نہ ہو سکا ورنہ آپ کو اتنی تکلیف نہ ہوتی پہلی تکلیف کی معافی چاہتا ہوں اور فی الحال آپ کا مطالبہ پورا کرتا ہوں ذرا غور سے دیکھتے جائیے اور عقیدہ اور ایمان کی رو سے غلط کہتے جائیے۔

۱۔ سب سے پہلے آپ کے اعلیٰ حضرت سے بات شروع کرتا ہوں آپ کے اعلیٰ حضرت ایک جگہ اول الذکر شعر کے مفہوم کو نثر میں یوں بیان کرتے ہیں۔  
اگر الوہیت (وہدیت) عطا فرمانا بھی زیر قدرت ہوتا تو ضرور یہ بھی عطا فرماتا۔  
(ملفوظات جلد ۲ ص ۲۱۱)

فرمائیے اذکار دی صاحب یہ پہلے شعر کا مفہوم ہے یا نہیں اور یہ آپ کے اعلیٰ حضرت کا عقیدہ ہے اسے بھی عقیدہ اور ایمان کی رو سے غلط کہیے اگر ان کے عقیدے کو غلط نہیں کہتے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ نے عوام الناس کو بوجہ خوف بنانے کے لئے سفید چھوٹ بولا ہے فی الواقع آپ کا بھی عقیدہ یہی ہے کہ اللہ اپنی وہدیت دے نہیں سکتے ورنہ جس طرح سب کچھ دے کر کارہائے دنیا سے ریٹائر ہو گئے ہیں اسی طرح یہ بھی دے دیتے۔

اٹھے بوقتہ دنی کے پردے کوئی خبر دے تو کیا دے

۲۔ وہاں تو بجا ہی نہیں ددنی کی نہ کہہ کہ وہ ہی نہ تھے اے تھے (علاقہ بخشش جلد ۱ ص ۱۱۱)  
یہ بھی اعلیٰ حضرت کا لعلیہ کلام ہے فرماتے ہیں کہ جب معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے اپنے اور نبی علیہ السلام کے مابین تمام پردوں کو ہٹا کر قریب بلایا تو کسی کو کیا خبر کہ وہاں کیا کیا راز ہائے سرستہ کھلے البتہ اتنا ضرور معلوم ہے کہ اس مقام پر دو ہستیاں جمع نہیں ہو سکتیں لہذا فرش سے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم غرش پر گئے یہی دراصل خدا تھے۔

ایک مقام پر حامد رضا اس کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ ہم خدا اور رسولؐ کو ایک کیوں مانتے ہیں فرماتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



بھی قدیم ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی قدیم ہیں اور ہمارے نزدیک دو ہستیاں قدیم اور  
دائم نہیں ہو سکتیں اس اصول اور قانون کی وجہ سے دونوں کو ایک ہی ماننا پڑیگا  
چنانچہ فرماتے ہیں کہ

ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن

بکل شیء علیم لوح محفوظ خدا تم ہو

نہ ہو سکتے ہیں دو اول نہ ہو سکتے ہیں دو آخر (ہدائق بخشش جلد ۲ صفحہ ۱۰۷)  
تم اول اور آخر ابتدا و انتہا تم ہو

بڑے میاں نے تو صرف قصر دنی کے پر وے اٹھا کر ذرا اشاروں سے  
کام لیا مگر چھوٹے میاں نے تو کمال کر دیا اور بیٹے کے ذہن میں باپ ہی کی تعلیمات  
مسمومہ کے اثرات ہیں جس سے وہ خدا اور رسول دو جدا گانہ وجود کے قائل نہیں  
بلکہ وجود ایک اور نام دو ہونے کے قائل ہیں اور کہتے یوں ہیں کہ جب زمین پر انسانوں  
کے جبرمٹ میں نبی علیہ السلام نظر آتے ہیں تو ان کا نام محمد اور احمد ہے۔

اور جب فرشتے دست بستہ ان کے دربار میں عالم اعلیٰ میں نظر آتے ہیں  
تو وہ خدا کہلاتا ہے گویا کہ جو زمین پر ہے یہ وہی ہے جو آسمان پر ہے اور جو آسمان  
پر ہے یہ وہی ہے جو زمین پر ہے۔ تو عیسائیوں کی طرح بریلویوں کا بھی عقیدہ یہ  
ہوا کہ دو ایک ہیں اور ایک دو ہیں بلکہ احمد رضا خان صاحب لو اس سے  
بھی ترقی کر کے ایک جگہ لکھتے ہیں کہ دو اور ایک کی بات مت کرو تم تو عیسائیوں  
کی طرح بالکل تین ایک اور ایک تین ہیں کے قائل ہیں چنانچہ فرماتے ہیں

احمد سے احمد اور احمد سے تجھ کو

سب کن کن مکن حاصل ہے یا غوث

(ہدائق جلد ۲ صفحہ ۱۰۷)

یعنی اللہ نے اپنے تمام اختیارات نبی علیہ السلام کے ہوالے کر دیئے اور  
نبی علیہ السلام نے وہی اختیارات حضرت غوثؒ کو دیدیئے۔ اس کے دو مطلب  
ہو سکتے ہیں۔



۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام اختیارات نبی علیہ السلام کو دیدیئے اور خود اب سوائے اہدیت اور وحدت کے کچھ نہیں اور اسی طرح پھر نبی علیہ السلام نے وہی اختیارات حضرت جیلانیؒ کو تفویض کر دیئے اور سوائے نبی ہونے کے اپنے پاس کچھ نہ رکھا تو گویا کہ اب اہد اور احمد دونوں ریٹائرمنٹ کا زمانہ گزر رہے ہیں اور مختار صرف شیخ جیلانیؒ کی ذات ہے۔۔۔۔۔۔ یہ عقیدہ بھی کفریہ ہے۔

۲۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ تینوں ہستیاں مساوی طور پر مختار ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ خدا کے پاس تمام اختیارات ذاتی ہیں اور نبی علیہ السلام کے پاس عطائی اور غوث پاکؒ کے پاس بذریعہ عطاء در عطا اور تینوں ہستیاں سپر پاور ہیں اور یہ بعینہ تثلیث ہے یہی عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔

کہ التثلیث فی التوحید

اور التوحید فی التثلیث

اور تمہارا عقیدہ بھی یہی ہوا کہ تینوں ایک اور ایک تین۔۔۔۔۔۔ اور یہ عقیدہ بھی کفریہ ہے ادکار ڈی صاحب میں نے آپ کا مطالبہ پورا کر دیا۔ اب فرمائیے اعلیٰ حضرت اور حامد رضا کے بارے میں کیا فیصلہ ہے۔

ادریا ”بہت ضروری“ کے تحت ہو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ سب تقیہ

ہے

ہم سے الجھو گے تو انجام قیامت ہو گا

ہم نے روندنا ہے زمانہ میں حسینیوں کا وقار  
ادکار ڈی صاحب کو غالباً اپنے مکتب فکر کے لوگوں کی کتب دیکھنے کا  
موقع نہیں ملا ورنہ یہ بات قطعاً نہ کہتے۔۔۔۔۔۔ میں اس موضوع پر اگر بالاستیعاب  
لکھوں تو ایک دفتر درکار ہے اس لئے آخر میں تیسرا حوالہ صرف اس لئے نقل کر کے اس  
بحث کو ختم کرتا ہوں تاکہ آپ کے تثلیث والے عقیدے کی ایک مزید دلیل بن جائے  
۳۔ لیجئے یہ ہے میرے سامنے ہدائق بخشش اس کا صفحہ ۱۱۴ نکالئے اور پوچھا شعر  
پڑھیئے آپ کے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں



ہمارا تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ معراج کی شب نبی علیہ السلام اللہ سے ملنے گئے تھے مگر امام بریلوی یہ فرماتے ہیں کہ

معراج کی شب خدا سے خدا ملنے گیا تھا احمد رضا کا یہ شعر خدا اور رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہونے پر اتنا واضح ہے کہ اس پر نہ کسی قرینہ کی ضرورت  
ہے اور نہ ہی کسی تاویل و ہیر پھیر کی احتیاج۔ ————— اوکاڑوی صاحب! کیا یہ  
شعر بومستوی عرش تھا اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفیٰ ہو کر بعینہ اس کے ہم معنی نہیں  
اب تو آپ ہی کے فتویٰ سے احمد رضا کافر ہوا اور اس کا شعر آپ کے عقیدے اور اگر  
آپ میں ایمان ہے تو ایمان کی رو سے بھی غلط ہوا۔ یا تو غلط کہیے اور یا اس بات کو تسلیم  
کیجئے کہ آپ کا اور آپ کے اکابر کا یہی عقیدہ ہے کہ خدا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
میں بھی کوئی فرق نہیں جو مستوی عرش تھا وہی اپنا نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
رکھ کر مدینہ میں مولق افروز ہے فیا سقی۔

بریلویوں کا مذہب ہے کہ خدا اور رسولؐ دونوں بھائی ہیں

نظر یہ ہے اور میں اکثر بریلوی مذہب کے احکام کے ثبوت میں احمد رضا ہی کے اقوال پیش کرنے کو اولیت دیتا ہوں رہ گئی برساتی مینڈکیں تو اولاً تو میں ان کو بریلوی سمجھتا ہی نہیں بلکہ وہ تو مطلق العنان بے دین لوگوں کی ایک کھیپ ہے جنہوں نے اپنی لادینیت اور مطلق العنانیت پر رضا خانیت کی پیا در چڑھائی ہوئی ہے اور ان کی اکثر دشمنی باتیں خود احمد رضا کے اقوال سے متصادم ہیں اس لئے میرے نزدیک نہ وہ بریلوی ہیں اور نہ ہی انھیں بریلوی کہنا قرین قیاس ہے اور اگر اندر خانہ ان کا بریلویوں سے دین متین کی تصویر و ہیئت کو بگاڑنے کا کوئی سبھوتہ ہو تو وہ بات جدا ہے علاوہ ان کے بریلوی مذہب کے کچھ قوائم ہیں ان کی بات بریلویوں کے نزدیک وقیع ہوتی ہے اس لئے کبھی کبھی ان کے اقوال پیش کر دینے میں دریغ نہیں کرتا لیکن خدا اور اس کے رسول صلی اللہ



علیہ وسلم کے بارے میں جتنا اہانت آمیز مضامین کا تانتا احمد رضا کی کتب میں ملتا ہے  
اتنا کھل کر اور دیدہ دلیری سے کسی نے نہیں لکھا۔

حتیٰ کہ جو لوگ اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں رکھتے اور سرے سے خدا کے  
وجود ہی کے منکر ہیں انہوں نے بھی خدا کے ماننے والوں کا احترام کرتے ہوئے خداوند کریم  
کی ذات کے بارے میں بھی اتنی یادہ گوئی نہیں کی جتنی احمد رضا نے کی ہے ذرا ان کا  
اس شعر میں تخیل ملاحظہ فرمائیں۔

حجاب اکٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے  
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب نبی علیہ السلام معراج پر تشریف لے گئے تو خدا  
اور آپ کے مابین لاکھوں پردے تھے اور وہ پردے بتدریج ایک ایک کر کے اکٹھے  
گئے اور پھر ہر پردے میں لاکھوں جلوے تھے یہ وقت بھی بڑا عجیب وقت تھا کہ  
دونوں بھائی پیدا ہونے کے بعد سے جو بچھڑے ہوئے تھے اب مل رہے تھے۔  
اور ظاہر ہے کہ دو بھائی پیدا ہونے کے ایک طویل مدت بعد ملیں تو وہ  
ملاقات جتنی فرحت بخش ہو سکتی ہے اس سے کہیں زیادہ ان دونوں جنم کے  
بچھڑے ہوؤں کی ملاقات میں انبساط کا منظر تھا۔

یہاں تک تو اعلیٰ حضرت کے شعرا میں نے سادہ لفظوں میں مطلب بیان کر دیا ہے  
جو امید ہے کہ قارئین سمجھ گئے ہوں گے۔ لیکن اس شعر میں مندرجہ ذیل اعتراضات  
ہیں اور رضا خانیوں سے امید کرتا ہوں کہ ان کے جوابات سے بہت جلد نوازیں گے۔  
۱۔ حجاب اکٹھنے میں لاکھوں پردے۔ یہ مقولہ احمد رضا کا اپنا ہے یا قرآن کریم و  
حدیث نبوی میں بھی اس کا کہیں تذکرہ ہے

اگر یہ احمد رضا کا اپنا مقولہ ہے تو ردی کی ٹوکری کی زینت بنا  
دیجائے اور۔۔۔۔۔ اگر قرآن مجید و حدیث میں حجاب اکٹھنے میں لاکھوں پردوں  
کا تذکرہ ہے تو اسے بیان فرمائیے۔

۲۔ ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے اس پر بھی یہی مذکورہ دو سوال ہیں۔  
۳۔ عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت الخ یعنی دونوں معراج کی شب ملے



اور ملنے کے بعد پھر فرقت یا فرقت طویلہ کے بعد دونوں میں وصل ہوا۔ مجھے بھی تسلیم ہے کہ دونوں ہستیوں کا اس شب وصل ہوا مگر تمہارے نزدیک تو یہ غلط ہونا چاہیے کیونکہ تم تو نبی علیہ السلام کو ہر جگہ موجود اور حاضر و ناظر مانتے ہو تو حاضر و ناظر جب ہر جگہ موجود ہے تو اس کی جدائی اور پھرنے کے کیا معنی؟

یہ آپ کے آعلحضرت کا ذہول ہے یا جھوٹ

۴۔۔۔ جنم کے پھرے گلے ملے تھے۔ نبی علیہ السلام کا جنم تو تسلیم لیکن قداوندؑ تو ہم یولد ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف جنم کی نسبت تو کفر ہے کیا احمد رضا نے التدی کی طرف جنم کی نسبت کفر کے کفر کا ارتکاب نہیں کیا؟

۵۔۔۔ زیر بحث شعر کے آخر میں احمد رضا فرماتے ہیں کہ ”گلے ملے تھے“۔

قرآن کریم میں تو ہے فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ، اگرچہ اس سے بھی محقق قول یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں اور اگر غیر مشہور قول ہی مراد لیا جائے جس میں اللہ اور نبی علیہ السلام کا تذکرہ ہے تب بھی گلے ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا پھر آپ کے آعلحضرت نے گلے ملنے کی تعبیر کہاں سے نکال لی؟

بریلوی مذہب میں کتے کا  
گوشت اور پانخانہ پاک ہے

احمد رضا کی کتب میں کتے کا تذکرہ بڑی کثرت سے ملتا ہے اور گزشتہ اوراق میں میں آپ کی کتابوں سے کتے کا واسطہ بھی بتلا چکا ہوں۔

مندرجہ ذیل فتویٰ سے کتے کے کثرت سے تذکرہ کی وجہ آپ خود ہی سمجھ جائیں گے اور تھوڑی سی رہنمائی میں کیئے دیتا ہوں۔۔۔۔۔ یعنی تمام مسلمان آج تک کتے کو نجس اور حرام کہتے آئے ہیں اور بریلوی مذہب میں بات اس کے برعکس ہے اس لئے احمد رضا نے پہلے اس کا اپنی کتب میں کثرت سے تذکرہ فرمایا تاکہ لوگ اس سے مانوس ہو جائیں اور جو صدیوں سے کتے سے نفرت پھیلی آ رہی تھی وہ بتدریج ذہنوں سے نکل جائے۔ جب فالصاحب نے یہ سمجھ لیا کہ اب وہ نفرت نہیں رہی تو بعدہ یہ فتویٰ دیدیا چنانچہ فرماتے ہیں۔

عرض۔۔۔ کتے کا رواں تو ناپاک نہیں۔

ارشاد۔۔۔ صیح یہ ہے کہ کتے کا صرف لعاب ناپاک ہے۔ (ملفوظات جلد ۳ ص ۶۱)



اعلیٰ حضرت کے اس ملفوظ کی مزید تشریح کی ضرورت نہیں ناظرین خوب سمجھ جائیں گے کہ اعلیٰ حضرت کتے کے لعاب ہی کو ناپاک فرما رہے ہیں اور لفظ ”صرف“ سے وضاحت کر دی کہ باقی سب حلال و طیب۔ کتا چونکہ فطرۃً اپنی جنس سے حسد کرنے والا ہوا ہے اور بریلوی جب اس کے گوشت اور پانخانہ وغیرہ کو حلال سمجھتے ہیں تو اس کے کھانے کو کارِ خیر گردانتے ہوئے اندرونِ خانہ اس کے گوشت سے لطف بھی اٹھاتے ہوں گے۔ اسی کتا خوری کی وجہ سے بریلویوں کے اندر بھی وہی کتے والی دو عادتیں خصوصیت کے ساتھ پائی جاتی ہیں۔

۱۔ لڑنا، جھگڑنا، بھونکنا۔ کتا جہاں اجنبی کو دیکھے گا، اس سے لڑے گا بھونکے گا۔ بریلوی بھی جہاں دیوبندی کو دیکھیں گے اس سے لڑیں گے اور لڑنے کی طاقت نہ ہوئی تو کافر تو ضرور کہیں گے۔

۲۔ کتے میں وفاداری ہوتی ہے یہ بھی اپنے آقا کے بہت وفادار ہیں زندگی بھر انگریز کی وفاداری کے دم بھرتے اور دذرات کے خواب دیکھتے رہے اور اسی کے نقش پا پر اس کے اذناں چل رہے ہیں اسلام سے وفاداری نہیں بس وقت کے حاکم کی وفاداری کا دامن ہاتھ سے نہ جانے پائے۔

|   |   |
|---|---|
| امام بریلویہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی مدح و منقبت میں اتنا غلو کرتے ہیں کہ آپ کو آسمان معرفت کا پاند بنا کر بقیہ تمام مخلوق کو بشمول فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم | بریلوی مذہب میں شیخ عبدالقادرؒ (معاذ اللہ) معرفت میں نبی علیہ السلام سے بھی بلند مقام رکھتے ہیں |
|---|---|

آپ کی ضیا پاشیوں سے فیض یافتہ یقین کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں ۷

ہم توئی قطب جنوب دہم توئی قطب شمال

نے غلط کردم محیط عالم عرفان توئی

(ہدائق بخشش جلد ۲ ص ۸۱)

یعنی اے شیخ عبدالقادر آپ شمال و جنوب کے قطب ہیں۔ اور اگلے مصرعہ میں کہتے ہیں کہ نہیں میں نے آپ کو صرف شمال و جنوب کا قطب کہہ کر غلط حرکت کی بلکہ آپ تو معرفت و فہم شناسی کی تمام دنیا کو گھیرے ہوئے ہیں۔ ناظرین اگر آپ تھوڑی



سی غور و فکر فرمائیں گے تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ اس شعر میں اعلیٰ حضرت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کا ارتکاب کیا ہے اس لئے کہ خدا تعالیٰ کے علاوہ تو کچھ ہے وہ دنیا ہے اور اسی دنیا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں اور اعلیٰ حضرت حضرت شیخ عبدالقادر کے بارے کہہ رہے ہیں کہ آپ تمام دنیا کو معرفت و خدا شناسی میں گھیرے ہوئے ہیں یعنی تمام دنیا سے معرفت میں بڑھے ہوئے ہیں تو گویا اعلیٰ حضرت نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو معرفت و خدا شناسی میں بڑھا ہوا کہا ہے تو سخت کفر ہے۔

نیز اس شعر کے آخری مصرعہ میں اعلیٰ حضرت کی علمی بساط بھی واضح ہو گئی کیوں کہ نے غلط کردم۔ خود غلط ہے بلکہ اس جگہ ”نے غلط گفتم“ ہونا چاہیے تھا۔  
لطیفہ — اس شعر میں آپ نے دیکھ لیا کہ بریلویوں کے اعلیٰ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی تعریف کرتے ہوئے اتنے آگے نکل گئے کہ خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کر بیٹھے اور ایک مقام پر بریلویوں کے ایک مفتی علمائے دیوبند کی تردید میں اپنی انہی قلم اس طرح پلاتے ہیں کہ جنہیں ان کے پیر و مرشد معرفت میں نبی علیہ السلام سے بھی فائق مانتے ہیں وہ انہیں کو بے دین قرار دے جاتے ہیں۔ چنانچہ مفتی احمد یار لکھتے ہیں

نیز خدا تعالیٰ کی صفات واجب ہیں نہ کہ ممکن لہذا خدا کے لئے سکنا کہنا بے دینی ہے  
(جاء الحق ص ۳۸۹)

ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ بغیر باپ کے پیدا فرمادیں اور ہو سکتا ہے کہ باپ کے ہوتے ہوئے بھی کسی کو بیٹا نہ دیں اور ہو سکتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ایک گناہ گار کو بغیر عذاب دیئے جنت میں داخل فرمادیں۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ ایسے تمام جملے بے دینی پر مبنی ہیں۔ اور شیخ عبدالقادرؒ مفتی صاحب کے فتوے کے برعکس یوں فرماتے ہیں کہ

اگر وہ چاہتا ہے تو اس کو ترک کر دیتا ہے اور ایسا کرنا اس کی قدرت میں ہے اور ممکنات و موجودات سب چیزوں پر اپنی عام قدرت سے اختیار رکھتا ہے۔  
(غلتہ الطالبین ص ۱۲۵)



تو مفتی احمد یار کے فتوے سے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ عیاذ اللہ بے دین ٹھہرے  
اب آپ ہی بتائیں کہ ان لوگوں کو پاگل کہوں یا کافر؟

بریلوی مذہب میں محفل میلاد میں قیام کرنے والے بندہ ہیں  
اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔  
میں نے بندہ کو قیام کرتے دیکھا ہے میں اپنے پرانے مکان میں جس میں میرے منہ بھائی

مرہوم رہا کرتے تھے مجلس میلاد پڑھ رہا تھا ایک بندہ سامنے دیوار پر چپکا مودب بیٹھا سن رہا  
تھا جب قیام کا وقت آیا مودب کھڑا ہو گیا پھر جب بیٹھے تو وہ بھی بیٹھ گیا۔ وہ بندہ رکھا  
دہائی نہ تھا۔ (ملفوظات جلد ۴ ص ۵۷)

ناظرین کرام اعلیٰ حضرت کے اس ملفوظ کو آپ دوبارہ پڑھیں اور اس کے بعد  
فیصلہ فرمائیں کہ کیا ایسا شخص مجدد تو کیا ایک باہوش آدمی کہلوانے کا بھی مستحق  
ہے؟

مجلس میلاد میں قیام کے بواز پر بندہ روں کے عمل کو پیش کرنا کوئی عقلمندی ہے  
اور طرفہ تماشہ دیکھتے فرماتے ہیں کہ وہ بندہ رکھا دہائی نہ تھا یہ بعینہ فباؤ ابغضب علی  
غضب ہے۔ اس لئے کہ اگر میں اسی واقعہ کو بیان کرنے کے بعد کہوں کہ اس سے معلوم  
ہوا کہ محفل میلاد میں قیام بندہ کرتے ہیں انسان نہیں تو کیا آپ اس پر کوئی معارف پیش  
کر سکتے ہیں؟

مسائل کو ثابت کرنے کا یہ عجیب طریقہ ہے ادھر تو قیام کو واجب کہتے ہیں۔  
اور واجب ثابت کرنے کے لئے بندہ روں کی کہانیاں پیش کیسے ہیں مولانا یہ شریعت ہے  
مداریوں کا کھیل نہیں۔

نیز اس حکایت سے معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت اپنے گھر میں بندہ بھی رکھا کرتے  
تھے لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ انہیں نچاتے بھی تھے یا صرف محفل میلاد کے لئے  
پال رکھے تھے؟

گل چین نے کیا گلشن سرسبز کو تاراج  
اب ہو کے رہا مرغ گرفتار کہاں جائے



بریلوی مذہب میں اب بھی | ملت رضانیہ کے امام دیوبانی اپنے نعتیہ کلام میں  
 فرماتے ہیں کہ نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا بلکہ اب  
 بھی کھلا ہے جب دروازہ کھلا ہے تو مطلب واضح

ہے کہ اس دروازے سے اور نبی بھی آسکتے ہیں چنانچہ آپ کا شعر ملاحظہ فرمائیں۔  
 فرماتے ہیں ۷

فتح باب نبوت پر بحید درود (ہدائق بخشش جلد ۲ ص ۲۷)

ختم دور رسالت یہ لاکھوں سلام

یہاں فتح بمعنی مفتوح یا فاتح کے ہے کیونکہ مصدر معنی میں فاعل یا مفعول  
 کے ہوتی ہے اگر معنی میں مفتوح کے ہے تو پھر شعر کا مطلب یہ ہوگا کہ

نبوت کے کھلے ہوئے دروازے پر بحید درود اور اگر فتح بمعنی فاعل یعنی فاتح  
 کے ہے تو پھر یہ معنی ہوں گے کہ نبوت کے دروازے کو کھولنے والے پر بحید درود تو اس  
 وقت مراد یہ ہوگی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبوت کے دروازے سے داخل  
 ہوئے والا ہو اس پر بحید درود وہ چاہے اسود عینی ہو یا مسلمہ کذاب یا مرزا غلام احمد  
 یہ تمام لوگ ہی مراد ہوں گے۔

اور علامہ احمد رضا کی دیگر عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ ”فتح باب نبوت“ سے  
 مرزا غلام احمد ہی مراد ہیں کیونکہ آپ ایک دوسرے مقام پر احمدیوں یعنی مرزائیوں کی مسجد  
 کے عبادت گزار پر بھی درود بھیج رہے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ ۷  
 زاہد مسجد احمدی پر درود

دولت جیش عسکر پر لاکھوں سلام (ہدائق ج ۲ ص ۲۷)

یہ شعر پہلے شعر کا مؤید ہے کہ فتح باب نبوت سے آپ کی مراد اجرائے نبوت  
 ہے اسی لئے آپ فرماتے ہیں کہ جو لوگ اجرائے نبوت کا عملی نمونہ بنے ہیں میں ان کی  
 قائم کردہ مسجد میں بیٹھ کر عبادت کرنے والے زاہد پر بھی درود بھیجتا ہوں۔

فرمائیے جناب والا آپ علمائے دیوبند کے بارے میں فرمایا کرتے ہیں  
 کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے قائل نہیں تو احمد رضا کے بارے میں کیا  
 خیال ہے یہاں تو نبوت کے دروازے کھولے جا رہے ہیں اور جن لوگوں نے نبوت کا



دعویٰ کیا ان کی مسجد کے زاہد پر بھی درود بھیجا ہمارا ہے۔ منکر ختم نبوت آپ ہوئے یا ہم ؟

تم اگر چاہو برائی نہ کسی کی اکبر

پھر تمھارا بھی جہاں میں کوئی بدخواہ نہ ہو

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ

بریلویوں کے نزدیک پیر مرید

کی بیوی کے پاس سوتا ہے

سیدی احمد سلجاسی کی دو بیویاں تھیں۔

سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ نے

فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہم بستری کی یہ نہیں

چاہیئے عرض کیا حضور وہ اس وقت سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈال لی تھی عرض کیا

حضور کو کس طرح علم ہوا فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا ؟ عرض کیا

ہاں ایک پلنگ خالی تھا فرمایا اس پر میں تھا۔ (ملفوظات جلد ۲ ص ۴۹)

تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہوتا ہر آن ساتھ ہوتا ہے۔

امام بریلویہ دراصل اولیائے کرام کے حاضر و ناظر کے مسئلہ پر بحث فرماتے

ہوئے زیر بحث مسئلہ کو دلائل سے ثابت کر رہے ہیں اور دلیل دیکھئے کتنی بھونڈی اور پھر

ہے کہ ہر پیر اپنے مرید اور اس کی بیوی کے مخصوص اوقات میں ان کے پاس ہوتے

ہیں اور لاکھوں مریدوں کا پیر روزانہ لاکھوں نظارے کرتا ہے۔ پیر کی ایسی

کیفیت کا تذکرہ قرآن و حدیث میں تو کہیں ہے نہیں احمد رضا نے یہ لطیف مضمون

کہاں سے نکال لیا غالباً یہ بھی افتاد طبع کی شرارت ہے ؟

ناظرین کرام آپ ماضی اوراق میں پڑھ آئے ہیں کہ یہ بات خود بریلویوں کو

تسلیم ہے کہ اگر نہ اچلی طبیعت رکھتے تھے یہ من گھڑت کہانی بھی اسی چلی

طبیعت کا شاخسانہ ہے میرا خیال ہے کہ کوئی باپردہ خاتون اعلیٰ حضرت کی مرید ہو گئی

ہوگی اور اعلیٰ حضرت نے اس کے حسن کا چرچا سن لیا ہوگا آپ کی خواہش ہوگی کہ وہ

بے پردہ ہو کر میرے سامنے آئے اور میں اس کے حسن و لہجہ سے لطف اٹھاؤں لیکن

وہ ۳۱ برآمدہ نہ ہوتی ہوگی چنانچہ اعلیٰ حضرت نے یہ حکایت گھڑ کر اسے سنائی ہوگی کہ ہم



سے پردہ فضول ہے ہم تو تمہارے مخصوص اوقات میں بھی تمہارے پاس ہوتے ہیں اور تمام نظاروں سے لطف اندوز ہوتے ہیں ہم سے پردہ فضول ہے لہذا جب ہمارے سامنے آیا کر دو نقاب الٹ دیا کر دو۔

سبحان اللہ کیا پاکیزہ تعلیم ہے؟

اعلیٰ حضرت کی اسی روایت سے غالباً آجکل کے جاہل پیروں نے فائدہ اٹھا کر برملا کہنا شروع کر دیا ہے کہ مریدنی کو پیر سے پردہ کی ضرورت نہیں بلکہ پردہ جائز ہی نہیں کیونکہ میدانِ محشر میں ہم نے ان کی سفارش کرنی ہے اگر ہم انہیں دنیا میں نہ دیکھیں گے تو آخرت میں پہچان نہ سکیں گے۔ اس مقام پر اعلیٰ حضرت کی ہوشیاری کی داد دینی پڑے گی اس لئے کہ جب امام بریلوی نے یہ من گھڑت حکایت بیان کی تو فوراً ان کے ذہن میں یہ بات گردش کرنے لگی کہ یہ بات تو اس سادہ لوح مریدنی کی سمجھ میں نہیں آئے گی کیونکہ اس کے ذہن میں فوراً یہ اعتراض بار بار آ رہا ہو گا کہ اگر کسی پیر کی دس ہزار دنیا ہو گئی تو وہ سب کے پاس بیک وقت کیسے اور کیوں ہو سکتا ہے اس لئے آپ نے فوراً ایک دوسرا عنوان اختیار کر کے ایک دوسرا گھڑتو پھوڑا اور یوں فرمایا کہ

اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار دعوت قبول کر سکتے ہیں۔ (ملفوظات ج ۱ ص ۱۲۱)

بہرنگے کہ خواہی جامہ پوش

من انداز قدرت می شناسم

باب چہارم

بریلوی مکتب فکر میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام

تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بعد نبی کائنات سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ آپ ہی تمام کائنات کی تخلیق و ایجاد کی علت ہیں۔ غوثِ واقطاب۔ ابدال و مدار۔ صدیق و شہید۔ صابر و دروہ۔ حامد و زاہد۔ امام و عالم۔



فقیر و محدث غرضیکہ تمام شعبہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے اشخاص و افراد فیضانِ نبوت مصطفوی علی صاحبہا الف الف تحیۃ سے مستفیض و مستفید ہو کر ہی کچھ پاتے ہیں اور آپ ہی امام الانبیاء ہیں۔ آپ ہی کے اقوال و افعال تمام لوگوں کے اقوال و افعال پر فائق ہیں کوئی خواہ کچھ ہی کیونکہ نہ ہو آپ کی رفعتوں اور بلندیوں تک اس کو رسائی نصیب نہیں ختم نبوت کے تاجدار ہیں۔ خداوند کریم نے تمام کمالات کی آپ پر تکمیل فرمادی ہے۔ آپ کی مانند نہ کوئی ہوا اور نہ آئندہ ہو سکتا ہے۔ آپ علم میں۔ فہم و فراست میں۔ زہد و عبادت۔ تفکر و تدبیر میں۔ حسن و جمال۔ عطاء و نوال میں۔ تسلی و تلافی میں۔ عفو و درگزر میں اپنی مثال آپ ہی تھے در مصطفیٰ کو چھوڑنے والے کو بحرِ روسیاء ہی اور کٹھکروں، ذلتوں اور خجالتوں کے کچھ حاصل نہیں لیکن اس کے بالمقابل اگر آپ ملت بریلویہ کے مزعومات اور ہفوات کو دیکھیں تو وہاں آپ کو اس سے مختلف باتیں ملیں گے جس کو تفصیلاً اور بالاستیعاب بیان کروں تو ایک ضخیم کتاب بن جائے اس لئے میں ناظرین کرام کی خدمت میں بریلوی مکتب فکر کی کتب کی کچھ عبارات پیش خدمت کرتا ہوں جس سے آپ پر واضح ہو جائے گا کہ ان کے نزدیک ضرورتاً کائنات منبع جو دو نسخہ اصلی اللہ علیہ وسلم کی لیا حیثیت ہے۔

بریلوی مذہب میں نبی علیہ السلام  
حضرت غوث  
کے در کے سوالی میں (العیاذ باللہ)

بریلویوں کے مجدد صاحب حضرت  
شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی مدح  
سرائی کرتے ہوئے یوں ہدیان کے  
مرتب ہوتے ہیں۔

کوئی سالک ہے یا واصل ہے یا غوث

وہ کچھ بھی ہو تیرا سائل ہے یا غوث

(ہدائق بخشش ج ۲ ص ۱)

اس شعر میں پہلے آپ دو لفظوں کا مفہوم ذہن نشین فرمائیں اس کے بعد مراد شاعر کا تعین خود بخود ہو جائے گا۔ پہلا لفظ ہے سالک جو صوفیائے کرام کی اصطلاح میں زاہد و عابد اور مجاہدہ و ریاضت کرنے والے پر پولا جاتا ہے اور مراد اس سے اولیائے کرام ہو۔ یہی اسی لئے طریق و لاہوت کو سلوک اور اسے اپنانے والوں کو اہل



سلوک کہتے ہیں۔

اور دوسرا لفظ ہے ”واصل“ جس کے لغوی معنی پہنچا ہوا یا پہنچنے والا۔ مگر صوفیائے کرام کی اصطلاح میں ان لوگوں کو واصل کہتے ہیں جو خداوند کریم کی قربتوں تک پہنچ چکے ہوں یعنی انبیائے کرام

خلاصہ کلام یہ کہ سالک سے اولیائے کرام اور واصل سے انبیائے عظام مراد ہوتے ہیں اب احمد رضا کے شعر کا ترجمہ کیجئے جو یوں ہو گا۔

کہ اے غوث انبیائے کرام ہوں یا اولیائے کرام وہ سب کے سب آپ کے سوالی اور بھکاری ہیں۔ اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ کیا اس ایک ہی شعر میں بریلویوں کی نبی علیہ السلام سے فرضی محبت کا بھرم ختم نہیں ہو جاتا؟

اگر کسی صاحب کو اس شعر میں کلام ہو اور وہ یہ کہے کہ واصل سے مراد انبیائے کرام نہیں ہیں جب انبیائے کرام مراد ہی نہیں تو پھر ظاہر ہے کہ اس شعر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین بھی نہیں مگر غصے اس جواب سے اتفاق نہیں کیونکہ ایک دوسرا شعر میرے مضمون کی تائید کرتا ہے جس میں احمد رضا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بزمِ نقوش حضرت غوث کی محفل میں فیوضِ برکات حاصل کرنے کی غرض سے لا کر بٹھاتے ہیں جیسا کہ

|   |                              |
|---|------------------------------|
| بریلویوں کا عقیدہ کہ نبی علیہ السلام غوثِ پاک | ملت بریلویہ کے نقیب          |
| سے فیض حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں               | اور بانی اپنی رائے تازا کتاب |
|   | میں یوں یاد دہائی ہیں        |

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں

وہ تیرے وعظ کی محفل ہے یا غوث

(ہدایۂ بخشش جلد ۲ ص ۷)

تمام دلی۔ تمام رسول اور خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم احمد رضا کے غوث کی وعظ کی محفل میں حاضر ہوا کرتے تھے اس شعر میں تو احمد رضا نے ہدیٰ کر دی تمام دنیا کا مرکز اپنے غوث کو قرار دے رہے ہیں حالانکہ تمام عوالم کا مرکز تو نبی کریم صلی اللہ



علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہے احمد رضا دراصل نبی علیہ السلام کی ختم نبوت کے قائل نہ تھے اس شعر میں اسی اجر لئے نبوت کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ بندہ خدا کو ذرا بھی حیا نہ آئی اتنی بڑی دلیری بغیر دلیل کے کیسے کی جاسکتی ہے مسئلہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا ہے کسی اور کے بارے کہتے تو ہم گرفت بھی نہ کرتے کب منشاء کائنات کی رفعت اور کجا شیخ عبد القادر جیلانیؒ کروڑوں عبد القادر جیلانیؒ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک کے تسمے پہ قربان کئے جاسکتے ہیں شیخ عبد القادر جیلانیؒ تو آپ کے غلاموں کے غلاموں کے غلام تھے ان کی محفل و عطا و عظمت دینے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کا ذرا بھی خیال نہ کیا ؟ مگر رضا کی بداد خود اسی کی بربادی کا سبب بن گئی اس سے آپ کی شان میں کیا فرق آئے گا رضا کی اس یادہ گوئی کے بعد بھی ہم کہتے رہیں گے ۔

کائنات حسن جب پھیلی تو لا محدود تھی  
اور جب سمیٹ تو تیرا نام ہو کر رہ گئی

جتنے فضائل، جتنے محاسن ممکن ہیں ہو سکتے ہیں  
تو نے کئے سب ان میں فراہم صلی اللہ علیہ وسلم  
دہم کی ہرز بخیر کو توڑا، رشتہ ایک خدا سے توڑا  
شرک کی محفل کر دی برہم صلی اللہ علیہ وسلم

پیر پواریوں کا عقیدہ کہ نبی علیہ السلام  
شیخ عبد القادر کے مرید تھے

ملک کے کچھ بشر کے کچھ جن کے ہیں پیر۔  
تو شیخ عالی و سافل ہے یا غوث

یعنی پیروں کی تین قسمیں ہیں (ہدائق بخشش ج ۲ ص ۱)

۱۔ فرشتوں کے پیر جیسے جبریل یہ بھی جھوٹ ہے اس لئے کہ آج تک کسی نے بھی جبریل کو فرشتوں کا پیر نہ ہی لکھا اور نہ ہی کہا ہے یہ صرف احمد رضا کی اپنی ایجاد و اختراع ہے جو اسلام کے سراسر فلاف ہے ۔







دوسرا مطلب یہ ہو سکتا کہ نبی علیہ السلام اور عبدالقادر جیلانیؒ دو علیحدہ علیحدہ  
ہستیاں ہیں پھر اس کے معنی یہ ہوں گے عبدالقادرؒ ماسوا انبیائے کرام کے جملہ انسانوں  
کے پیر ہیں جس میں صحابہ بھی داخل ہیں یعنی وہ صحابہ کے بھی پیر ہیں تو یہ مضمون  
بھی صحابہ کرام کی توہین پر مشتمل ہونے کے باعث کفریہ ہے غرضیکہ یہ شعر کسی بھی پہلو  
سے درست نہیں ہر طرح سے کفریہ ہے

عجب کچھ پھیر میں ہے سینے والا جب و اماں کا

تو یہ ٹانگا تو وہ ادھر ا جودہ ٹانگا تو یہ ادھر ا

احمد رضا کا ہدیان

در ہدیان ملاحظہ

فرمائیں

بریلوی عقیدہ کہ سید جیلانی معرفت میں  
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بلند مقام رکھتے ہیں

ہم توئی قطب جنوب و ہم توئی قطب شمال

نے غلط کر دم محیط عالم عرفاں توئی

(ہدائق بخشش ج ۲ ص ۶۷)

یعنی اے شیخ جیلانیؒ آپ جنوب اور شمال کے قطب ہیں پھر فرماتے ہیں  
کہ نہیں مجھے ہدیان ہو گیا آپ صرف شمال و جنوب ہی کے قطب نہیں بلکہ آپ معرفت  
و خدا شناسی کی تمام دنیا کو گھیرنے والے ہیں تمام دنیا میں جتنے لوگ معرفت و خدا شناسی  
رکھتے ہیں آپ ان تمام پر فائق ہیں!

مجدد صاحب کا مضمون تو ہدیائی ہے ہی مگر تلفظ میں بھی ہدیان کے مرتکب  
ہو گئے اس لئے کہ شعر کے دوسرے مصرعے میں فرما رہے ہیں ”نے غلط کر دم“ حالانکہ یہاں  
”نے غلط گفتم“ ہونا قرین قیاس تھا۔ خیر یہ بات تو میں نے ضمناً عرض کر دی عرض یہ  
کر رہا تھا کہ اس شعر میں بھی احمد رضا نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت  
توہین کی ہے۔ اس لئے کہ معرفت و خدا شناسی کے جس قدر اور جتنے مراحل ہیں وہ  
تمام انبیائے کرام نے عموماً اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصاً بدرجہ اتم و اکمل  
طے کئے ہیں اور مجدد و بدعات فرما رہے ہیں کہ معرفت میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے  
تمام جہاں کا احاطہ کر رکھا ہے یعنی سب سے فوقیت و سبقت حاصل کر لی ہے۔



بیچارہ صلبے نوا مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے نا آشنایہ تمام زندگی مختلف امراض میں مبتلا رہنے اور بدیسی سازشوں کی جکڑ بندیوں میں الجھ جانے کے سبب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفعتوں کو بغور مطالعہ نہ کر سکا اور شیخ عبد القادرؒ کو عالم معرفت کے اوج و ارتقاء تک یوں پہنچا دیتا ہے جس سے نبی علیہ السلام کی واضح اہانت کا یقین ہو جاتا ہے اگر وہ اس نبیؐ اُمی اور معرفت و خدا شناسی کے تابعدار کو بغیر عمیق فکر پاتا تو اسے یہ کہنا پڑتا کہ آپؐ کی ذات کو زیر بحث لانا ہی فضول ہے آپؐ کی ذات جہاں جہاں سے گذر گئی وہ مقامات بھی معرفت خداوندی کے شاہکار بن گئے آپؐ جس پانی سے اپنے موئے مبارک دھولیں وہ زبان حال سے یوں کہنے پر مجبور ہو جائے کہ برق ہر اک موج میں ہے زلف ہی کا سامراج

جب سے وہ دریا پہ آکر بال اپنے دھو گیا  
اور سورج کے بجاری جو اس کی شعاعوں اور کرنوں کو دیکھ کر اس کے گردید ہو چکے ہیں اگر  
ایک نظر ہمارے آقا مدنی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیں تو وہ  
پھر آفتاب کو دیکھیں نہ آفتاب پرست  
برق جو یار کے رخسار آتشیں کو تکیں

بریلویوں کا عقیدہ کہ نبی علیہ السلام  
شیخ عبد القادرؒ  
کے فیض یافتہ شاگرد ہیں (العیاذ باللہ)

اعلیٰ حضرت ایک مقام پر شیخ عبد القادرؒ  
کی تعریف کرتے ہوئے نبی علیہ السلام  
کی بایں الفاظ توہین کرتے ہیں۔

۱۔ قر پر جیسے خور کایوں تیرا قرض

سب اہل نور پر فاضل ہے یا غوث

غلط کردم تو داہب نہ مقرض

تیری بخشش تیرا نائل ہے یا غوث

(ہدایۃ بخشش ج ۲ ص ۱۱)

یعنی جس طرح پانچ سورج سے روشنی حاصل کر کے سورج کا مقروض ہے  
اسی طرح سب نور والے حضرت غوثؒ سے فیض حاصل کر کے آپؐ کے مقروض ہیں۔



اگلے شعر میں اپنی ہدایا کی کیفیت کا اظہار کرتے ہیں اور اس کیفیت میں ایک اور ہدیان ہو جاتا ہے یعنی ”غلط گفتم“ کی جگہ پھر ”غلط کر دم کہہ رہے ہیں اور ہدیان دہدیان کے بعد کہتے ہیں کہ آپ مقرض نہیں بلکہ داسب ہیں یعنی قرض دینے والا تو پھر اپنی دی ہوئی چیز واپس لے لیتا ہے اور آپ تو سب نور والوں کو اپنا فیض سبہ کر دیتے ہیں۔ اور ظاہر ہے بریلوی عقیدہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں جیسا کہ احمد رضا ایک جگہ کہتے ہیں۔

تو تو عین نور ہے تیرا سب گھرانہ نور کا الخ

اب ذرا صغریٰ کبریٰ ملاحظہ فرمائیے اور اکاڑ دی صاحب سے نتیجہ نکلو لیجئے۔  
نبی علیہ السلام نور ہیں۔ اور نور والے عبدالقادر سے فیض پاتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ العباد باللہ نبی علیہ السلام عبدالقادر سے فیض پاتے ہیں۔ اگر کوئی بریلوی نبی علیہ السلام کو تمام کائنات سے اعلیٰ اور ارفع کہتا ہے تو وہ محض تقیہ بازی ہوئی ہے اور اصل عقیدہ آپ نے خود ہی ملاحظہ فرمایا۔

لوگوں کا مال بھی اڑاتے ہیں اور ایمان بھی اگر عوام الناس ان کی اندرونی شرارتوں اور خبیث باطن سے واقف ہو جائیں تو یوں پکارا کھیں گے  
لوہ بھی کہتے ہیں کہ یہ بے ننگ و نام ہے  
یہ جانتا اگر تو لٹا نا گھر کو میں

بریلوی مسلک کہ نبی علیہ السلام دُلہا ہیں | احمد رضا لکھتے ہیں

شب اسری کے دلہا۔۔۔۔۔ نوشتہ بزم جنت۔۔۔۔۔

(حدائق بخشش ج ۲ ص ۲۸)

اس جگہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دُلہا اور نوشتہ کہہ کر آپ کی سخت توہین کی گئی ہے۔ دنیا کے تمام نوشتوں کو نبی علیہ السلام کی گرد پا پر قربان کیا جاسکتا ہے۔ نوشتہ کا مقام اگر بلند و ارفع ہو تو اس سے تشبیہ دیکھئے نوشتے و دوشے کیا حیثیت رکھتے ہیں جو ان سے آپ کو تشبیہ کا سوچا بھی جائے مگر بریلوی مذہب چونکہ نبی علیہ السلام



سے عناد اور بغض کا دوسرا عنوان ہے اس لئے ان سے ایسی باتوں کا صدور عجیب و غریب قیاس نہیں۔

**احمد رضا کی تعظیم حضورِ مہی کی تعظیم ہے** | احمد رضا کے ایک مرتدِ خاص نے آپ کی مدح میں ایک

کتاب مدائح اعلیٰ حضرت کے عنوان سے لکھی ہے اور آج تک کسی بریلوی عالم نے اس کی تردید میں ایک لفظ تک نہیں کہا جس سے معلوم ہوا کہ اس کتاب کے جملہ مندرجات بریلویوں کے نزدیک مسلم اور ناقابلِ تردید ہیں اس کتاب میں ایک شعریوں ہے

تیری تعظیم ہے سرکارِ عرب کی تعظیم

تو ہے اللہ کا اللہ تعالیٰ تیرا

(مدائح اعلیٰ حضرت ص ۲۸)

کہاں مقامِ مصطفیٰ اور کہاں آشوبِ چشم کا دائمی مریض ملے! کیا پدی اور کیا پدی کا شور بہ۔ چہ نسبت فہاک را بعالم پاک۔ جس کے جن اور انسان ہونے کا ابھی تک بریلویوں کو علم نہیں ہو سکا اس کی تعظیم کو نبی علیہ السلام کی تعظیم کے برابر کہنا نبی علیہ السلام کی سخت توہین ہے خدا ایسی جرأت سے ہر مسلمان کو بچائے۔

**بریلویوں کے نزدیک احمد رضا امام** | احمد رضا اپنے منہ میاں مٹھو جنتے ہوئے اور نبی علیہ السلام مقتدی عیاداً باللہ فرماتے ہیں کہ

ان "مولوی برکات احمد" کے انتقال کے بعد مولوی سید احمد صاحبِ ثواب میں زیارت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لے جاتے ہیں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف لے جاتے ہیں فرمایا "برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے الحمد للہ یہ جنازہ مبارک میں نے پڑھایا تھا"

ملفوظات اعلیٰ حضرت ج ۲ ص ۲۲۵

یہ تمام ثواب احمد رضا نے صرف آخری جملے کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے گھڑا ہے تاکہ لوگ مجھے بزرگ تصور کریں اور اس کے ملنے والوں نے اس کو اس کے خلاف ایک جملہ بھی نہیں کہا اس سے بڑھ کر نبی علیہ السلام کی اور کیا توہین ہوگی کہ جس



نبیؐ کی امامت میں تمام انبیاء مقتدی ہونے پر فخر کریں اور آپؐ کو جو دگی میں کوئی نبی بھی امامت کے فرائض انجام نہ دے سکے علامہ آل بخارا کہتے ہیں کہ وہ نبیؐ میرا مقتدی ہے میں یہاں مناسب سمجھتا ہوں کہ شفیع اوکاڑوی سے عرض کرتا جاؤں اوکاڑوی صاحب اپنی کتاب ”علمائے دیوبند کا تعارف“ میں دو خواب نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ :-

ان دونوں خوابوں میں غور فرمائیے۔ پہلے خواب سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھانوی صاحب کی نماز جنازہ پڑھی ظاہر ہے کہ تھانوی صاحب کی نماز جنازہ کسی مولوی نے پڑھائی ہوگی تو وہ مولوی امام ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی بنے۔ خواب سے صراحت ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھانوی صاحب کے پیچھے نماز جمعہ پڑھی تو تھانوی صاحب امام ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی، ان خوابوں کی اشاعت کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ یہ بتایا جائے کہ تھانوی صاحب کا مقام اتنا بلند ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی انکی اقتداء کرتے ہیں۔

(علمائے دیوبند کا تعارف ص ۳۳۶)

اوکاڑوی صاحب! تفصیلی گفتگو تو میں آپ سے اس وقت کروں گا جب خدا نے بالمشادہ گفتگو کی کوئی صورت نکال دی اب تو آپ سے اتنا ہی عرض کروں گا کہ احمد رضا کا مقصد اس خواب کی اشاعت سے اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ لوگوں کو یہ بتایا جائے کہ احمد رضا کا مقام اتنا بلند ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی اقتداء کرتے ہیں احمد رضا کے اس خواب کا آپ کے پاس کیا جواب ہے رہی آپ کے پیش کردہ دو خوابوں کی بات اور ان کا جواب تو وہ ظاہر ہے کہ

ما هو جوابك في هذه الرواية فهو جوابنا في تلك الرواية

بریلویوں کے نزدیک احمد رضا ساقی کوثر

جام کوثر کا پلا احمد رضا

جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے

اپنے سایہ میں چلا احمد رضا

حشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو

(مدائح اعلیٰ حضرت ص ۸۸)



بریلویوں کے نزدیک میاں بیوی کے جملعے | بریلوی مسلک کے لاہوری  
کرتے کیوقت بھی حضور موجود ہوتے ہیں | امام اپنی کتاب میں ایک طویل  
اور لا حاصل بحث کے

اس میں لکھتے ہیں کہ

ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زوجین کے جفت ہونے کے وقت بھی  
حاضر و ناظر ہوتے ہیں (مقیاس حنفیت ص ۲۸۲)

میں اس مسئلہ کے فیصلہ کو بلا تبصرہ ناظرین کی رائے پر چھوڑتا ہوں آپ خود  
ہی فیصلہ دیں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے یا نہیں اور اگر بریلوی اس  
مسئلہ کو خدا کی ذات پر قیاس کریں تو آپ جواب میں اتنا فرمادیں کہ یہ عجیب منطق  
ہے تمہارا جی چاہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے شیخ جیلانیؒ کا مقام  
بڑھا دو کبھی احمد رضا کو ساقی کوثر کہہ دو اور جب کہیں پھنس جاؤ تو خدا پر قیاس کرنے لگ  
جاؤ۔ خدا پر قیاس کرنے کا معنی تو یہ ہوا کہ پھر تم بنی علیہ السلام کو خدا کی طرح مانتے ہو اگر  
یہ قیاس صحیح ہے تو پھر قیاس مع الفارق کس کو کہتے ہیں ؟

بریلویوں کے نزدیک نبی علیہ السلام کے روضہ انور | مجدد بریلویہ ایک  
کی خوشبو برکات احمد کی قبر سے | مقام پر برکات احمد  
کی مدح و ثناء

کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

جب ان کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اترتا تو بلا مبالغہ  
وہی خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضہ انور کے قریب پائی تھی -  
(ملفوظات ج ۲ ص ۳۵)

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں تو کیا ہے آپ یقین جلائیے  
احمد رضا کی باتیں پڑھنے سے اس کے پاگل ہونے کا یقین ہو جاتا ہے اور اس کی  
تائید میں میرے پاس احمد رضا کے سوانح نگار کی روایات موجود ہیں پہلے آپ انہیں  
ملاحظہ فرمالیں اس کے بعد اس کے اسباب و علل پر مختصر سی بات کریں گے جس  
سے آپ کو اعلیٰ حضرت کے بارے رائے قائم کرنے میں سہولت ہوگی - سوانح نگار ہی







زنان بازاری گزریں آپ نے فوراً کرتے کا اگلا دامن دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر چہرہ مبارک کو پھیالیا یہ کیفیت دیکھ کر ان میں کی ایک طوائف بول اٹھی واہ صاحب منہ تو پھیالیا اور ستر کھول دیا آپ نے برہنہ اوس کو جو اب دیا جب نظر بہکتی ہے تب دل بہکتا ہے جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت ج ۱ ص ۲۳)

اس روایت سے جہاں اعلیٰ حضرت کی حماقت کا ثبوت ملتا ہے وہاں یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ مجدد صاحب کی نظر اور ستر ۵-۶ سال ہی کی عمر میں بہکنے لگ گئی تھی۔ یہ اور اس عیسیٰ روایات کو دیکھ کر خود بریلوی آج تک یہ فیصلہ نہیں کر

پائے کہ احمد رضا انسان تھا یا جن؟ چنانچہ احمد رضا کے سوانح نگار لکھتے ہیں کہ

انہیں کا بیان ہے کہ اس قسم کے واقعات مولوی صاحب کو بار بار پیش آئے تو ایک روز تنہائی میں حضور سے کہنے لگے صاحبزادے سچ بتاؤ میں کسی سے کہوں گا نہیں تم انسان ہو یا جن؟ ایک اور مقام پر اعلیٰ حضرت کا اپنا مقولہ نقل کرتے ہیں کہ

اعلیٰ حضرت خود فرمایا کرتے تھے کہ میرے استاد جن سے میں ابتدائی کتاب پڑھتا تھا جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے تھے ایک دو مرتبہ میں دیکھ کر کتاب بند کر دیتا جب سبق سننے تو حرف بحرف لفظ بہ لفظ سنا دیتا روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے ایک دن مجھ سے فرمانے لگے احمد میاں یہ تو کہو تم آدمی ہو یا جن (حیاتِ اعلیٰ حضرت ج ۱ ص ۳۲)

اس پر مزید شواہد و قرائن پیش کئے بغیر اصل مقصد کی طرف چلتے ہیں یعنی احمد رضا سے یہ غیر انسانی حرکات کیوں صادر ہوا کرتی تھیں؟ تو میرا خیال ہے کہ احمد رضا ہمیشہ کسی نہ کسی مرض میں مبتلا رہتے تھے جس کی وجہ سے ان کا دماغی توازن برقرار نہیں رہتا تھا مرض کے شدید حملہ کی وجہ سے بسا اوقات وہ اس قسم کی باتیں کر جایا کرتے تھے اور اعلیٰ حضرت کا علی السبیل الاستمرار والدوام مریض ہونا خود بریلویوں کو تسلیم ہونے کے علاوہ احمد رضا نے خود بھی اس کا اقرار کیا ہے چنانچہ حیاتِ اعلیٰ حضرت کے سوانح نگار نے



جلداول کے آخر میں اعلیٰ حضرت کے کچھ خطوط نقل کیے ہیں جو ۱۳۲۸ھ سے ۱۳۳۹ھ کے درمیانی  
 وقفہ میں انہیں کے ہاتھ سے لکھے ہوئے موجود ہیں جن میں آپ نے بار بار اپنے مریض ہونے  
 کی صراحت فرمائی ہے۔

## چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں (ایضاً ص ۷۷)

(۱) آج درد و کرب و تپ کی زیادت کی شدت رہی  
 (حیات اعلیٰ حضرت ج ۱ ص ۲۶۶)

ایک اور خط میں لکھتے ہیں

(۲) آج ۲۲ ربیع الاول شریف تک کامل چار مہینے ہوئے سخت علالت اٹھائی  
 مدتوں مسجد کی حاضری سے محروم رہا۔  
 ایک اور خط میں اپنے مرض کا بایں الفاظ تذکرہ فرماتے ہیں کہ

(۳) طبیعت اچھی نہیں رہتی ایک ہفتہ میں بخار کے تین دورے ہو چکے ہیں  
 (ایضاً ص ۲۷۹)

ایک اور جگہ اپنی دائمی مرض کا ردنا روتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

(۴) ہر سال روز عید یا ایک روز بعد تک درد سر رہتا ہے اس سال آج  
 ۳ عید تک ہے (ایضاً ص ۲۸۲)

ایک اور خط دیکھئے لکھتے ہیں

(۵) مجھے ۷۷ دن سے بخار آتا ہے نقاہت شدت ہو گئی ہے۔

(ایضاً ص ۲۹۰)

اور ملاحظہ فرمائیں

(۶) مجھے بخار کو آج ۳۳ روز ہوئے ہیں (ایضاً ص ۲۹۱)

آگے چلیے فرماتے ہیں کہ

(۷) ۷ ربیع الاول شریف کو مفصل خط اپنی علالت کا بھیجا ساڑھے پانچ مہینے سے

زائد ہوئے کہ میری آنکھ پر آشوب آیا سو پانچ مہینے لکھنا پڑھنا موقوف رہا سن کر  
 زبانی جواب لکھواتا رہا اسی طرح بعض رسائل لکھوائے آنکھ پر اب تک بہت صنف  
 ہے مجبور ہو کر اب ایک ہفتہ سے لکھنا شروع کر دیا ہے۔۔۔۔۔ ۱۲ ربیع الاول شریف



سے طبیعت ایسی علیل ہوئی کہ کبھی نہیں ہوئی تھی چار چار پہر پیشاب بھی بند رہا۔۔۔  
مگر آج دو مہینے کامل ہوئے صنف میں فرق نہیں مسجد کو چار آدمی کسی پر بٹھا کر لے  
جاتے ہیں اور کسی پر لاتے ہیں۔ (ایضاً ص ۲۹۸)

ایک اور خط کا طرزِ علالت دیکھئے

(۸) آپ کا خط دوبارہ پریشانی دینا آیا تھا ہفتے ہوئے اور اس کا جواب  
آج دوں کل دوں مگر طبیعت علیل بار بار بخار کے دورے۔ (ایضاً ص ۳۰۰)  
امراضِ مستمرہ اور شدیدہ کے تجدد صاحب پر بار بار دورے آپ کے  
پڑ چڑے پن کا سبب بنے اور پھر یہ غصہ بچارے دیو بندیوں پر نکالا گیا۔ یہ امراض  
ہی دراصل اعلیٰ حضرت کے فقدانِ فہم و دانش کے مستقل اسباب بن گئے جس  
کی وجہ سے اعلیٰ حضرت اول ذول بکا کرتے تھے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَیْلَہٗ اِلَّا  
ہُوَ وَ اَلْیَوْمُ اِلَیْہِ۔

میں نے قارئین کو ملت بریلویہ کی چند باتیں اور بھی پیش کرنی ہیں اس لئے اس  
بحث کو یہیں پہ ختم کر کے اس ملت کے میدانِ تہہ میں چلتے اور دور کھڑے ہو کر ان  
کی حیرانی اور پریشانی کا تماشا دیکھتے ہیں یعنی اب ذرا ملت رصنائیہ میں زبان کے چٹخا بے  
اور دوزخِ ستم کی گل کاریوں کی محبوب بحث شروع کرتے ہیں آپ ذرا دور ہی سے ان  
حرفوں کی ستم کیشی دیکھیں اور زبانِ حال سے یوں کہتے جائیں۔  
نہ پہنچا ہے نہ پہنچے گا تمھاری ستم کیشی کو اگرچہ ہو چکے ہیں تم سے پہلے فتنہ گر لاکھوں

ملت بریلویہ میں

# باتِ ختم

## مالکولات اور مشروبات مدارِ ایمان ہیں

اعلیٰ حضرت کے علوم مرتبت کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس بحث کا آغاز آپ ہی  
کے کسی ارشاد سے کرتا لیکن اس مجبوری سے کہ آپ کو اس مسئلے کی اہمیت اور افادیت  
سے روشناس کرا سکوں اس بے ادبی کی جسارت کر کے ملت بریلویہ کے ایک بے اقبال



مولوی کی گوہر نشانی سے شروع کرتا ہوں جو ڈیرہ غازیخان کے ایک غیر معروف موضع کے ایک نومولود محلہ کے رہنے والے ہیں اور اپنی نسبت سعید احمد کاظمی کی طرف کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ

اور اہل سنت والجماعت عرس و میلاد کرنے والوں اور کھانے یا شیرینی وغیرہ پر فاتحہ پڑھنے والوں اور گیارہویں شریف کرنے والوں کو صحیح العقیدہ مسلمان گردانتے ہیں فلہذا فی زمانہ عرس اور فاتحہ کرنے والوں ہی کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے۔  
(بجلی و بانی کی پہچان و تاریخ ص ۷۷)

اس فتویٰ سے معلوم ہوا کہ ملت بریلویہ میں عرس اور فاتحہ کی اتنی اہمیت ہے کہ ان دونوں کو نہ کرنے والا یا ان کو صحیح اور درست نہ ماننے والا نہ ہی مسلمان ہے اور نہ ہی اس کے پیچھے نماز درست ہے۔ گویا کہ عرس اور گیارہویں کی مزید اہمیت و ایمان و دین ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بریلویوں کا علمائے دیوبند سے کوئی اصولی اختلاف نہیں ہے بلکہ محض حلوے مانڈے اور گیارہویں وغیرہ کا اختلاف ہے ادکار ڈوی صاحب اپنی نقل زدہ کتاب میں ”نگاہ اولین“ کا عنوان قائم کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

اس رسالہ کے لکھنے کی ضرورت اس لئے محسوس کی گئی کہ عوام و خواص کو معلوم ہو جائے کہ حلوے مانڈے کا پکڑ نہیں۔ (علمائے دیوبند کا تعارف ص ۷۸)

ادکار ڈوی صاحب نے اپنی بات پر نظر ثانی نہیں فرمائی ورنہ یوں نہ فرماتے غالباً ادکار ڈوی صاحب کے ذہن میں یہ بات ہے کہ نظر ثانی دو آنکھوں سے کی جاتی ہے اور چونکہ ادکار ڈوی صاحب کی ایک آنکھ خراب ہے اس لئے انہوں نے نظر ثانی کی زحمت نہیں فرمائی بنا بریں آپ نے عنوان ”نظر اولیں“ قائم فرمایا ہے۔

ادکار ڈوی صاحب! آپ اپنے ذہن سے اس وہم کو مٹا دیں کہ ایک آنکھ والے کے لئے نظر ثانی نا جائز ہے آپ ایک آنکھ سے بھی نظر ثانی فرما سکتے ہیں۔ یا جس طرح آپ نے رسالہ مصباح الجدید کو دیکھ کر من و عن نقل کر دیا ہے اسی طرح اگر آپ اپنے مذہب کی تمام کتابیں دیکھ لیتے تو یہ بھانت بھانت کی بولیاں تو نہ بولنی پڑتی۔

اب آئیے اس ملت کے بانی کے پاس چلیں وہ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں



ان کے بچپن، جوانی، بڑھاپے کی باتیں بعد میں ہوں گی سنا ہے وہ بستر مرگ پر پڑے ہیں اور مرتے وقت آدمی پر خدا کا خوف آخرت کی فکر وغیرہ کا تصور غالب ہوتا ہے اس لئے اس کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ اس وقت جو بات کروں وہ تنقید و نکیر سے بالاتر ہو ابھی ابھی کسی نے بتلایا کہ بریلویوں کے نجد کے کار تجدید میں صرف دو گھنٹے، ۱۰ منٹ باقی ہیں چنانچہ ہم بڑی تیزی سے دوڑتے ہوئے ان کے پاس جب پہنچے تو وہ یوں فرما رہے تھے کہ

اعزائے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں (۱) دودھ کا برف خانہ ساز اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو (۲) مرغ کی برائی (۳) مرغ پلاؤ خواہ بکری کا (۴) شامی کباب (۵) پراگھے (۶) اور بالائی (۷) فیڑنی (۸) ارد کی پھریری دال مع ادراک و لوازم (۹) گوشت بھری پوریاں (۱۰) سیب کا پانی (۱۱) سوڈے کی بوتل - (دصایا شریف ضائع)

اس وصیت میں پوری دین کھانوں کی منتخب کرنا اور ان کی ترتیب اعلیٰ حضرت

کے حسن ذوق پر دلالت کرتی ہے جس پر ذرا تفصیل سے کلام کر لی جائے تو کلام میں اور بھی حسن پیدا ہو سکتا ہے تو اس کلام کا آغاز ہم ایک سوال سے کرتے ہیں اور وہ یہ کہ جن بارہ کھانوں کا اعلیٰ حضرت نے بستر مرگ پر تذکرہ فرمایا ہے یہ کھانے اتنے ہیں کہ اگر ان تمام کو مجتمع کر کے ایک بھینس کے سامنے ڈال دیا جائے تو وہ بھی منہ پھیر لے اور اعلیٰ حضرت تو ایک نفیس مزاج اور لطیف طبع آدمی تھے ان کی خوراک تو اتنی اشیاء نہیں ہو سکتیں لیکن بستر مرگ پر ان کا تذکرہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ زندگی میں عموماً اتنی ہی اشیاء نوش فرمایا کرتے ہوں گے تو ایک نفیس آدمی اتنی چیزیں کیسے کھا سکتا ہے۔ (الجواب: آپ کا اعلیٰ حضرت کے بارے فرماتا کہ وہ نفیس مزاج اور لطیف طبع آدمی تھے یہ آپ کا اپنا مفروضہ ہے آپ کو اگر اعلیٰ حضرت کے بارے میں معلومات نہیں تو آپ حیات اعلیٰ حضرت کا مطالعہ فرمائیں اس میں آپ کو اس کا جواب مل جائے گا اور اس کے بعد آپ کے ذہن سے اس قسم کے ادہام از خود دور ہو جائیں گے بلکہ آپ فرمائیں گے کہ اس طرح کے آدمی کے لئے اتنی اشیاء بھی کم ہیں۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت کے سوانح نگار لکھتے ہیں کہ



وہ تو ہٹے کٹے بریلی میں ڈٹے ہوئے ہیں۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت ج ۱ ص ۲۷)

لیجئے سوانح نگار فرما رہے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کی صحت اتنی قابلِ رشک ہے کہ آپ ہٹے کے ساتھ ساتھ کٹے بھی کھتے ظاہر ہے کہ جو شخص ہٹا اور کٹا ہو اس کی خوراک بھینس بھنتی نہ سہی۔ بھینس کے بچے کی خوراک کے مطابق تو ہونی چاہیئے اور ان بارہ چیزوں میں ہر ایک کی مقدار آپ سیر کریں تو کل خوراک ۶ سیر بھنتی ہے اور ہٹے کٹے مرد کے لئے ۶ سیر خوراک کوئی زیادہ خوراک نہیں لہذا اعتراض فضول اور اعلیٰ حضرت کی وصیت درست

اور مبنی بر حقیقت - اعلیٰ حضرت کی مذکورہ وصیت کے متعلق ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے جو بارہ کھانوں کا اپنی وصیت میں تذکرہ فرمایا ہے ان میں جو ترتیب قائم کی گئی ہے وہ اتفاقیوں قائم ہو گئی ہے یا کسی خاص وجہ کے تحت اس کو قائم کیا گیا ہے ؟

اس سلسلے میں اگرچہ کچھ نہیں کہا جاسکتا البتہ اعلیٰ حضرت کی زیر کی اور سمجھداری کے پیش نظریہ قیاس آرائی ہی کی جاسکتی ہے کہ کھانوں کی مذکورہ ترتیب اتفاقی نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت نے یہ ترتیب کئی اسباب اور وجوہ کے تحت خود قائم فرمائی ہے۔

وجہ اول: جو شخص کھانوں کا بہت سیسا ہو وہ اولاً نمکین کھاتا ہے اور پھر میٹھا زیادہ شوقین ہونے کی وجہ سے پھر نمکین کھاتا ہے اور ذائقہ تبدیل کرنے کے لئے پھر میٹھا اور جو اس سے زیادہ شوقین ہو وہ کھانے کا افتتاح بھی میٹھے ہی سے کرتا ہے دودھ کا برف میٹھا مرغ کی بریانی۔ مرغ پلاؤ شامی کباب اور پراٹھے سب نمکین۔ اس کے بعد بالائی اور فیرنی میٹھی۔ ذائقہ تبدیل ہو گیا اس لئے اب کوئی نمکین اور چٹ پٹی چیز ہونی چاہیئے اس کے لئے آپ نے فرمادیا کہ ارد کی پھریری دال مع ادراک دلوازم اور گوشت بھری پھوڑیاں اس کے بعد اب کوئی ایسا جامع سیال ہو جس سے ان کھانوں کی تہ بھی جم جائے اور نہ بھی میٹھا ہو جائے اس کے لئے ایک سیر سیب کا پانی اتنا ہی انار کا پانی اور اگر کوئی کسر باقی رہ گئی ہو تو سوڈے کی بوتل کافی ہے۔ دیکھا اس ترتیب میں اعلیٰ حضرت نے اپنی تمام تر تجدوانہ صلاحیتوں کو کس خوبی سے سمود دیا ؟



وجہ دوم :- ان بارہ اشیاء کے ساتھ کہیں کہیں آپ کو کچھ قیود بھی ملیں گی۔ مثلاً دودھ کے برف کے ساتھ دو شرطیں (۱) خانہ ساز یعنی بازاری نہ ہو (۲) اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو یعنی ہر فرض سے اہم فرض تو یہی ہے کہ بھینس کے دودھ کا نہ ہو اور اگر کسی کو سعی بسیار کے باوجود بھینس کے علاوہ کوئی دودھ میسر نہ ہو سکے تو پھر بھینس کے دودھ کا بھی قبول ہے۔

اس کے بعد روکی دال کے ساتھ دو شرطیں ہیں (۱) پھریری (۲) مع اورک اور لوازم یہ اس لئے کہ اتنی چیزوں کو ہضم کرنا کوئی معمولی کام نہیں ممکن ہے ان چیزوں کو کھانے کے بعد نفخ اور ریاح ہو جائے اور وہ بھی قبر جیسی تنگ و تاریک جگہ میں اس لئے اورک کا ہونا ضروری ہے کیونکہ یہ ریاح کے لئے بہت مفید ہے اور لوازم سے معلوم نہیں اعلم حضرت کی کیا مراد ہے اس کی تعیین تو کوئی بریلوی ملاں ہی کر سکتا ہے یا کوئی عمر میدہ اعلم حضرت کا عقیدہ تندر۔ تو ان کے شب و روز کے معمولات بچشم غائر دیکھ چکا ہو۔

اور آخر میں سوڈے کی بوتل کو اس لئے ذکر فرمایا کہ اگر ان اشیاء کے ہضم ہونے میں کوئی کسر باقی رہ جائے تو اس کو سوڈے کا پانی پورا کر دے گا لہذا معلوم ہوا کہ ان اشیاء کی ترتیب محض اتفاقی نہیں بلکہ تمام طبی قواعد و اصول کو ملحوظ رکھتے ہوئے قائم کی گئی ہے۔

سوال — اعلم حضرت نے مرنے سے پہلے اتنی ساری چیزوں کی وصیت کیوں کی مطلق یوں کہہ دیتے کہ کچھ مالی خیرات بھی کر دیا کرنا

جواب — جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ بریلوی ہونے کی علامت ہی یہی ہے کہ پیٹ پو جا کر وادہ لوگوں کا مال اڑاؤ جیسا کہ خود جامع و صایا شریف لکھتے ہیں کہ :

پیارے سنی بھائیو! اعلم حضرت قدس سرہ نے اپنے متعلقین کو بارگاہ الہی میں نذر کا صحیح طریقہ تعلیم فرمایا ہے (الی ان قال) تاکہ سنیت پر صحیح عمل ہو زیادہ دھناحت دیکھنا ہو تو قہر خداوندی ص ۱۵ دیکھئے

(وصایا شریف ص ۱۱)

قہر خداوندی تو آپ ہی کو نصیب! ہمیں تو اس کی رحمت چاہیے تم اپنی پسند دیکھو ہم اپنی پسند — اس سے معلوم ہوا کہ بریلویوں کے نزدیک طہنیت یہی ہے کہ نذر دنیا ز اڑاؤ۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ دراصل اس وصیت میں اعلم حضرت نے اپنے مذہب



کے پیردکاروں اور متبع لوگوں کی رعایت کی ہے کہ اب چونکہ میں مر رہا ہوں اور میرے مرنے کے بعد ظاہر ہے کہ انگریزی دست نصرت ختم ہو جائے گا اور میرے ماننے والے جن کی میں اپنی زیست میں مالی مدد کیا کرتا تھا فاقوں میں گئے اس لئے قوم کو کھانے پلانے کا ذہن دے کر ہاؤں تاکہ ان بیچاروں کا کام چلتا رہے اسی لئے بعد والوں نے کھانے پینے اور مال اڑانے کو صحیح سنیت کی علامت بنادیا اور غوام میں سے جو ان کی نذر دنیا سے تو اصنع نہ کرے اس کو سنیت کے رجسٹر سے یک جنبش قلم خارج کر دینا اپنا وظیرہ بنالیا کوئی جتنے جرائم کا ارتکاب کیوں نہ کرے بس دیگ کھڑکا کر ایک طشت بھر کر پیش کر دے وہ پکاسنی اور اگر کوئی تمام شریعت پر عمل کرے لیکن ان کے دوزخ کی آگ کو نہ بجائے وہ پکا دہانی ہے

ہلوے مانڈے سے کام رکھو بھائی مردہ دوزخ میں جائے یا پائے بہشت سوال — بریلویوں کے ہاں یہ کھانوں کی ٹوکریوں کی ٹوکریاں جو آتی ہیں اور یہ بھی زیادہ زور نذر دنیا ز۔ گیارہویں شریف۔ فاتحہ۔ تیجہ۔ ساتھ۔ چالیسواں وغیرہ پر دیتے رہتے ہیں تو کیا ان کے ہاں بعینہ وہ اشیاء مردوں کو ملتی ہیں یا ان کا ثواب، بعض علاقوں میں سنا گیا ہے کہ ان کے مولویوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ مرنے والے کے وارث گرم گرم ہلوہ ہمارے پاس بھیجا کریں کیونکہ قبر میں میت کو جو مار پڑتی ہے ہم اس کی گرم گرم ہلوہ سے ٹکور کرتے ہیں۔

جواب۔ مسئلہ تو یہی ہے کہ مردہ کو ان اشیاء کا ثواب ملتا ہے۔ اشیاء نہیں مگر بریلی شریف کی گنگا لٹی ہے اس لئے ان کے نزدیک اصل اشیاء پہنچتی ہیں جیسا کہ وصایا شریف میں ہے کہ جب اعلیٰ حضرت بارہ کھانوں پر مشتمل وصیت چھوٹے مولانا صاحب کو لکھوا رہے تھے تو سوڈے کی بوتل کے بعد پھر ”دودھ کا برف“ لکھوایا اس تکرار کی وجہ بخشی یوں لکھتا ہے کہ

دودھ کا برف دوبارہ پھر بتایا، چھوٹے مولانا نے عرض کیا اسے تو حضور پہلے لکھا چکے ہیں، فرمایا پھر لکھو انشاء اللہ مجھے میرا رب سب سے پہلے برف ہی عطا فرمائے گا، اور ایسا ہی ہوا کہ ایک صاحب بوقت دفن بلا اطلاع دودھ کا برف خانہ ساز لے آئے۔ (برعاشیہ۔ وصایا شریف نوری کتب خانہ ص ۱۱)



یہ عبارت کسی تشریح کے بغیر اس بات کی واضح دلیل ہے کہ بریلویوں کے نزدیک مرنے کے بعد اصل اشیاء ملتی ہیں اب اگر بریلوی اس بات کے قائل نہیں تو وہ محض تقیہ بازی سے زیادہ کچھ نہیں کیونکہ ان کے نزدیک تو احمد رضا کا دین اور مذہب جو ان کی کتب سے ظاہر ہے اس پر عمل کرنا ہر فرض سے اہم فرض ہے اور یہ تو کتب میں مندرجہ مذہب سے زیادہ اہم ہے اس لئے کہ اعلیٰ حضرت کا اپنا ملفوظ ہے اور چھوٹے میاں کا تحریر کردہ ہے جس میں آپ فرما رہے ہیں کہ ”میرا رب مجھے سب سے پہلے برف ہی عطاء فرمائے گا“ اور پھر یہ کرامت سو فیصد درست ثابت ہوئی کہ ایک صاحب بوقت دفن بلا اطلاع دودھ کا برف خانہ ساز لے آئے جو رب نے دفن کے بعد آپ کو عطا فرما دیا۔ تو یہ ایصالِ ثواب تو نہ ہوا ایصالِ اشیاء ہوا خلاصہ کلام یہ نکلا کہ دین محمدی (علی صاحبہا الف الف تحیم) میں ایصالِ ثواب ہے۔ اور دینِ رضائی میں ایصالِ اشیاء ہے۔

قارئین کی مزید تسلی کے لئے اعلیٰ حضرت کا ایک ملفوظ بیان کر دینا موقع محل کے مناسب سمجھتا ہوں تاکہ ایصالِ ثواب اور ایصالِ اشیاء کی پوری وضاحت ہو جائے۔ مجدد صاحب کے ملفوظ الجلد اول کا ص ۱۱۱ نکالیے اور پڑھیے۔

ایک بی بی نے مرنے کے بعد اپنے بیٹے سے فرمایا کہ میرا کفن ایسا خراب ہے کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے شرم آتی ہے۔ پرسوں فلاں شخص آئے والا ہے اس کے کفن میں اچھے کپڑے کا کفن رکھ دینا صبح کو صاحبزادے نے اٹھ کر اس شخص کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بالکل تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں۔ تیسرے روز خبر ملی کہ اس کا انتقال ہو گیا ہے لڑکے نے فوراً نیا عمدہ کفن سلوا کر اس کے کفن میں رکھ دیا اور کہا کہ یہ میری ماں کو پہنچا دینا رات کو وہ صالحہ ثواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا خدا تمہیں جزائے خیر دے تم نے بہت اچھا کفن بھیجا۔

دیکھا آپ نے اعلیٰ حضرت بعینہ کفن پہنچ جانے کی فرما رہے ہیں نہ کہ اس کفن کے ثواب کی۔

معلوم ہوا کہ بریلویوں کا اصل چیز پہنچنے کا عقیدہ ہے۔ اور اعلیٰ حضرت نے یہ گھڑ تو بھی اسی لئے چھوڑا ہے تاکہ عوام یہ سمجھ کر کہ مولویوں کو جو چیزیں دیکھائیں وہ اپنی اصل ہیئت











نیاز اور فاتحہ خوانی کے لئے | احمد رضا خان صاحب فاتحہ خوانی اور نیاز  
کو حاصل کرنے کا ایک واقعہ یوں ارشاد  
فرماتے ہیں کہ

بارش بڑے زور سے برسنے شروع ہوا بعد ختم سلام کے مسجد سے باہر  
آیا میرے والد صاحب زاد عمرہ کی ملاقات ہوئی آپ فرمانے لگے فرزند نیاز ختم دلائل  
طیار ہے فاتحہ پڑھ کر کھالو میں دوڑا تو میرا پاؤں پھسلا اور زانو کے بل ہو گیا۔ کیچر  
زانو میں لگی آخر کھڑا ہو گیا۔  
(فتاویٰ افریقہ ص ۱۸۵)

دیکھا بیچارے احمد رضا خان صاحب پیٹ کے پوچھاری نیاز اور فاتحہ کو ہضم اور  
ہڑپ کرنے کے لئے کتنے بیقرار کیچر میں گرتے پڑتے بالآخر نیاز کو پا ہی لیا۔ غالباً کیچر کو  
ہلوہ شریف سمجھ کر زانو کے بل ہو کر کھا۔ نے لگے ہوں گے اور جب بد مزہ پایا تو کیچر سمجھ  
کر پھر ہلوے اور نیانہ کی طرف دوڑنے لگے سبحان اللہ مجدد بھی ایسا ہی ہونا چاہیے  
جو کھانے پینے کے طریقوں کی تجدید کرے۔

احمد رضا کا کھنڈا ہلوہ | احمد رضا خان صاحب اپنی ہلوہ خوری کا تذکرہ  
یوں فرماتے ہیں کہ

انہوں نے تقرر دعوت سے پہلے باصرہ اتمام پوچھا کہ تجھے کیا چیز مرغوب ہے۔  
آخر گزارش کی کہ "الحلو البارد" شیریں سرد (یعنی کھنڈا ہلوہ) ان کے یہاں  
دعوت میں انواع اطعمہ جیسے اور جگہ ہوتے تھے ان کے علاوہ ایک عجیب نفیس چیز  
پائی کہ اس الحلو البارد کے بالکل مصداق تھی نہایت شیریں و سرد اور خوش ذائقہ ان  
سے پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے کہا کہ رضی اللہ عنہ اور وہ تسمیہ یہ بتائی کہ جس کے ماں  
باپ ناراض ہوں یہ پکا کر کھلائے راضی ہو جائیں گے۔

(ملفوظات جلد ۲ ص ۱۶۱ سطر)

مجدد اکل و شرب کی روایت سے معلوم ہوا کہ ہلوہ کھنڈا آپ کی مرغوب غذا  
تھی ظاہر ہے کہ غذاؤں میں مرغوب غذا آدمی اکثر و بیشتر استعمال کرتا ہے بنا بریں مجدد  
صاحب ہلوہ شریف بھی دیگر اشیاء کے خوردنی کے ساتھ کثرت اور رغبت سے تناول فرمایا  
کرتے ہوں گے۔



مگر تعجب ہے آپ کے سوانح نگار کی معلومات پر کہ انہوں نے مجدد صاحب کی روزمرہ کی خوراک کو بیان کرتے ہوئے صلوہ شریف کو کیوں حذف کر دیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ -

حضور کی غذا زیادہ سے زیادہ ایک پیالی شوربا بکری کا بغیر مرچ کا اور ایک یا ڈیڑھ بسکٹ اور وہ بھی روزانہ نہیں بلکہ بسا اوقات ناغہ بھی ہوتا تھا۔

(حیات اعلیٰ حضرت جلد ۱ ص ۲)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ سوانح نگار کے حضور کھانا نہیں کھاتے تھے بلکہ چکھتے تھے اور پھر بھی ہٹے کٹے تھے۔

مگر سوانح نگار کی یہ روایت بدیہی پر مبنی ہے وہ دراصل اعلیٰ حضرت کو فرشتہ صفت ثابت کرنے کی سعی کر کے دوسرے سے کام لے رہے ہیں اور بھوٹے کا حافظہ بہت کمزور ہوتا ہے اسی لئے ایک دوسرے مقام پر جب اعلیٰ حضرت کی خوراک کو بیان کرنے لگے تو سابقہ تحریر کو بھول کر یوں رقمطراز ہوتے ہیں کہ

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عام غذا روٹی چکی کے پسے ہوئے آٹے کی اور بکری کا قورمہ تھا گائے کا گوشت تناول نہیں فرمایا کرتے تھے۔ (حیات اعلیٰ حضرت جلد ۱ ص ۹)

لیجئے یہاں حضور والا کو روٹی اور قورمہ عام طور پر کھانے کا عادی بتلا رہے ہیں اگر آپ ان دونوں روایتوں کو غور سے پڑھیں گے تو آپ کو ان دونوں روایتوں میں کھلا تضاد ملے گا اگر پہلی روایت درست مان لی جائے تو دوسری غلط اور اگر دوسری صحیح تسلیم کر لی جائے تو پہلی غلط۔

## اعلیٰ حضرت کے کھانے کی متضاد روایتوں میں تطبیق

ان دونوں روایتوں کو بظاہر درست تصور کرنے سے عقل ابداً انکار کرتی ہے لیکن اگر غور و فکر کیا جائے تو تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ پہلی روایت کو روزانہ کے ناشتے پر معمول کر لیا جائے اور دوسری کو کھانے پر یعنی ایک پیالی شوربا اور ڈیڑھ بسکٹ آپ کا روزانہ ناشتہ میں استعمال کرنے کا معمول تھا اور روٹی قورمہ روزانہ کھانے میں تناول فرمانا آپ کی عام



کھانے میں بد احتیاطی موت کا کچھار بننے لگی

کامے کر گائے کے گوشت کے بھی کباب تناول فرمایا کرتے تھے اور اس سے ذرا دیر پہلے آپ اعلیٰ حضرت کی ایک وصیت بھی پڑھ چکے ہیں جس میں آپ نے بارہ کھانوں کو مرنے سے دو گھنٹے پہلے پکارا ہے انہیں بارہ کھانوں میں کباب شریف کا ذکر بھی ملتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کباب اس شیر بدیشہ کی محبوب ترین خوراک تھی اس لئے کباب کی حد تک کبھی کبھی آپ بذا احتیاطی سے کام لے کر گائے کے گوشت کے بھی کباب تناول فرمایا کرتے تھے اس کے نتیجہ میں چاہے بڑی سے بڑی قیمت ادا کرنی پڑتی آپ اس سے بے پرواہ ہو کر اپنے ذوق کی تکمیل فرمایا کرتے تھے اس سلسلہ میں اگر میں کچھ عرض کروں تو ممکن ہے کسی کی کبیدگی خاطر کا سبب بن جائے لہذا مناسب ہے کہ اعلیٰ حضرت کے سوانح نگار ہی کے قلم کے رشحات کو نقل کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ اس واقعہ کی اس طرح عکاسی فرماتے ہیں کہ

ایک شخص نے حضور کی دعوت کی وہ لے گئے اعلیٰ حضرت فرماتے تھے ان دنوں  
سید حبیب اللہ صاحب دمشق جیلانی فقیر کے یہاں مقیم تھے ان کی بھی دعوت تھی میرے  
ساتھ تشریف لے گئے وہاں دعوت کا یہ سامان تھا کہ چند لوگ گائے کے کباب بنا رہے تھے  
اور ہلوائی پوریاں یہی کھانا تھا سید صاحب نے فرمایا کہ آپ گائے کے گوشت کے عادی  
نہیں ہیں اور یہاں اور کوئی چیز موجود نہیں ہے بہتر ہے کہ صاحب خانہ سے کہہ دیا جائے  
میں نے کہا میری عادت نہیں۔ وہی پوریاں کباب کھائے۔ اسی دن مسوڑوں میں دم  
ہو گیا اور اتنا بڑھا کہ حلق اور نونہ بالکل بند ہو گیا مشکل سے تھوڑا سا دودھ حلق سے آتا  
تھا اور اسی پر اکتفا کرتا بات بالکل نہ کر سکتا تھا یہاں تک کہ قرأت ستر یہ بھی میسر نہ تھی۔  
سنّتوں میں بھی کسی کی اقتداء کرتا۔۔۔۔۔ جو کچھ کسی سے کہنا ہوتا لکھ دیتا بخار  
بہت شدید اور کان کی پیچھے گلٹیاں میرے منجھلے بھائی مرثوم ایک طبیب کو لائے ان  
دنوں بریلی میں مرض طاعون شدت تھا ان صاحب نے بغور دیکھ کر ساتھ آٹھ مرتبہ کہا  
دہی ہے دہی ہے یعنی طاعون۔

(حیات اعلیٰ حضرت جلد اول ص ۹)



لیجیے بسیار خوری اور عدم احتیاط کے سبب اعلیٰ حضرت بقول معالج طاعون کے مرض میں مبتلا ہو کر نمازوں میں قرأت اور قرآن خوانی وغیرہ کارہائے خیر سے بھی گئے مال بیگانہ دل بے رحم کا نتیجہ ایسا ہی ہوتا ہے۔

احمد رضا کے طالب علموں کا ذوق اشیاء خوردنی

آدمی جس ذوق کا ہوتا ہے اس کے ذوق کے اثرات اس کے ارد گرد کے ماحول پر بھی ویسے ہی مرتب ہوتے ہیں فاضل صاحب چونکہ بسیار خوری میں اپنی مثال آپ ہی تھے اور اسی وجہ سے آپ کوئی قابل ذکر علمی کام نہ کر سکے اور نہ ہی تشنگان علوم دینیہ کا آپ کی طرف رجوع ہوا اور جو بھولے بھٹکے آجاتے ہیں وہ آپ کے اسی رنگ میں رنگے جاتے اور ان کی اڑان بھی کھانے تک محدود رہتی اور جو چیزیں امام بریلویہ کے رنگ دریشہ میں رسی بسی تھیں وہی پھاٹ طلباء کو بھی لگ گئی۔ اس بات کو امام بریلویہ کے سوانح نگار بڑے فخر سے لکھتے ہیں کہ

مجملہ اور باتوں کے اعلیٰ حضرت نے جملہ طلباء مدرسہ اہل سنت و جماعت منظر اسلام کی ان کی خواہش کے مطابق دعوت فرمائی۔

بنگالی طلبہ سے دریافت فرمایا آپ لوگ کیا کھانا چاہتے ہیں انہوں نے کہا مچھلی بھات چنانچہ رو ہو مچھلی دا فر طریقہ پر منگائی گئی اور ان لوگوں کی حسب خواہش دعوت ہوئی۔ بہاری طلبہ سے دریافت فرمایا کہ آپ لوگوں کی کیا خواہش ہے ہم لوگوں نے کہا بریانی، زردہ، فیرنی، کباب، میٹھا لکڑا وغیرہ بہاریوں کے لئے پر تکلف کھانا تیار کرایا گیا پنجابی اور دلائی طلبہ کی خواہش ہوئی دنبہ کا خوب چرب گوشت اور تنور کی بکی گرم گرم روٹیاں

(حیات اعلیٰ حضرت جلد ۱ ص ۴۷)

اعلیٰ حضرت کے طلبہ کا ذوق اشیاء خوردنی بالکل اعلیٰ حضرت سے ملتا جلتا ہے دراصل ان کے ہاں رکھا ہی کیا تھا۔ علم کے نام کی تو کوئی چیز ان کے ہاں تھی ہی نہیں البتہ جفر وغیرہ کے کچھ ٹوٹکے خوب جانتے تھے اور جو طلبہ آتے تھے وہ بس یہی کچھ سیکھتے تھے اور باقی کھانا پینا اور مفردات کی خاصیات تھیں زندگی بھر مرغن کھانوں کے بسیار بے طلبہ کو بھی یہی لت ڈال دی اور مرتے وقت بجائے خدا کو یاد کرنے کے درجن کھانوں کو یاد کرتے ہوئے اس جہاں سے رخصت ہو گئے۔ جس کم جہاں پاک۔



اعلیٰ حضرت سوہن ملوہ خرید رہے ہیں | مولانا احمد رضا فاضل صاحب دنیا میں آئے ہی صرف کھانے پینے کے لئے تھے

اس لئے کبھی آپ کو فیرنی کھاتے ملیں گے کہیں آپ کے سامنے سرد شیریں ماکولات کی پلیٹیں پڑی نظر آتی ہیں کہیں آپ ماں باپ کو راضی کرنے والا ملوہ شریف کھا رہے ہیں۔ کہیں فاتحہ کی نیاز کے پیچھے دوڑتے ہوئے کیچر میں پھنسے ہوئے ملتے ہیں کہیں سوہن ملوہ کے ارد گرد طواف کرتے پائے جاتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے سوانح نگار سوہن ملوے کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

ایک مسلمان ساکن محلہ قردلان ملوہ سوہن فروخت کیا کرتے تھے ان سے حضور نے کچھ ملوہ سوہن خرید فرمایا (حیات اعلیٰ حضرت جلد ۱ ص ۴۶)

کیوں نہ خریدتے اعلیٰ حضرت تو دنیا میں تشریف ہی اسی لئے لائے تھے کہ ملوے شریف کی حقیقت پر تو دبیز پردے پڑے ہوئے تھے ان کو اٹھائیں تو پھر ملوہ قردلان کا ہوا یا کہیں کا بس اعلیٰ حضرت نے دیکھا فوراً منہ میں پانی آیا جب تک ملوہ شریف منہ میں جائے آپ کی طبیعت بقرار رہتی تھی اسی لئے جہاں ملوہ دیکھا پہلے تو کوشش کرتے رہے کہ مفت میں ہاتھ آجائے تو نبھا اگر سعی بسیار کے باوجود ملوہ مفت نہ مل سکے تو پھر تسکین طبع کے لئے اعلیٰ حضرت خرید بھی لیا کرتے تھے۔ جس آدمی کا مشن ہی ملوہ شریف ہو اور تمام کوششوں کی آخری منزل ہی کھانا پینا ہو اور خوب پیٹ بھر کر بڑکیں مارنا ہو وہ دین کی ایسی ہی خدمت کر سکتا ہے جیسے مجدد بدعات نے کی ہے۔

احمد رضا کی شیرینی | ایک کہادت مشہور ہے کہ بچپن کی عادت بچپن تک نہیں جاتی اس کہادت کو محفوظ کرنے کے بعد آپ کی یہ پریشانی خود

بخود دور ہو جائے گی کہ اعلیٰ حضرت اپنی زندگی میں سرد شیریں (کھنڈا ملوہ) اور والدین کو راضی کرنے والا ملوہ، سوہن ملوہ وغیرہ لائیں بلائیں بمع فیرنی شریف کے رسیا کیوں تھے؟

دراصل اعلیٰ حضرت کو بچپن ہی میں مٹھائیوں کے کھانے کی لت پڑ گئی تھی جو تمام زندگی کا معمول بن گئی چنانچہ اعلیٰ حضرت کے سوانح نگار اس بات کو اعلیٰ حضرت کی زبانی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ



والد ماجد قدس سرہ العزیز نے مجھے شیرینی کھانے کے لئے ایک روپیہ عنایت فرمایا تھا۔

(حیات اعلیٰ حضرت جلد ۱ ص ۶۶)

احمد رضا پھرتے تھے کہ سب کو شیرینی کھانیکا عادی بنا دیا جائے

خود تو اعلیٰ حضرت شیرینی بمع دیگر لوازم کے کھانے کے عادی ہو چکے تھے مگر اردوں کو بھی اس راستے پر لگانے کی کوشش فرمایا کرتے

تھے تاکہ دنیا یہ نہ کہے کہ میں اس میدان میں اکیلا اور تنہا ہوں اور آج یہ جم غفیر اور اچھی خاصی بھیڑ اعلیٰ حضرت ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ طریقہ کار آپ کا یہ ہوتا تھا کہ کسی بے علم کو ہتھیایا اور اسے کہا کہ فتویٰ لکھو پھر اس کی خود ہی تصدیق کر کے اسے انعام دیتے اور کہتے کہ اس روپے کی شیرینی لے کر کھا جاؤ

سوال نگار ہی کے الفاظ پیش خدمت ہیں۔

آج آپ نے جو فتویٰ لکھا ہے یہ پہلا فتویٰ ہے اور ماشاء اللہ بالکل صحیح ہے

اس لئے اسی اتباع میں ایک روپیہ آپ کو شیرینی کھانے کے لئے دیتا ہوں۔

(حیات اعلیٰ حضرت جلد ۱ ص ۶۶)

اگر مقصود انعام تھا تو اس کو شیرینی کھانے کے لئے مقید کیوں کیا؟

معلوم ہوا کہ انعام بہانہ تھا مقصود شیرینی کھانے کا عادی بنانا تھا۔

احمد رضا اور دیوالی کی مٹھائی

دیوالی ہندوؤں کے ایک تہوار کا نام ہے اس دن وہ لوگ مٹھائی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔

احمد رضا سے کسی نے سوال کیا کہ اس دن ہندوؤں کی یہ مٹھائی لینی چاہیے یا نہیں آپ فرماتے ہیں کہ اس دن نہ لیں اور دوسرے دن لے لیں۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

عرض۔ کافر جو ہولی اور دیوالی میں مٹھائی تقسیم کرتے ہیں مسلمان کو لینا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد۔ اس روز نہ لے ہاں دوسرے روز دیں تو لے کوئی حرج نہیں۔

(ملفوظات جلد ۱ ص ۱۱۵)

آپ سوچتے ہوں گے کہ ہولی اور دیوالی کے تہوار پر تقسیم کی جانے والی مٹھائی

پہلے دن شاید حرام ہوتی ہوگی اور دوسرے دن حلال ہو جائی ہو اس لئے آپ نے پہلے دن



یسے سے منع فرمایا اور دوسرے دن لینے کی اجازت دیدی لیکن آپ یقین جانیے ایسی بات نہیں نہ ہی ایسا کوئی مسئلہ ہے کہ ایک چیز ایک روز حرام ہو اور وہی اسباب و علل دوسرے روز بھی اس میں موجود ہوں اور وہ حلال ہو جائے۔

دراصل حلال و حرام کی بات نہیں بلکہ بات دوسری ہے آپ کو یاد ہو گا میں گزشتہ اوراق میں ایک بحث کے ذیل میں عرض کر آیا ہوں کہ اعلیٰ حضرت ہندومت کے پرچارک تھے اور لہذا وہ اسلام کا ادھر دھکر مسلمانوں کو سَسَنَسَتِ رِجْہُمْ مِنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ کے تحت کسی اور پیٹ فارم کی طرف لے جانے کے لئے مامور تھے یہاں بھی اس طرف تلیم ہے۔

یعنی آپ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ پہلے روز تم مٹھائی نہ لو بلکہ ہندوؤں کے ساتھ مل کر ان کی خوشی میں شریک ہو جاؤ اور دوسرے روز جیسے وہ کھائیں گے تم بھی مزے اڑاؤ۔

اور اگر امتِ رضائیہ اس مفہوم سے انکار کرے تو پھر میرے دو سوالوں کا جواب دیدے میں اس مضمون سے رجوع کر لوں گا۔

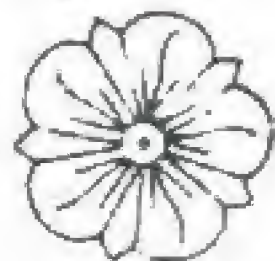
۱۔ جو چیز ایک دن پہلے حرام تھی وہ ایک دن بعد حلال کیسے ہو گئی؟

۲۔ اور اگر دوسرے دن حلال ہے تو پہلے دن حرام کیوں تھی؟

بریلوی اگر صاحبِ علم ہوتے تو اس بات کا امکان تھا کہ شامی درمختار وغیرہ کتب فقہ سے کوئی دور کی جزئی تلاش کر لاتے مگر

یہ مرتبہ بلند ملا جسے مل گیا ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

اس لئے یہ میرے ان دو سوالوں کا جواب دینے سے قاصر و عاجز رہیں گے جس کی بنا پر انہیں سابقہ مضمون تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو گا اور جواب دینے کی کوشش میں ندامت یا اعلیٰ حضرت کے فتوے پر ماتم کرنے کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہو گا یہ تو احمد رضا کے بعض فتوؤں پر طائرانہ نگیر ہے اگر ضرورت پڑی تو میں اس سلسلہ میں مفصل اور مبسوط تبصرہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں وہاں آپ کو اعلیٰ حضرت کے فتوؤں کی نشاندہی کروں گا کہ مجدد صاحب فتوؤں کے نام سے کیسے قیامت کی پھال پھل گئے۔





# باب ششم احمد رضا حقیقت کے آئینہ میں

اس عنوان کے ذیل میں احمد رضا کے ان اقوال کو پیش کرنا ہے جن میں احمد رضا نے اپنی ذات کی نقاب کشائی فرمائی ہے مگر اس سے پہلے میں اس بات کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہے کہ مجھے اس عنوان اور اس کے تحت احمد رضا کی ذات کو اس کے اپنے بیانات کی روشنی میں واضح کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی تو اس سلسلہ میں بعض بریلوی مکتب فکر کے مصنفین اور ناقدین کی حضرت تھانویؒ اور دیگر اکابر علمائے دیوبند کی وہ تحریریں ہیں جن کو انہوں نے اکابر علمائے دیوبند کی توہین و تنقیص میں بطور دلیل و اشتہاد نقل کیا ہے۔

چنانچہ اولاً میں ناظرین کی خدمت میں چند اقتباس نقل کر دینا موقع و محل کے مناسب سمجھتا ہوں۔

۱۔ مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بارے ارشاد فرماتے ہیں کہ :-  
بعض لوگ قلیل الکلام ہوتے ہیں اس سے بھی رعب ہوتا ہے  
اور میں اس قدر بکی ہوں کہ ہر دقت بولتا ہی رہتا ہوں مگر کچھ  
بھی نہ معلوم لوگ کیوں اس قدر مجھ کو ہوا بنائے ہوئے ہیں۔  
(افاضات یومیہ جلد اول)

اس عبارت پر ”بریلوی مولوی“ عنوان قائم کرتا ہے۔

میں بکواسی ہوں (دیوبندی مذہب ص ۱۳۹)



اسی طرح بیسیوں عنوانات سے بریلوی مکتب فکر کے ناخواندہ مولویوں کی ہدایت کی کیفیت کا ان کی تالیفات میں انبار موجود ہے جس کے کچھ نمونے قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

- ۲۔ مجھے کچھ نہیں آتا دیوبندی مذہب ص ۱۷۱
- ۳۔ میں بُرا ہوں ص ۱۷۲
- ۴۔ تھانوی صاحب بدتر ذلیل ص ۱۷۳
- ۵۔ رشید احمد گنگوہی ذلیل ص ۱۷۴
- ۶۔ دیوبندی تمام احمق ص ۱۷۵

اسی کتاب میں اسی طرح کی باتوں سے مرتب کتاب نے کئی صفحے لکھ دیئے ہیں آپ سوچتے ہوں گے ایسی باتوں کو نقل کرنے سے آخر کیا فائدہ ہے؟ تو اس کا جواب واضح ہے کہ دراصل اکابر علمائے دیوبند کی ایسی عبارتوں کو نقل کرنے سے ان کا مقصد یہ ہے کہ جب علمائے دیوبند خود اپنے کو ذلیل - بدتر مان رہے ہیں تو پھر ہم انہیں کیوں باعزت و بادقار سمجھیں چنانچہ انہیں کی زبانی سنئے۔

دیوبندیوں کو مستند بیوقوف ہونے کی سند عبدالوہاب نجدی سے درشہ میں ملی ہے جس کا ثبوت دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے خود دیا ہے۔ لکھتا ہے کہ میں بے وقوف ہوں مثل ہر بد۔۔۔۔۔ اور دوسری جگہ اسی صفحے پر لکھتے ہیں کہ پھینٹ پھینٹ کر تمام احمق میرے حصے میں آگئے۔۔۔۔۔ ناظرین اب آپ خود ہی اندازہ فرمائیں کہ جو مستند بیوقوف ہوں وہ کیوں نہ ایسے اقوال شنیعہ دہیہ رکیکہ کا مظاہرہ کریں۔ (نجدی وہابی کی پہچان و تاریخ ص ۱۷۱)

ان اور ان جیسی دیگر عبارات کو نقل کرنے کا مطلب اب آپ خوب سمجھ گئے کہ کیا ہے۔

ایسی عبارات کے میرے نزدیک صحیح اور مستند جوابات موجود ہیں مگر ان احمقوں کو جواب دے کر مزید جبری کرنا ہوگا جیسا کہ میں نے اس کتاب کے شروع میں وعدہ کیا تھا کہ میں جواب نہیں دوں گا بلکہ ان سے جواب لوں گا اس وعدہ کے مطابق اب میں ملت بریلویہ سے جواب مانگتا ہوں اور انشاء اللہ تلوہ سے حاصل شدہ



ہمہ توانائیوں کو صرف کر دینے کے بعد بھی ان سے جواب نہ بن آئے گا ہاں البتہ یہ کچھ اچھلیں گے، پھدکیں گے اور کچھ دیر تڑپیں گے اور پھر گالیاں دیں گے اور میں یوں کہوں گا

گالیاں دے کر پھرک جاتے ہیں آپ

کیا مزا ہے تلخی و دشنام میں

اگر طرز استدلال اور جرح و تنقید کا یہی طریق کار آپ کو پسند ہے اور اس طریق کو کسی کی ذات اور شخصیت کی توہین اور عدم اہمیت پر بطور استشہاد پیش کرنا آپ کے مذہب کا قانون و منہاج ہے تو آئیے اسی قانون اور ترازو پر اعلیٰ حضرت کو پرکھتے اور تولتے ہیں اور جڑا نہ منائیے بلکہ اپنے قانون کی رو سے ایسے شخص کی تقلید اور اتباع کو ترک کر کے راہ راست پر آکھائیے یا پھر پڑھتے بھائیے اور اپنے مذہب یا قانون پر ماتم کرتے بھائیے

احمد رضا صاحب اپنے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں

**ہزاروں کتوں کی طرح رضا بھی ایک گٹھا**

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا

تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

(ہدائق بخشش جلد اول ص ۷۷)

آپ نے مولانا تھانویؒ کی عبارت کو دیوبندیوں کے بیوقوف ہونے پر بطور سند پیش کیا تھا اب بتائیے احمد رضا کے اس ارشاد کے بعد دیوبندیوں کو کیا کہوں؟ اس شعر میں احمد رضا نے اپنے کلب (کتے) ہونے کا صرف اقرار ہی نہیں کیا بلکہ خود کو ہزاروں دیگر کتوں کی مانند قرار دیا ہے اب احمد رضا کے اذتاب سے یہ امور صیافت طلب ہیں۔

- ۱۔ یہ شعر اگر اپنے مفہوم کے اعتبار سے درست ہے تو احمد رضا کو کتا کہو۔
- ۲۔ اگر احمد رضا کو کتا نہیں کہتے اور نہ ہی تسلیم کرنے کو دل مانتا ہے تو پھر صاف کہو کہ احمد رضا بھوٹے اذکذاب ہیں۔
- ۳۔ بصورت اول تمہارا مقتدا کتا ہے۔
- ۴۔ بصورت ثانی تمہارا مقتدا کذاب ہے۔



۵۔ کتا مقتدا نہیں ہو سکتا۔

۶۔ کذاب بھی مقتدا نہیں ہو سکتا۔

بنابرین آئندہ کے لئے احمد رضا کی اتباع کا قلابہ اتار کر پھینکنے کا عزم کرو اور دامانِ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وابستگی اختیار کر کے حلقہ بگوش اسلام ہو جاؤ۔

**رضا مجرم و ناکارہ** | اعلیٰ حضرت کا نعتیہ کلام ملاحظہ فرمائیے۔

۷۔ مانا کہ سخت مجرم و ناکارہ ہے رضا

تیرا ہی تو ہے بندہ درگاہِ غفر

(ہدائق بخشش جلد ۱ ص ۲۷)

**بریلویوں کا رضا بدکار** | بریلویوں کے اعلیٰ حضرت ایک جگہ پر اپنی امت کو بدکرداری پر جبری اور معاصی کے ارتکاب پر فخر کی یوں تلقین فرماتے

ہیں۔

بدکار رضا فوش ہو بد کام بھلے ہوں گے

وہ اچھے میاں پیارا اچھوں کا میاں آیا

(ہدائق بخشش جلد ۱ ص ۱۸)

اس شعر میں بریلویوں کے رضا نے کچھ باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے اور بعض باتیں وضاحتاً بیان کی ہیں۔

۱۔ احمد رضا نے اپنی ذات کے بارے میں اعتراف کیا ہے کہ ”میں (رضا) بدکار ہوں

۲۔ دوسری بات جو قابلِ تعجب اور مضحکہ خیز ہونے کے ساتھ ساتھ احکامِ اسلامیہ کے صراحتاً خلاف ہے وہ یہ ہے کہ عزت مآب ”اپنی بدکاری اور سیاہ کاری پر بھی خوش ہیں“ میں طوالت کے خوف سے اس امر پر مزید گفتگو نہیں کرتا صرف اتنا بتلائے دیتا ہوں کہ گناہوں پر خوش ہونا مسلمان کا شیوہ نہیں۔

۳۔ تیسری بات جو پہلے مصرعہ کے آخر میں بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ آپ یقین سے

فرما رہے ہیں کہ ”اب میرے تمام بُرے کام اچھے ہو جائیں گے“ اس مصرعہ میں اپنی بدکاری اور بدکرداری کا بھی وثوق رکھتے ہیں مگر اب سستا چھوٹا چاہتے ہیں اور اپنے گناہوں کو نیکیوں



سے بدلنے کے لئے بڑی آسان سی ترکیب نکالی ہے اور وہ بقول احمد رضا کے اچھے میاں کی آمد  
۴۔۔۔۔۔ شعر کے دوسرے مصرعے میں کسی ”اچھے میاں“ کو یاد کر رہے ہیں یہ اعلیٰ حضرت کا کنایہ  
ہے جس کو اگر وہ اپنے الفاظ اور اپنی تحریر میں بیان کر جاتے تو شاید بریلویوں پر قیامت ہی  
آجاتی اس لئے اب ہمیں خود ہی معلوم کرنا ہو گا کہ اعلیٰ حضرت کے ”اچھے میاں“ کون ہیں؟  
میرے نزدیک اس کی مراد میں دو احتمال ہیں۔

احتمال اول۔ ممکن ہے اچھے میاں سے مراد۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات  
اقدس ہو مگر یہ احتمال بایں وجہ نہیں ہو سکتا کہ احمد رضا کے نزدیک ”میاں“ کے ایک معنی  
دلال۔ یعنی الرابطة بین الزانی والزانیة کے بھی ہیں اور پھر احمد رضا کے  
نزدیک یہ بھی لازم ہے کہ جس لفظ کے معنی میں کہیں بھی برائی اور نقص کا شبہ نکلتا ہو اس  
لفظ کو نبی علیہ السلام کے لئے استعمال کرنا باعثِ حبوطِ اعمال ہے لہذا احمد رضا کے اپنے  
اصول و قوانین کی رو سے اچھے میاں سے نبی علیہ السلام کی ذات ستودہ صفات تو مراد  
ہو نہیں سکتی اس لئے کوئی اور مراد متعین کی جائے گی جو احمد رضا کے اپنے مفروضہ دین کے  
بھی خلاف نہ ہو اور ہمیں بھی اس پر اعتراض کرنے کا موقع نہ ملے۔

احتمال ثانی۔ ”اچھے میاں“ سے مراد احمد رضا کے محبوب و مرغوب حاکمان ذی وقار۔ انگریز  
سرکار ہے جنہیں وہ تاہور بھی مانتے ہیں۔

۵۔۔۔۔۔ اس پورے شعر سے احمد رضا نے اپنی امت کو ایک تاثر دیا ہے اور وہ یہ کہ شب  
در روز گناہ کرو اور پھر توقع یہ رکھو کہ ہم سب خوب سے خوب تر کے مستحق ہیں تو گویا کہ احمد رضا  
نے اس شعر سے بُرائی کو ردِ ارج دینے اور عام کرنے کی تلقین کی ہے۔ جس کو قرآن کریم نے  
منافقوں کی عادت بیان کی ہے۔

منافق مرد اور منافق عورتیں آپس میں  
ایک دوسرے کو برائی کرنے اور نیکی سے  
روکنے کی تبلیغ کرتے ہیں۔

الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ  
مِنْ بَعْضٍ يَمْؤُؤْنَ بِالْمُنْكَرِ  
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ

پارہ ۱۰، رکوع ۱۴، سورت توبہ

تم وہ کہ کرم کو ناز تم سے  
میں وہ کہ بدی کو عار آفتا

اهدائہ بخشش ص ۱۲

بدی کو رضا سے شرم



اس شعر میں بتلا رہے ہیں کہ میں اتنا بُرا ہوں کہ بُرائی بھی مجھے دیکھ کر مارے شرم کے اپنے چہرے پر نقاب ڈال کر کہتی ہے کہ اعلیٰ حضرت آپ کو دیکھ کر اب مجھے اپنے وجود ہی سے شرم محسوس ہونے لگی ہے اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ آپ کی موجودگی میں میری ضرورت ہی نہ تھی۔

بریلویوں کے رضا نہ اپنے گھر کے  
اور نہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے در کے

نہ گھر کا رکھنا نہ اس در کا ہائے ناکامی

ہماری بے بسی پر بھی نہ کچھ خیال کیا  
(حدائقِ بلدِ اصؑ)

رضائیکما

مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ تھی

اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکمائی ترا  
(ایضاً صؑ)

رضا خوار، خطا دار، بیمار، گناہ گار

خوار و بیمار، خطا دار گناہ گار ہوں میں  
(ایضاً صؑ)

بریلویوں کے رضا، بد، چور، مجرم

بد سہی، چور سہی، مجرم ناکارہ سہی  
(ایضاً صؑ)

بکتا ہے

ان کے آگے دعویٰ ہستی رضا کیا بکے جاتا ہے یہ ہر بار ہم  
(ایضاً صؑ)

ان مذکورہ اقوال میں اعلیٰ حضرت نے اپنے بارے میں نکمے، خوار، بیمار، خطا دار، گناہ گار، بد، چور، مجرم، بکواسی، ناکارہ۔ نہ گھر کے نہ گھاٹ کے اور سگ وغیرہ ہونے کا اقرار و اعتراف کیا ہے اور ان اقوال سے زیادہ قوی کوئی قول نہیں ہو سکتا اس لئے کہ یہ اپنی ذات کے بارے میں خود ان کے اپنے ریمارکس ہیں اور اپنی ذات کے بارے میں کوئی علم ہوتا ہے اور



دوسرے کے بارے میں ظنی اور تخمینی۔

ان یقینی اور بدیہی اقوال سے ثابت ہوا کہ احمد رضا کو ایک عام آدمی بھی بمشکل مانا جاسکتا ہے یہ ہائیکہ وہ ایک قوم کا مقتدا، امام اور نبی کہلائے  
مگر تعجب تو اس قوم یا بھولی بھیلوں پر ہے جنہوں نے اس کو اپنا مقتدا سمجھا ہوا ہے۔  
احمد رضا کے مستند ذلیل اور سگ، ہونے کے لئے امید ہے برپوی مطالبہ تشنہ نہ رہا ہوگا۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ